ام المومنین عائشة رضی اللہ عنہا

از

ابو شہریار

۲۰۲۰، ۲۰۲۱

www.islamic-belief.net

فہرست

ام المومنین کا نکاح 8

اسماء بنت ابی بکر کی عمر کا ذکر 11

ابن الدغنہ کے واقعہ کی چشم دید گواہ 12

طلحہ رضی اللہ عنہ شادی کے متمنی؟ 14

ام المومنین کا نکاح پہلے ہوا تھا؟ 16

ام المومنین کا بلوغت پر قول 17

جنگ بدر کے واقعہ سے دلیل 20

حدیث اسامہ سے دلیل 21

احادیث میں ہشام بن عروہ کا تفرد ہے؟ 22

غیر موجودگی والی روایات 24

واقعہ افک 26

تمنا عمادی کے اعتراضات 31

اہل تشیع کا موقف 35

واقعہ افک پر خوارج کی آراء 38

حمنہ بنت جحش کا کردار 38

ام المومنین کی عظمت و برکت 44
ازواج النبی سے سے تعلقات 49
نبی کا شہد حرام کرنا 55
لونڈی کو اپنے اوپر حرام کر لیا؟ 59
شہد کو اپنے اوپر حرام کیا 63
جو عورت اپنے آپ کو نبی پر ھبہ کرے اس کو حرام کر لیا 67
وفات النبی اور عائشہ رضی اللہ عنہا 69
قرآن کے ساتھ حادثہ 72
حجرہ میں تین چاند گرنے والا خواب 85
وفات النبی کی وجہ زہر؟ 90
وفات ابو بکر رضی اللہ عنہ 92
مقتل عثمان اور جنگ جمل 94
لن یفلح قوم ولوا امرہم امرأۃ 110
حواب کے کتے بھونکیں گے 114
پہلی روایت 116
دوسری روایت 124
تیسری روایت 126
چوتھی روایت 129
پانچویں روایت 130

پانچویں صدی سے قبل اس روایت کی کوئی حیثیت نہیں تھی 133
اہل تشیع اور حواب کی روایت 135
حواب بنی عامر کا تالاب نہیں تھا 136
لشکر عائشہ بصرہ پہنچنے پر 138
لشکر علی کی ساخت 139
قصاص کا مطالبہ 160
المصنف ابن ابی شیبہ کی روایات 162
عائشہ (رض) کی سواری کو قتل کر دیا گیا 186
حالت افسوس کے فرضی قصے 193
مختصر سیرت رسول میں تحریف 205
امیر المومنین معاویہ کو قتل کی دھمکی 211
وفات ام المومنین 217
اہل شام کا ام المومنین پر تنقید کرنا؟ 219
اعتقادی مباحث 221
لا النبی بعدی کا مطلب 221
معراج ایک خواب تھا؟ 223
میت پر اس کے اہل کا رونا 226
میت کو عذاب ہوتا ہے، حدیث نہیں ہے 235
کیا اللہ جانتا ہے جو لوگ چھپاتے ہیں؟ 238

سماع الموتی پر موقف 252
عذاب قبر کی روایات 257
وفات شدہ لوگوں سے پردہ کرنا 269
معراج پر دیدار الٰہی کے حوالے سے موقف 285
فقہی مباحث 288
نامحرم کو دودھ پلانا 288
غلام سے پردہ نہ کرنا 297
غسل کے حوالے سے روایت 298
قول نبوی پر تبصرہ کیا؟ 301
حالت حیض کے حوالے سے 302

بسم اللہ الرحمان الرحیم

پیش لفظ

امہات المومنین کی حیات مسلمان عورتوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت اور ان کے اعتقاد و فقہ سے متعلق مباحث کو جمع کیا گیا ہے۔ امہات المومنین کا درجہ تمام مومنوں کے لئے ماں والا ہے بلکہ حقیقت میں ایک ماں سے بڑھ کر ہے کیونکہ ایک ماں کا شوہر باپ ہوتا ہے لیکن ام المومنین کے شوہر اس امت کے نبی ہیں۔

راقم نے اس کتاب کی ضرورت محسوس کی جب دیکھا کہ اہل سنت میں سے بعض ، رافضی پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے ہیں اور کھل کر ام المومنین پر تنقید کر رہے ہیں—ان کو لگتا ہے کہ جنگ جمل و صفین ابھی بھی جاری ہے جبکہ ڈیڑھ ہزار سال قبل صرف دو دن میں یہ جنگیں ختم ہو گئیں تھیں— منحوس لوگوں نے ان جنگوں سے متعلق جھوٹ گھڑا، محدثین نے جمع کیا، متاخرین نے سر کا تاج بنا دیا—افسوس جہلاء خود اب حواب کے کتوں کی طرح بھونک رہے ہیں—

عائشہ رضی اللہ عنہا فقہائے مدینہ کی استاد ہیں اور اعتقادی مسائل میں ان کی حکمت مومنوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ کی ہی عظمت ہے کہ سماع الموتی کا رد کرنے والوں کو ہمت ملی ہے—قبر پرستی کے خلاف آواز بلند ہوئی ہے

یہ ام المومنین کا ہی فیض ہے کہ مومن عورتوں کو معلوم ہوا کہ وہ جنگ میں شرکت بھی کر سکتی ہیں ورنہ اس سے قبل اسلام میں اس کی مثال نہیں تھی۔ یہ ان کی برکت ہے کہ پانی نہ ملے تو تیمّم کیا جا سکتا ہے۔ یہ ان کی شان ہے کہ قرآن میں ان کو معصوم ، رجس سے پاک قرار دیا گیا ہے

ابو شہریار

۲۰۲۰

ام المومنین کا نکاح

الاستیعاب فی معرفۃالأصحاب از ابن عبد البر میں ہے

عائشة بنت أبی بکر الصدیق زوج النبیﷺ تزوجها رسول اللهﷺ بمکة قبل الهجرة بسنتین هذا قول أبی عبیدة وقال غیره بثلاث سنین وهي بنت ست سنین وقیل سبع سنین وابتنی بها بالمدینة وهي ابنة تسع لاأعلمهم اختلفوا فی ذلک

عائشہ (آپ) ابوبکر کی بیٹی ہیں۔آپ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں ہوا تھا۔ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ ہجرت کے دو سال قبل یہ نکاح ہوا تھا اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ تین سال قبل ہوا تھا۔اس وقت آپ کی عمر چھ برس کی تھی اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سات برس کی تھی۔اور جس وقت آپ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر رخصتی ہوئی ہے،اس وقت آپ کی عمر کل نو برس کی تھی۔ مجھے اس بارے میں کسی کا اختلاف معلوم نہیں

کتاب اصابہ از ابن حجر میں ہے

عائشة بنت أبی بکر الصدیق ولدت بعد المبعث بأربع سنین أو خمس فقد ثبت فی الصحیح أن النبیﷺ تزوجها وهي بنت ست وقیل سبع و یجمع بأنها کانت أکملت السادسة ودخلت فی السابعة ودخل بها وهي بنت تسع

ابوبکر کی لڑکی ہیں۔ نبوت کے چوتھے یا پانچویں سال آپ کی ولادت ہوئی ہے کیونکہ صحیح حدیث سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے ساتھ نکاح کیا تھا تو اس وقت آپ کی عمر چھ برس یا بقول بعض سات برس کی تھی۔اور ان دونوں اقوال میں کچھ اختلاف نہیں۔اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ آپ چھ

برس کی عمر پوری کرکے ساتویں برس میں داخل ہو چکی تھیں۔اور آپ کی رخصتی ہوئی جبکہ آپ کی عمر ۹ برس کی تھی۔

طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ سَهْلٍ الْحَنَّاطُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْأَسَدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «تَزَوَّجْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَبَنَى بِي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ»

رسول اللہ نے مجھ سے نکاح کیا تو میں ۶ سال کی تھی اور رخصتی ہوئی تو میں نو سال کی تھی

دوسری روایت میں ہے میں نو سال رسول اللہ کے ساتھ رہی اور معلوم ہے رسول اللہ نے مدینے میں تقریبا دس سال گزارے اس طرح پہلی ہجری میں رخصتی ہوئی۔پہلی ہجری میں اس طرح عمر ۹ سال ہوئی۔یعنی ہجرت سے نو سال قبل ولادت ہوئی

عمر و نکاح عائشہ کے حوالے سے ہشام بن عروہ کا تفرد نہیں ملتا کہ کہا جاسکے یہ صرف ہشام بن عروہ نے ہی نہیں بیان کیا اور نے بھی بیان کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نکاح کیا جب ان کو خواب میں عائشہ رضی اللہ عنہ دکھائی گئیں

بلوغت کی عمر اسلام میں مرد کے لئے ۱۴ سال ہے۔اسی عمر کی بنیاد پر بنو قریظہ کے لڑکوں کو قتل کیا گیا

لڑکیوں کی عمر اس سے بھی کم ہے۔ مسلمانوں نے بنو قریظہ میں مردوں کو قتل کیا جبکہ ان کی عمر ۱۳ یا ۱۴ سال تھی

لہذا بلوغت کا تعلق عمر سے نہیں نشانی ظاہر ہونے سے ہے۔ مرد کے ناف کے نیچے بال ہیں اور لڑکی کو حیض ہے یہ کس عمر میں ہوگا اس کا تعلق اب وہوا سے ہے[1]

---

[1] اہل کتاب میں لڑکی کی 12 سال ہے

Judaism: 13 years of age for males (Bar Mitzvah) and 12 years of age for females (Bat Mitzvah);

لیکن توریت میں ہے کہ دس سال کی عمر میں اسحاق علیہ السلام نے رابریکا علیہ السلام سے شادی کی تھی

Rebecca wife of Prophet Ishaq was given to him at age of ten (Genesis 24:55)

علمائے یہود کے مطابق ۳ سال کی لڑکی بالغ ہے

According to Talmud, Rabbisinferred the age of marriage form Moses' order (Book of Numbers 31:17—18). According to them Moses ordered Israelites to kill all women older than three years and a day", because they were suitable forhaving sexual relations.

بعض کا قول ہے کہ آغاز الوحی کی روایت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ ہے لہٰذا وہ اس دور میں بالغ ہوں گی۔ راقم کہتا ہے الوحی کی کیفیت کی روایت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کی اس سے کیسے دلیل ہوئی کہ وہ ان کا چشم دید واقعہ تھا کیونکہ اگر نکاح کے وقت عمر ۱۶ سال بھی لیں تو اس وقت وہ پیدا ہی نہیں تھیں — یہ ایسا ہی ہے کہ معراج کی حدیث انس نے بیان کی ہیں جبکہ وہ مدینہ میں تھے معراج مکہ میں ہوئی

اسماء بنت ابی بکر کی عمر کا ذکر

تہذیب الأسماء واللغات از ابو زکریا محیی الدین یحییٰ بن شرف النووی (المتوفی: 676ھ-) میں ہے

وفی تاریخ دمشق: قال ابن أبی الزناد: کانت أسماء أکبر من عائشة بعشر سنین. وعن الحافظ أبی نعیم، قال: ولدت أسماء قبل هجرة رسول الله – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – بسبع وعشرین سنة، وکان لأبیها أبی بکر حین ولدت له إحدی وعشرون سنة.

اور تاریخ دمشق میں ہے ابن ابی الزناد نے کہا اسماء دس سال عائشہ سے بڑی تھیں اور ابو نعیم اصبہانی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو اسماء ۲۷ سال کی تھیں

اس حوالے کو بیان کیا جاتا ہے کہ عائشہ اس طرح ہجرت کے وقت ۱۷ سال کی تھیں

اصل حوالہ تاریخ دمشق کا ہے

أخبرنا أبو الحسن علي بن أحمد المالكي أنا أحمد بن عبد الواحد السلمي أنا جدي أبو بكر أنا أبو محمد بن زبر نا أحمد بن سعد بن إبراهيم الزهري نا محمد بن أبي صفوان نا الأصمعي عن ابن أبي الزناد قال كانت أسماء بنت أبي بكر أكبر من عائشة بعشر سنين

یہ قول عبد الرحمٰن بن ابی الزناد عبد اللہ بن ذکوان المدنی مولی قریش پیدائش ۱۰۰ ہجری کا ہے

اس کی بنیاد پر یہ کیسے ثابت ہوتا ہے کہ اسماء دس سال بڑی تھیں؟ جو سن ۱۰۰ میں پیدا ہو اس سے لے کر عائشہ رضی اللہ عنہا تک سند ہی نہیں ہے۔ محمد بن ابی صفوان پر مجھے معلومات نہیں ملیں - یہ کوئی مجہول ہے

ابن الدغنہ کے واقعہ کی چشم دید گواہ

بعض نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن الدغنہ والی روایت بھی بیان کی ہے جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہمدرد تھا۔ راقم کہتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس ابن الدغنہ والی روایت بیان کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ سب انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اِس کی مثال دی تھی کہ انس رضی اللہ عنہا معراج کی روایات کے راوی ہیں تو کیا یہ کہا جائے گا کہ معراج مدینہ میں ہوئی نہ کہ مکہ میں ؟

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ ہجرت سے قبل عائشہ رضی اللہ عنہا نے سورہ قمر کی چند آیات یاد کر لی تھیں۔

شق القمر کے واقعہ کا صحیح علم نہیں کب ہوا سورہ قمر کی آیات عائشہ رضی اللہ عنہا تلاوت کرتیں جو اس اس کی آخری آیات ہیں۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ شق قمر دو دفعہ ہوا

حدّثنی زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ؛ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةُ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً، فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ القَمَرِ، مَرَّتيْنِ.

فتح الباری میں ابن حجر نے لکھا ہے

وَقَدْ وَرَدَ انْشِقَاقُ الْقَمَرِ أَيْضًا مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ وَحُذَيْفَةَ وَجُبَيْرِ بْنِ مطعم وبن عمر وَغَيرهم فَأَما أنس وبن عَبَّاسٍ فَلَمْ يَحْضُرَا ذَلِكَ لِأَنَّهُ كَانَ بِمَكَّةَ قبل الْهِجْرَة بِنَحْوِ خمس سِنِين وَكَانَ بن عَبَّاسٍ إِذْ ذَاكَ لَمْ يُولَدْ وَأَمَّا أَنَسٌ فَكَانَ بن أَرْبَعٍ أَوْ خَمْسٍ بِالْمَدِينَةِ وَأَمَّا غَيْرُهُمَا فَيُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ شَاهَدَ ذَلِكَ

شق قمر کی روایات عَلِيٍّ وَحُذَيْفَةَ وَجُبَيْرِ بْنِ مطعم وبن عمر سے بھی ہیں اور جہاں تک انس وابن عباس ہیں تو وہ وہاں حاضر نہیں تھے کیونکہ یہ مکہ میں ہوا ہجرت سے پانچ سال قبل اس وقت ابن عباس پیدا نہیں ہوئے تھے اور انس مدینہ میں تھے جو چار پانچ سال کے تھے اور جو اور بیان کرتے ہیں ممکن ہے انہوں نے دیکھا ہو- ظاہر ہے کہ بڑے ہونے پر یہ تفصیل کسی نے بیان کی اور عائشہ یا انس یا ابن عباس نے بیان کیں[2]

شق قمر کب ہوا اس پر کوئی ایک قول نہیں ہے

---

[2] محدثین نے حسن و حسین کو صحابی تسلیم کیا ہے جبکہ ان کی عمر بھی دس یا گیارہ سال ہو گی

محمود بن الربیع کو صحابی مانا ہے جو چار سال کے تھے رسول اللہ نے وضو کرتے وقت ان کے منہ پر کلی کی تھی

شیعہ علی النمازی کتاب مستدرک سفینۃ البحار میں کہتے ہیں

أقول: رواية إنشقاق القمر بنصفتين بدعائه متواترة بين العامّة والخاصّة، فراجع تفاسيرهم(2). وكان قبل الهجرة بثلاث سنين.

شق قمر ہجرت سے تین سال قبل ہوا

اس قول کے حساب سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر شق قمر کے وقت چھ سال ہوئی اور اسی دور میں شادی کی خبر اہل سنت دیتے ہیں

سنی کتاب التحریر والتنویر «از ابن عاشور میں ہے

كَانَتْ عُقِدَ عَلَيْهَا فِي شَوَّالٍ قَبْلَ الْهِجْرَةِ بِثَلَاثِ سِنِينَ، أَيْ فِي أَوَاخِرِ سَنَةِ أَرْبَعٍ قَبْلَ الْهِجْرَةِ بِمَكَّةَ، وَعَائِشَةُ يَوْمَئِذٍ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ،

عائشہ رضی اللہ عنہا سے عقد ہجرت سے تین سال قبل ہوا یا ہجرت سے چار سال کے اواخر میں اور ان دنوں وہ چھ سال کی تھیں

طلحہ رضی اللہ عنہ شادی کے متمنی؟

تفسیر فیروزآبادی اصل میں مُحَمَّد بن مَرْوَان عَن الْكَلْبِيّ عَن ابي صَالح عَن ابْن عَبَّاس کی سند سے تفسیر ہے جس سے یہ قول لیا گیا ہے۔ اس میں کلبی پر کذب کا حکم محدثین لگاتے ہیں اور اس کی ابی صالح سے روایت رد کی گئی ہے

اسی طرح کا ایک مرسل قول أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عمرو بن حزم سے بھی منسوب ہے جو طبقات ابن سعد میں ہے لیکن اس کی سند میں واقدی ہے۔ واقدی پر بھی جرح ہے

اسی طرح یہ قول مقاتل بن سلیمان سے بھی منسوب ہے

روي أن هذه الآية نزلت في رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قال: لئن قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم لأنكحن عائشة قال مقاتل بن سليمان: هو طلحة بن عبيد الله فأخبر الله تعالى أن ذلك محرم،

.ابن سعد طبقات میں کہتے ہیں واِصحاب الحدیث یتقون حدیثہ وینکرونہ

اصحاب حدیث اس کی حدیث سے بچتے ہیں اور انکار کرتے ہیں

ابن جوزی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں

.وزعم مقاتل أن ذلك الرجل طلحة بن عبيد الله

اور مقاتل نے دعوی کیا یہ طلحہ تھے

یعنی یہ قول مقاتل کا ہے۔ اللہ کا عذاب اس مقاتل کو گھیر لے گا

قرطبیؒ تفسیر میں لکھتے ہیں

.قُلْت: وَكَذَا حَكَى النَّحَّاسُ عَنْ مَعْمَرٍ أَنَّهُ طَلْحَةُ، وَلَا يَصِحُّ

میں کہتا ہوں اسی طرح حکایت کیا ہے النحاس نے معمر سے کہ یہ طلحہ تھے اور یہ صحیح نہیں ہے

مصنف عبد الرزاق میں ہے

قَالَ مَعْمَرٌ: سَمِعْتُ أَنَّ هَذَا الرَّجُلَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ

معمر نے کہا میں نے سنا یہ طلحہ تھے

معمر نے کس مجھول سے سنا؟

التحریر والتنویر میں محمد الطاہر بن محمد بن محمد الطاہر بن عاشور التونسی (المتوفی: 1393ھ) کہتے ہیں

وَأَقُولُ: لَا شَكَّ أَنَّهُ مِنْ مَوْضُوعَاتِ الَّذِينَ يَطْعَنُونَ فِي طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ. وَهَذِهِ الْأَخْبَارُ وَاهِيَةُ الْأَسَانِيدِ وَدَلَائِلُ الْوَضْعِ وَاضِحَةٌ فَإِنَّ طَلْحَةَ إِنْ كَانَ قَالَ ذَلِكَ بِلِسَانِهِ لَمْ يَكُنْ لِيَخْفَى عَلَى النَّاسِ فَكَيْفَ يَتَفَرَّدُ بِرِوَايَتِهِ مَنِ انْفَرَدَ.

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ گھڑی ہوئی بات ہے طلحہ بن عبید اللہ کے لئے اور یہ خبریں اور اسناد واہی ہیں

ام المومنین کا نکاح پہلے ہوا تھا؟

محمد إبن سعد – الطبقات الکبری – الجزء: (8) – رقم الصفحة: (59) 9584 – پر ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: " خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم عَائِشَةَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ,

إِنِّي كُنْتُ أَعْطَيْتُهَا مُطْعِمًا لِابْنِهِ جُبَيْرٍ فَدَعْنِي حَتَّى أَسُلَّهَا مِنْهُمْ. فَاسْتَسَلَّهَا مِنْهُمْ , " فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم

رسول اکرم ﷺ نے ابو بکر سے عائشہ سے شادی کرنے کا پوچھا تو ابو بکر نے کہا میں اسے پہلے ھی معطم بن جبیر کو دے چکا ھوں مجھے اس سے پوچھنے دیں اور اس سے پوچھا تو جبیر نے اسے طلاق دے دی اور عائشہ کی شادی رسول اللہ ﷺ سے کروادی

اس روایت کے راوی الأجلح بْن عَبد اللهِ أَبُو حجية الكندي شیعہ ہیں

اس روایت میں ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات مطعم بن جبیر سے کر چکا ہوں۔اس میں نکاح کے الفاظ نہیں ہیں اور یہ شیعوں کی اڑائی ہوئی ہی روایت ہے۔امام بخاری و مسلم نے اس سے صحیح میں کوئی روایت نہیں لی۔ محدثین کا اصول ہے کہ بدعتی کی روایت اس کی بدمذھب کے حق میں نا قابل قبول ہے

ام المومنین کا بلوغت پر قول

ترمذی میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے

وَاحْتَجَّا بِحَدِيثِ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ وَقَدْ قَالَتْ عَائِشَةُ: " إِذَا بَلَغَتِ الجَارِيَةُ تِسْعَ سِنِينَ فَهِيَ امْرَأَةٌ

.الألباني في إرواء الغليل: 199/1 إنه موقوف على عائشة

جب لڑکی نو سال کی ہو تو وہ بالغ ہے

راقم کہتا ہے بنو قریظہ کے فیصلے کے وقت ۱۴ سال تک کے لڑکے کو قتل کر دیا گیا لیکن یہ فیصلہ بلوغت کی وجہ سے شرم گاہ کے بال دیکھ کر کیا۔ لڑکی کی بلوغت اس عمر سے کم ہو گی کیونکہ لڑکیاں، لڑکوں سے پہلے بالغ ہو جاتی ہیں سال کم از کم عمر ہے لہٰذا بلوغت کی عمر ۹ سے ۱۴ کے درمیان ہوئی

امام احمد اور اسحاق سے پوچھا گیا کہ لڑکی کو کب محرم کی ضرورت ہے؟

مسائل الإمام إحمد بن حنبل وإسحاق بن راہویہ :

المؤلف: إسحاق بن منصور بن بہرام، إبو یعقوب المروزی، المعروف بالکوسج (المتوفی: 251ھ-)

قلت: الجارية متى تحتاج إلى محرم؟

قال: إذا كان مثلها تُشتَهى، بنت تسعٍ امرأة

کہا نو سال کی جب ہو

امام احمد یہ بھی کہتے ہیں

ولا أرى للرجل أن يدخل بها إذا زوجت وهي صغيرة دون تسع سنين

اور میں نہیں دیکھتا کہ کوئی شخص شادی کے بعد تعلق قائم کرے اور وہ نو سال سے چھوٹی ہو

کشاف القناع عن متن الإقناع المؤلف: منصور بن یونس بن صلاح الدین ابن حسن بن إدریس البہوتی الحنبلی (المتوفی: 1051ھ-) میں ہے کہ ابن عقیل کہتے ہیں

وَذَكَرَ ابْنُ عَقِيلٍ أَنَّ نِسَاءَ تِهَامَةَ يَحِضْنَ لِتِسْعِ سِنِينَ

تہامہ کی عورتوں کو نو سال میں ہی حیض آ جاتا ہے

اب اس کا تعلق آب و ہوا اور غذا سے ہوا کہ کوئی لڑکی پہلے بالغ ہو گی اور کوئی ہو سکتا ہے ۱۴ سال کے بھی بعد ہو لہذا نو سال کا تعین نہیں کرنا چاہیے کہ نو سال کی ہوئی اور اس کو بالغ سمجھا جانے لگا- یہ غلط ہو گا- لہذا جسم میں موجود اشارات سے علم ہو گا کہ لڑکی بالغ ہو گئی

عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی نو سال میں ہوئی اس کی وجہ ایک غیبی اشارہ تھا جو خواب کی صورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا یہ ایک خاص واقعہ تھا ورنہ رسول اللہ کو کپڑے میں لپٹی ایک بچی نہ دکھائی جاتی

دوم اگر ان کی عمر ۱۹ سال ہوتی تو کوئی تردد بھی نہیں ہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیبی اشارہ بھی نہیں دیا جاتا

جنگ بدر کے واقعہ سے دلیل

سیدنا انس فرماتے ہیں میں نے عائشہ بنت ابی بکر اور ام سلیم کو دیکھا۔ وہ دونوں پائنچے چڑھائے ہوئے تھیں اور مجھے ان کی پنڈلیوں کے پچھلے حصے نظر آ رہے تھے۔ یہ دونوں مشکیں اوپر اٹھائے ہوئے تھیں اور مجاہدین کو پانی پلاتیں۔ پھر جا کر انھیں بھر لاتیں اور مجاہدین کو پانی پلاتیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قِبَلَ بَدْرٍ فَلَمَّا كَانَ بِحَرَّةِ الْوَبَرَةِ أَدْرَكَهُ رَجُلٌ قَدْ كَانَ يُذْكَرُ مِنْهُ جُرْأَةٌ وَ نَجْدَةٌ فَفَرِحَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم حِينَ رَأَوْهُ فَلَمَّا أَدْرَكَهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم جِئْتُ لِأَتَّبِعَكَ وَ أُصِيبَ مَعَكَ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ؟ قَالَ لاَ قَالَ فَارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ قَالَتْ ثُمَّ مَضَى حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالشَّجَرَةِ أَدْرَكَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ قَالَ فَارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ قَالَ ثُمَّ رَجَعَ فَأَدْرَكَهُ بِالْبَيْدَاءِ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ ؟ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَانْطَلِقْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کی طرف نکلے۔ جب (مقام) حرۃ الوبرہ (جو مدینہ سے چار میل پر ہے) پہنچے، تو ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا، جس کی بہادری اور اصالت کا شہرہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اس کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تو اس نے کہا کہ میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلوں اور جو ملے اس میں حصہ پاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے؟" اس نے کہا کہ نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو لوٹ جا، میں مشرک کی مدد نہیں چاہتا۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے جب (مقام) شجرہ پہنچے، تو وہ شخص پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سے ملا اور وہی کہا جو پہلے کہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہی فرمایا جو پہلے فرمایا تھا اور فرمایا: "لوٹ جا میں مشرک کی مدد نہیں چاہتا۔" پھر وہ لوٹ گیا۔ اس کے بعد پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (مقام) بیداء میں ملا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی فرمایا جو پہلے فرمایا تھا: "کیا تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین رکھتا ہے؟" اب وہ شخص بولا کہ ہاں میں یقین رکھتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر چل۔

حدیث اسامہ سے دلیل

کہا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ اسامہ کے زخمی چہرہ کو صاف کریں لہٰذا یقیناوہ عمر میں بہت بڑی تھیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ کا بیان ہے کہ اسامہ دروازے کی چوکھٹ پر سے پھسل گئے اور ان کے چہرے پر زخم آ گیا۔ رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ اسامہ سے گندگی دور کر دو۔ مجھے گھن آئی اسامہ تو خون چاٹنے لگے اور اسے اپنے چہرے سے ہٹانے لگے۔

سنن ابن ماجہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ الْعَبَّاسِ بْنِ ذُرَيْحٍ، عَنْ الْبَهِي عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: عَثَرَ أُسَامَةُ بِعَتَبَةِ الْبَابِ، فَشُجَّ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: "أَمِيطِي عَنْهُ الْأَذَى" فَتَقَذَّرْتُهُ، فَجَعَلَ يَمُصُّ عَنْهُ الدَّمَ وَيَمُجُّهُ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ: "لَوْ كَانَ أُسَامَةُ جَارِيَةً لَحَلَّيْتُهُ وَكَسَوْتُهُ حَتَّى أُنَفِّقَهُ

اس کی سند منقطع ہے راوی عبد اللہ البہی کا سماع عائشہ سے نہیں ہے

کتاب جامع التحصیل میں ہے

سئل إحمد بن حنبل ہل سمع من عائشۃ رضی اللہ عنہا قال ماإری فی ہذاشیئاإنمایروی عن عروۃ

امام احمد سے سوال کیا کہ البھی نے عائشہ سے سنا ہے؟ کہا میں نہیں دیکھتا کہ کوئی چیز روایت کرتا ہو بلکہ یہ تو عروہ سے روایت کرتا ہے

احادیث میں ہشام بن عروہ کا تفرد ہے؟

عمر عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے سندوں میں ہشام کا تفرد نہیں ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: «تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ، وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانِ عَشْرَةَ»

مسند اسحاق میں ہے

أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَجْلَحُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَدَخَلَ بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ

مسند ابی یعلی میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ الْحَضْرَمِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ. زَوَّجَهَا إِيَّاهُ أَبُو بَكْرٍ

طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ سَهْلٍ الْحَنَّاطُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْأَسَدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «تَزَوَّجْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَبَنَى بِي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ»

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا أَبُو كُرَيْبٍ، ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «أُدْخِلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ، وَمَكَثْتُ عِنْدَهُ تِسْعَ سِنِينَ»

یہ روایات صحیح ہیں

ان تمام کی اسناد میں "ملزم" ہشام بن عروہ اور ان کی اولاد نہیں ہے

ہجرت سے نو سال قبل عائشہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش ہوئی اور اس دور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر آنا جانا بھی تھا

پھر جب اپ ٦ سال کی ہوئیں تو ہجرت سے ٣ سال قبل اپ کا نکاح ہوا

اس عمر میں اپ جو باتیں یاد رکھ سکیں وہ وہی ہیں جو ایک ٦ سال کی بچی یاد رکھ سکے

کیا قرآن میں اسماعیل کا ذکر نہیں کہ بچہ جب چلنے لگا تو اس کے ذبح کا حکم آیا اس نے کہا اے باپ کر گزریے اپ مجھ کو صبر والا پائیں گے

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَابُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَاأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ

غیر موجودگی والی روایات

جنگ بدر والا واقعہ عائشہ نے نبی سے سنا ہے جبکہ وہ وہاں خود موجود نہیں تھیں

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بہت سی روایت بیان کرتی ہیں جن کی خبر ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی مثلاالوحی کیسے شروع ہوئی بخاری کی شروع کی روایات میں سے ہے لیکن یہ انہوں نے کس سے سنا؟ظاہر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا—اسی طرح یہ مشرک والا واقعہ بھی انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

اس کی مثال اس طرح بھی ہے کہ معراج کی روایت ابوذر اور انس سے مروی ہیں جبکہ یہ معراج کے موقعہ پر موجود نہیں تھے

بعض نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنگ احد میں تلوار چلائی تھی۔ راقم کہتا ہے حدیث میں صرف اتنا ہے کہ وہ پانی پلا رہی تھیں

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ، انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ، أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا تَنْقُزَانِ القِرَبَ، وَقَالَ غَيْرُهُ: تَنْقُلاَنِ القِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا، ثُمَّ تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ القَوْمِ، ثُمَّ " تَرْجِعَانِ فَتَمْلَأَنِهَا، ثُمَّ تَجِيئَانِ فَتُفْرِغَانِهَا فِي أَفْوَاهِ القَوْمِ

حدیث صحیح ہے

یہ جنگ احد کا ذکر ہے اس کے بعد الاحزاب میں پردے کی آیات نازل ہوئیں

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ ثقہ ہیں اور ان کے استاد بھی۔ام المومنین محاذ جنگ پر لڑ رہی ہیں یا زخمیوں کو پانی پلا رہی ہیں؟ روایت میں تلوار کا ذکر ہی نہیں لہذا یہ کسی حدیث میں نہیں کہ ام المومنین نے تلوار بھی چلائی

بنی اسرائیل کی روایات میں ہے کہ رابیکا علیہ السلام سے اسحاق علیہ السلام نے دس سال کی عمر میں نکاح کیا

نصرانی روایات کے مطابق مریم علیہ السلام کو جب عیسیٰ کا حمل ٹھہرا تو وہ ۱۲ سال کی تھیں

Infancy Gospel of James or the Protevangelium of James

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں اور بنی اسرائیلوں میں کم عمری میں نکاح کا رواج موجود تھا - البتہ راقم سمجھتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح صرف حکم الہی کے تحت تھا جو خواب میں القا ہوا تھا

واقعہ افک

واقعہ افک اصل میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام تھا—اس افواہ کو منافقین نے پھیلایا اور کافی دن مدینہ میں اس پر ماحول پس مردہ رہا اور مسلمانوں کی آزمائش ہوئی

رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ سفر میں جاتے ہوئے ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے تھے جس کا قرعہ نکل آتا اسے ہمراہ لے جاتے۔اس غزوہ میں قرعہ عائشہ رض کے نام نکلا اور آپ ﷺ انہیں ساتھ لے گئے غزوے سے واپسی میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا گیا۔ حضرت عائشہ اپنی حاجت کے لئے گئیں اور اپنی بہن کا ہار جسے عاریتاً لے گئی تھیں کھو بیٹھیں،احساس ہوتے ہی فوراً اس جگہ واپس گئیں جہاں ہار غائب ہوا تھا اسی دوران وہ لوگ آئے جو آپ کا ہودج اونٹ پر لادا کرتے تھے،انہوں نے سمجھا کہ آپ ہودج کے اندر تشریف فرما ہیں۔اس لئے اسے اونٹ پر لاد دیا اور ہودج کے ہلکے پن پر نہ چونکے۔ کیونکہ عائشہ رض ابھی نو عمر تھیں۔بدن موٹا اور بوجھل نہ تھا نیز چونکہ کئی آدمیوں نے مل کر ہودج اٹھایا تھا اسلئے بھی ہلکے پن پر تعجب نہ ہوا۔اگر صرف ایک آدمی یا دو آدمی اٹھاتے تو انہیں ضرور محسوس ہو جاتا۔

بہر حال عائشہ رض ہار ڈھونڈھ کر قیام گاہ پہنچیں تو پورا لشکر جا چکا تھا،اور میدان بالکل خالی پڑا تھا نہ کوئی پکارنے والا اور نہ جواب دینے والا،وہ اس خیال سے وہیں بیٹھ گئیں کہ اگر لوگ انہیں نہ پائیں گے تو پلٹ کر واپس اسی جگہ تلاش کرنے آئیں گے۔ لیکن اللہ اپنے امر پر غالب ہے وہ بالائے عرش سے جو تدبیر چاہتا ہے کرتا ہے۔چنانچہ عائشہ رض کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گئیں پھر صفوان بن معطل رض کی یہ آواز سن کر بیدار ہوئیں کہ "انا للہ وانا الیہ راجعون" رسول اللہ ﷺ کی بیوی۔۔۔۔۔؟ وہ پچھلی رات کو چلا آرہا تھا۔ صبح کو اس جگہ پہنچا جہاں آپ موجود تھیں۔انہوں نے جب عائشہ رض کو دیکھا تو پہچان لیا، کیونکہ وہ پردے کا حکم نازل ہونے پہلے بھی انہیں دیکھ

چکے تھے۔انہوں نے انا للہ پڑھی اور اپنی سواری بٹھا کر عائشہ رض کے قریب کر دی۔ عائشہ رض اس پر سوار ہو گئیں۔ صفوان نے انا للہ کے سوا زبان سے ایک لفظ نہ نکالا چپ چاپ سواری کی نکیل تھامی اور پیدل چلتے ہوئے لشکر میں آ گئے۔ یہ ٹھیک دوپہر کا وقت تھا اور لشکر پڑاؤ ڈال چکا تھا۔انہیں اسی کیفیت میں آتا دیکھ کر مختلف لوگوں نے اپنے اپنے انداز میں تبصرہ کیا اور اللہ کے دشمن خبیث عبد اللہ بن ابی کو بھڑاس نکالنے کا ایک موقع مل گیا ۔چنانچہ اس کے پہلو میں نفاق اور حسد کی جو چنگاری سلگ رہی تھی اس نے اس کے کرب پنہاں کو عیاں اور نمایاں کیا، یعنی بدکاری کی تہمت تراش کر واقعات کے تانے بانے بننا، تہمت کے خاک میں رنگ بھرنا، اور اسے پھیلانا بڑھانا ادھیڑنا اور بننا شروع کیا۔اس کے ساتھی اسی بات کو بنیاد بنا کر اس کا تقرب حاصل کرنے لگے۔اور جب مدینہ آئے تو ان تہمت تراشوں نے خوب جم کر پیگنڈہ کیا۔ادھر رسول اللہ ﷺ خاموش تھے کچھ بول نہیں رہے تھے، لیکن جب لمبے عرصے تک وحی نہ آئی تو آپ ﷺ نے عائشہ رض سے علیحدگی کے متعلق اپنے خاص صحابہ سے مشورہ کیا علی رضی اللہ عنہ نے صراحت کیئے بغیر اشاروں اشاروں میں مشورہ دیا کہ آپ ان سے علیحدگی اختیار کر کے کسی اور سے شادی کر لیں، لیکن اسامہ وغیرہ نے مشورہ دیا کہ آپ ﷺ انہیں اپنی زوجیت سے میں برقرار رکھیں، اور دشمنوں کی بات پر کان نہ دھریں۔اس کے بعد آپ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر عبد اللہ بنن ابی کی ایذا رسانیوں سے نجات دلانے کی طرف توجہ دلائی، اس پر سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنھما نے اسکے قتل کی اجازت چاہی لیکن سعد بن عبادہ پر جو عبد اللہ بن ابی کے قبیلہ خزرج کے سردار تھے قبائلی حمیت غالب آ گئی، اور دونوں حضرات میں ترش کلامی ہو گئی، جس کے نتیجے میں دونوں قبیلے بھڑک اٹھے، رسول اللہ ﷺ نے خاصی مشکل سے انہیں خاموش کیا، پھر خود بھی خاموش ہو گئے۔ادھر عائشہ رض کا حال یہ تھا کہ وہ غزوے سے واپس آتے ہی بیمار پڑ گئی تھیں اور ایک مہینے تک مسلسل بیمار رہیں انہیں اس تہمت کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ تھا، البتہ انہیں یہ بات کھٹکتی رہتی تھی کہ بیماری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو لطف و عنایت ہوا کرتی تھی اب وہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ بیماری ختم ہوئی تو وہ ایک رات ام مسطح کے ہمراہ قضائے حاجت کے لئے میدان میں گئیں، اتفاق سے ام مسطح اپنی چادر میں پھنس کر پھسل گئیں اور اس پر انہوں نے اپنے

بیٹے کو بد دعا دی۔ عائشہ رض نے اس حرکت پر انہیں ٹوکا تو انہوں نے عائشہ رض کو یہ بتلانے کے لئے کہ میرا بیٹا بھی پروپیگنڈے کے جرم میں شریک ہے تہمت کا واقعہ کہہ سنایا۔ عائشہ رض نے واپس آ کر اس خبر کا ٹھیک ٹھیک پتہ لگانے کی غرض سے رسول اللہ ﷺ سے والدیں کے پاس جانے کی اجازت چاہی پھر اجازت پا کر والدین کے پاس تشریف لے گئیں اور صورت حال کا یقینی طور پ علم ہو گیا تو بے اختیار رونے لگیں۔ اور پھر دو راتیں اور ایک دن روتے روتے گذر گیا۔ اس دوران نہ نیند کا سرمہ لگایا نہ آنسو کی جھڑی رکی۔ وہ محسوس کرتی تھیں کہ روتے روتے کلیجہ شق ہو جائے گا۔ اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے کلمہ شہادت پر مشتمل خطبہ پڑھا اور امابعد کہہ کر فرمایا: اے عائشہ مجھے تمہارے متعلق ایسی اور ایسی بات کا پتہ چلا ہے، اگر تم اس سے بری ہو تو اللہ تعالی عنقریب تمہاری برات نازل فرمادیں گے۔ اور اگر خدانخواستہ تم سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو تم اللہ سے مغفرت مانگو اور توبہ کر کیونکہ بندہ جب کوئی گناہ کا اقرار کرے کے اللہ کے حضور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتے ہیں۔

اس وقت عائشہ رض کے آنسو ایک دم تھم گئے اور اب انہیں آنسو کا ایک قطرہ بھی محسوس نہ ہو رہا تھا۔ انہوں نے اپنے والدین سے کہا کہ وہ آپ ﷺ کو جواب دیں لیکن ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ وہ کیا جواب دیں۔ اس کے بعد عاشہ رض نے خو ہی کہا: "واللہ میں جانتی ہوں کہ یہ بات سنتے سنتے آپ لوگوں کے دلوں میان چھی طرح بیٹھ گئ ہے اور آپ لوگوں نے اسے بالکل سچ مان لیا ہے اسلئے اب اگر میں یہ کہوں کہ میں بری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بری ہوں۔ تو آپ لوگ میری بات سچ نہیں سمجھیں گئے اور اگر میں کسی بات کا اعتراف کر لوں۔۔۔ حالانکہ اللہ خوب جانتا کہ میں سے بری ہوں۔۔۔ تو آپ لوگ صحیح مان لیں گے۔ ایسی صورت میں میرے لئے اور آپ لوگوں کے لئے وہی مثل ہے جسے یوسفؑ کے والد نے کہا تھا کہ: "واللہ

فصبر جمیل واللہ المستعان علیٰ ما تصفون۔

صبر ہی بہتر ہے اور جو کچھ تم لوگ کہتے ہو اس پر اللہ کی مدد مطلوب ہے۔

اس کے بعد عائشہ رض دوسری طرف جا کر لیٹ گئیں اور اسی وقت رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہو

گیا۔جب آپ ﷺ پر نزول وحی کی شدت و کیفیت ختم ہوئی تو آپ مسکرا رہے تھے اور آپ ﷺ نے پہلی بات جو فرمائی تھی وہ یہ تھی کہ :اے عائشہ رض اللہ نے تمہیں بری کر دیا۔اس پر (خوشی سے) ان کی ماں بولیں (عائشہ) حضور کی جانب اٹھو ا(شکریہ ادا کرو) انہوں نے اپنے دامن کی براءت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت پر اعتماد و وثوق کے سبب قدرے ناز کے انداز سے کہا: "واللہ میں تو ان کی طرف نہ اٹھوں گی اور صرف اللہ حمد کروں گی" اس موقع پر واقعہ افک سے متعلق جو آیات اللہ نے نازل فرمائی وہ سورہ نور کی دس آیات ہیں جو ان الذین جاء وک بالافک عصبۃ منکم" سے شروع ہوتی ہیں۔

سورہ نور میں آیات ہیں

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُو بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿24:11﴾ لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُبِينٌ ﴿24:12﴾ لَوْلَا جَاءُو عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿24:13﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿24:14﴾ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿24:15﴾ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿24:16﴾ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿24:17﴾ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿24:18﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿24:19﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ

جو لوگ یہ بہتان گھڑ لائے ہیں 8 وہ تمہارے ہی اندر کا ایک ٹولہ ہیں۔ 9 اس واقعے کو اپنے حق میں شر نہ سمجھو بلکہ یہ بھی تمہارے لیے خیر ہی ہے۔ 10 جس نے اس میں جتنا حصہ لیا اس نے اتنا ہی گناہ سمیٹا، اور جس شخص نے اِس کی ذمہ داری کا بڑا حصہ اپنے سر لیا 11 اس کے لیے عذابِ عظیم ہے۔ جس وقت تم لوگوں نے اسے سُنا تھا

اُسی وقت کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ سے نیک گمان کیا12 اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح بہتان ہے؟13 وہ لوگ (اپنے الزام کے ثبوت میں) چار گواہ کیوں نہ لائے؟

اب کہ وہ گواہ نہیں لائے ہیں، اللہ کے نزدیک وہی جھُوٹے ہیں۔14 اگر تم لوگوں پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور رحم و کرم نہ ہوتا تو جن باتوں میں تم پڑ گئے تھے ان کی پاداش میں بڑا عذاب تمہیں آلیتا۔ (ذرا غور تو کرو، اُس وقت تم کیسی سخت غلطی کر رہے تھے) جبکہ تمہاری ایک زبان سے دُوسری زبان اس جھوٹ کو لیتی چلی جارہی تھی اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہے جارہے تھے جس کی متعلق تمہیں کوئی علم نہ تھا۔ تم اسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے، حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی بات تھی۔

کیوں نہ اُسے سُنتے ہی تم نے کہہ دیا کہ "ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیب نہیں دیتا، سُبحان اللہ، یہ تو ایک بہتانِ عظیم ہے۔" اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر تم مومن ہو۔ اللہ تمہیں صاف صاف ہدایات دیتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے۔15

جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں، 16 اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔17 اگر اللہ کا فضل اور اس کا رحم و کرم تم پر نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بڑا شفیق و رحیم ہے، (تو یہ چیز جو ابھی تمہارے اندر پھیلائی گئی تھی بدترین نتائج دکھا دیتی)۔

تمنا عمادی کے اعتراضات

تمنا عمادی صاحب کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ ایسا نہیں ہوا بلکہ معلوم نہیں یہ کس کے بارے میں آیات ہیں۔ دوم تمنا عمادی نے اس کو امام الزہری کی گھرنٹ قرار دیا کہ انہوں نے اس کو شامی لوگوں کے ساتھ یا بنی امیہ کے ساتھ مل کر گھڑا اور یہ سب عبد الملک بن مروان کے کہنے پر کیا گیا

اسی قسم کی بے سروپا باتیں امام الزہری پر تحقیق میں تمنا عمادی نے لکھیں جس کو بعد میں حبیب الرحمان کاندھلوی گروپ نے چھاپا۔ راقم نے اس کو سن ۹۰ کی دہائی میں پڑھا تھا اور اسی دور میں اس پر تحقیق کر کے تمنا عمادی کی کتاب کو فضول کتاب قرار دے دیا تھا۔ بہر الحال مقدمہ کے پہلو یہ ہیں

اول اس کو صرف امام الزہری نے روایت کیا ہے ان کا تفرد ہے

راقم کہتا ہے یہ دعوی باطل ہے۔ امام الزہری کا اس واقعہ کو روایت کرنے میں تفرد نہیں ہے

کتاب المعجم الکبیر از طبرانی میں واقعہ تفصیلی موجود ہے۔ سند الگ ہے یہاں اس کو ابن عمر سے روایت کیا گیا ہے

الزہری کا نام و نشان نہیں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَلَّادٍ الدَّوْرَقِيُّ، ثنا سَعْدَانُ بْنُ زَكَرِيَّا الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ التَّيْمِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ أَثْلَاثًا،

صحیح بخاری میں امام زہری کے علاوہ یہ سلیمان، عن ابی الضحی، عن مسروق کی سند سے بھی ہے کہ افک کی آیات عائشہ رضی اللہ عنہا سے متعلق ہیں

فواد عبد الباقی حدیث نمبر: 2488

حدثني بشر بن خالد ، اخبرنا محمد يعني ابن جعفر ، عن شعبة ، عن سليمان ، عن ابي الضحى ، عن مسروق ، قال: " دخلت على عائشة وعندها حسان بن ثابت، ينشدها شعرا يشبب بابيات له، فقال: حصان رزان ما تزن بريبة وتصبح غرثى من لحوم الغوافل فقالت له عائشة : لكنك لست كذلك، قال مسروق: فقلت لها: لم تاذنين له يدخل عليك وقد، قال الله: والذي تولى كبره منهم له عذاب عظيم سورة النور آية 11، فقالت: فاي عذاب اشد من العمى؟ إنه كان ينافح او عن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

مسروق سے روایت ہے کہ میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، ان کے پاس سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے، ایک شعر سنا رہے تھے، اپنی غزل میں سے جو چند بیتوں کی انہوں نے کہی تھی: وہ شعر یہ ہے۔ پاک ہیں اور عقل والی ان پہ کچھ تہمت نہیں صبح کو اٹھتی ہیں بھوکی غافلوں کے گوشت سے ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حسان رضی اللہ عنہ سے کہا: تو ایسا نہیں ہے مسروق نے کہا: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ حسان کو اپنے پاس کیوں آنے دیتی ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی شان میں فرمایا: «وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ» (۲۴-النور: ۱۱) یعنی جس شخص نے ان میں سے بیڑا اٹھایا بڑی بات کا (یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے کا) اس کے واسطے بڑا عذاب ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس سے زیادہ عذاب کیا ہوگا کہ وہ اندھا ہو گیا اور کہا کہ حسان جواب دیا کرتا تھا یا ہجو کرتا تھا کافروں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔

روایت میں ہے
يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذُرُنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي
اے مسلمانوں کون ہے جو اس شخص کے حوالے سے عذر دے کہ کہ یہ میرے اہل بیت تک کیسے جا رہا ہے

یعنی امہات المومنیں کے حوالے سے آوٹ پٹانگ بک رہا ہے

دوسرا اعتراض تھا کہ یہ روایت مجموعہ ہے

مسند احمد میں سند ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ، وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سند میں امام الزہری نے ایک مکسچر بنا دیا ہے یعنی تمام اقوال جمع کر کے مکمل قصہ کی شکل دی ہے

محدثین کو یہ بات معلوم ہے اور یہ کام ابن اسحاق اور واقدی بھی کرتے ہیں جب تاریخی روایات اتی ہیں

لیکن ہم کو معلوم ہے کہ الزہری کا اس میں تفرد نہیں لہذا یہ اعتراض مضبوط نہیں رہا

واقعہ افک مدینہ میں منافقین کی وجہ سے ہوا اس پر مزید شواہد ہیں

. سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ کا ذکر آتا ہے جن کی شہادت غزوہ خندق کے بعد ہوئی

واقعہ افک غزوہ بنی مصطلق یا غزوۂ مُریسیع سے واپسی پر پیش آیا اس وقت تک پردے کی آیات نازل ہو چکی تھیں۔

ابن حجر کا بھی یہی قول ہے کہ یہ دونوں واقعات سن ۵ ہجری میں ہوئے

واقعہ افک میں بَرِيرَةُ مَوْلَاةُ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ کا ذکر بھی آتا ہے کہ ان سے بھی ام المومنین کے حوالے سے سوالات پوچھے گئے۔ الذھبی کہتے ہیں یہ عُتْبَةَ بنِ أَبِي لَهَبٍ کی لونڈی تھیں اور پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو لیا

فِي حَدِيْثِ القَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ: كَانَ فِي بَرِيْرَةَ ثَلاَثُ سُنَنٍ

یہ تین سال لونڈی رہیں

الذہبی کہتے ہیں

قُلْتُ: بَرِيْرَةُ لَمَّا أَعْتَقَتْهَا عَائِشَةُ – وَقْتَ بَاعُوْهَا – كَانَ ذَلِكَ وَابْنُ عَبَّاسٍ بِالمَدِيْنَةِ، وَإِنَّمَا قَدِمَهَا بَعْدَ عَامِ الفَتْحِ. فَأَمَّا الجَارِيَةُ الَّتِي فِي حَدِيْثِ الإِفْكِ الَّتِي سُئِلَتْ عَمَّا تَعْلَمُ

مِنْ عَائِشَةَ، فَأُخْرَى غَيْرُ بَرِيْرَةَ

میں کہتا ہوں بریرہ کو جب عائشہ نے آزاد کیا... تو ابن عباس مدینہ میں تھے اور یہ فتح مکہ کے بعد آئے – پس وہ لونڈی جو افک کی حدیث میں ہے وہ بریرہ نہیں کوئی اور ہو گی

اگر یہ غلطی ہے تو یہ نہایت معمولی ہے کیونکہ لونڈی کا نام بھلایا جا سکتا ہے

شعیب الأرناؤوط نے سیر الاعلام کی تعلیق میں کہا ہے

كون الجارية بريرة هنا، وهم من بعض الرواة نبه عليه ابن القيم، في " زاد المعاد " 3 / 268؟ ؟ مؤسسة الرسالة بتحقيقنا، واخذه عنه الزركشي في " الاجابة " ص 48.

الْإِجَابَةُ لِإِيرَادِ مَا اسْتَدْرَكَتْهُ عَائِشَةُ عَلَى الصَّحَابَةِ المؤلف: إبو عبد الله بدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر الزركشي الشافعي (المتوفى: 794هـ) کے مطابق اس میں

وَالْمَخْلَصُ مِنْ هَذَا الْإِشْكَالِ أَنَّ تَفْسِيْرَ الْجَارِيَةِ بِبَرِيْرَةَ مُدْرَجٌ فِي الْحَدِيْث مِنْ بَعْضِ الرُّوَاة ظَنًّا مِنْهُ أَنَّهَا هِيَ. وَهَذَا كَثِيْرًا مَّا يَقَعُ فِي الْحَدِيْثِ مِنْ تَفْسِيْرِ بَعْضِ الرُّوَاةِ، فَيُظَنُّ أَنَّهُ مِنَ الْحَدِيْث وَهُوَ نَوْع غَامِضٌ لَا يَنْتَبِهُ لَهُ إِلَّا الْحُذَّاقُ.

بریرہ رضی اللہ عنہا کا ذکر راوی کا ادراج ہے

روایت میں مِسْطَحُ بن أُثَاثَةَ بنِ عَبَّادِ بنِ المُطَّلِبِ المُطَّلِبِيُّ المتوفی ۳۴ کا ذکر بھی آتا ہے- اس واقعہ کی پاداش میں کسی کو کوڑے نہیں مارے گئے کیونکہ کوئی گواہ بن کر کھڑا نہ ہوا تھا- سنن ابو داود میں ہے

حدَّثنا قتيبةُ بنُ سعيدٍ الثقفيُّ ومالكُ بنُ عبدِ الواحد المِسمَعِيُّ -وهذا حديثه- أن ابنَ أبي عدي حدَّثهم، عن محمَّد بنِ إسحاق، عن عبدِ اللهِ بنِ أبي بكرٍ، عن عَمرةَ عن عائِشَة، قالت: لما نزلَ عُذري قامَ النبيَّ -صلَّى الله عليه وسلم- على المِنبرِ فذَكَر ذلكَ، وتلا -تعني القرآنَ- فلما نزلَ مِن المِنْبرِ أمَرَ بالرَّجُلينِ والمرأةِ فضُرِبُوا حَدَّهم.

أمر بالرجلين والمرأة فضربوا حدهم

رسول اللہ نے حکم کیا کہ دو مردوں اور ایک عورت کو کوڑے مارے جائیں

سنن ابو داود میں ہے

حدَّثنا النُّفيليُّ، حدَّثنا محمدُ بنُ سَلَمَة، عن محمدِ بنِ إسحاقَ، بهذا الحديثِ، لم يذكُر عائِشةَ، قال فأمَرَ برجلين وامرأةٍ ممن تكلمَ بالفاحِشَةَ: حسانَ بنِ ثابتٍ ومِسْطَح بنِ أُثاثَةَ. قال النُّفيلي: ويقولُونَ: المرأة: حمْنَةُ بنتُ جَحْشٍ

کہ ان تین کو کوڑے لگے

راقم کہتا ہے ابن اسحاق اور عبد اللہ بن محمّد بن علی بن نُفَیل الحرانی سے اصحاب رسول تک کی سند نہیں ہے
عبد اللہ بن اِبی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم بہت ارسال کرتا ہے۔ ابن اسحاق مدلس بھی ہے اور اس کا تفرد بھی ہے

ابن قتیبہ کے مطابق مسطح بن أثاثة رضى الله عنه وهو الّذي قذف «عائشة» – رضى الله عنها.
-والّذي قذفت به: صفوان بن المعطّل
مسطح بن اِثاثہ رضی اللہ عنہ نے الزام لگایا تھا

ابو داود کی روایت کو البانی نے حسن کہا ہے یعنی یہ صحیح کے درجے کی نہیں
راقم کہتا ہے ابن اسحٰق کو یونہی جھوٹا نہیں کہا گیا اس کی وجوہات بھی ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے

اہل تشیع کا موقف

اہل تشیع نے حادثہ افک کو مارية القبطية رضى الله عنها کے حوالے سے آیات قرار دیا ہے
تفسیر قمی میں ہے

واما قوله: (ان الذين جاؤا بالافك عصبة منكم لا تحسبوه شرا لكم بل هو خير لكم) فان العامة رووا انها نزلت في عائشة وما رميت به في غزوة بني المصطلق من خزاعة واما الخاصة فانهم رووا انها نزلت في مارية القبطية وما رمتها به عايشة ء المنافقات.

حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا محمد بن عيسى عن الحسن بن علي بن فضال قال حدثنا عبدالله (محمد خ ل) بن بكير عن زرارة قال: سمعت ابا جعفر عليهما السلام يقول: لما مات ابراهيم بن رسول الله صلى الله عليه وآله حزن عليه حزنا شديدا فقالت عايشة ما الذي يحزنك عليه فما هو إلا ابن جريح، فبعث رسول الله صلى الله عليه وآله عليا وامره بقتله فذهب علي عليه السلام اليه ومعه السيف وكان جريح القبطي في حائط وضرب علي عليه السلام باب البستان فأقبل اليه جريح ليفتح له الباب فلما رأى عليا عليه السلام عرف في وجهه الغضب فأدبر راجعا ولم يفتح الباب فوثب علي عليه السلام على الحائط ونزل إلى البستان واتبعه وولى جريح مدبرا فلما خشي ان يرهقه صعد في نخلة وصعد علي عليه السلام في اثره فلما دنا منه رمى بنفسه من فوق النخلة فبدت عورته فاذا ليس له ما للرجال ولا ما للنساء فانصرف علي عليه السلام إلى النبي صلى الله عليه وآله فقال يا رسول الله إذا بعثتني في الامر اكون فيه كالمسمار المحمى في الوتر ام اثبت؟ قال فقال لا بل اثبت، فقال والذي بعثك بالحق ما له ما للرجال ولا ما للنساء فقال رسول الله صلى الله عليه وآله الحمد لله الذى يصرف عنا السوء اهل البيت

عام یہ ہے کہ یہ عائشہ کے بارے میں ہے . . لیکن خواص روایت کرتے ہیں کہ یہ ماریۃ القبطیۃ کے لئے نازل ہوئیں

زرارۃ بن اِعین نے کہا میں نے ابو جعفر سے سنا کہ جب ابراہیم کی وفات ہوئی تو اپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید غم ہوا یہاں تک کہ عائشہ نے کہا اپ کو کس نے غم میں مبتلا کر دیا سوائے اس جریج کے بیٹے نے (یعنی ابراہیم کو جریج کا بیٹا قرار دیا) پس یہ سن کر نبی نے علی کو ایک لشکر کے ساتھ بھیجا کہ جریج قبطی کو قتل کر دے اس کے باغ میں اور علی نے باغ کے دروازے پر ضرب لگائی—جریج آیا اور دروازہ کھولا جب علی کو دیکھا تو بھاگا...جریج ننگا ہو گیا دیکھا اس میں مردوں والی چیز نہیں ہے پس واپس آئے اور خبر دی... نبی نے فرمایا اللہ کا شکر جس نے میرے اہل بیت سے برائی کو دور رکھا

راقم کہتا ہے: میزان الاعتدال فی نقد الرجال از الذھبی کے مطابق زرارة بن أعين الكوفي ایک نمبر کا جھوٹا ہے

. قال سفيان الثوری: مارای ابا جعفر

الثوری کہتے ہیں اس نے ابو جعفر کو نہیں دیکھا

انساب کے ماہر ابن حزم الأندلسی القرطبیؒ (المتوفی: 456ھ-) کتاب جمہرۃ انساب العرب میں لکھتے ہیں

ومات إبراهيم قبل موت النبي صلى الله عليه وسلم، بأربعة أشهر؛ ودفن بالبقيع
اور ابراہیم کی وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چار ماہ پہلے ہوئی اور بقیع میں دفن ہوئے

یعنی ذیقعد میں ۱۰ ہجری میں وفات ہوئی اور ۱۱ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی

یہ واقعہ آخری دور نبوی کا ہے اس کے بعد حجہ الوداع ہوا اور یہ ممکن نہیں کہ سورہ النور سن ۹ یا ۱۰ میں نازل ہوئی ہو

تفسیر التبیان فی تفسیر القرآن از ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی میں ہے

وكان سبب الافك ان عائشة ضاع عقدها في غزوة بني المصطلق، وكانت تباعدت لقضاء الحاجة، فرجعت تطلبه، وحمل هودجها على بعيرها ظنا منهم بها أنها فيه، فلما صارت إلى الموضع وجدتهم قد رحلوا عنه، وكان صفوان ابن معطل السلمي الذكواني من وراء الجيش فمر بها، فلما عرفها أناخ بعيره حتى ركبته، وهو يسوقه حتى أتى الجيش بعد ما نزلوا في قائم الظهيرة. هكذا رواه الزهري عن عائشة.

ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی نے سرے سے زرارۃ کی روایت نقل ہی نہیں کی بلکہ وہی امام الزہری کی روایت بیان کی تفسیر مجمع البیان از ابی علی الفضل بن الحسن الطبرسی میں بھی امام الزہری کی روایت بیان ہوئی ہے

قرآن میں ہے کہ
لو لا إذ سمعتموه ظن المؤمنون و المؤمنات بأنفسهم خيرا
کیوں نہ مومن مردوں اور عورتوں نے گمان نیک کیا اپنے دلوں جب اس کو سنا

یہ افک لوگوں میں پھیل گیا تھا لیکن ابی جعفر سے منسوب قول میں ابراہیم پسر نبی کو ولد الزنا کا قول لوگوں میں پھیلا نہیں کہا گیا لہذا شیعہ عالم الطباطبائی نے تفسیر تفسیر المیزان میں عبد اللہ بن بکیر اور زرارہ کی روایت کو رد کیا ہے

و هذه الروايات لا تخلو من نظر.....اللهم إلا أن تكون الروايات قاصرة في شرحها للقصة.

الطباطبائي نے کہا یہ روایات نظر سے خالی نہیں ... اور ان آیات کی شرح میں قاصر ہیں

واقعہ افک پر خوارج کی آراء

تفسیر الہواری کے مطابق هذا كان في شأن عائشة آیات کا شان نزول عائشہ سے متعلق ہے

تفسیر اطفیش کے مطابق

إنَّ الَّذين جاءوا بالإفك } الكذب العظيم ، وهو قذف عائشة وصفوان بالزنى { عُصبةٌ } جماعة ، وأصله الجماعة المتعصبون

یہ واقعہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے متعلق ہوا

یہ خوارج کی مشہور تفاسیر ہیں

حمنہ بنت جحش کا کردار

حمنة بنت جحش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کزن تھیں۔ یہ رسول اللہ کی چچی اِمیمۃ بنت عبد المطلب کی بیٹی

تھیں ۔پہلے یہ مصعب بن عُمیر کی بیوی تھیں جنگ احد میں جب مصعب بن عُمیر شہید ہوئے تو یہ طلحۃ بن عُبَید اللہ کی بیوی بنیں

اِفک سے پہلے پردے کی آیات نازل ہو چکی تھیں لہٰذا اس طرح مومن عورتوں کا منافقوں سے گٹھ جوڑ ممکن نہیں کہ وہ عبد اللہ بن ابی سے ملتی ہوں اور ام المومنین کے خلاف کسی سازش کا حصہ بن گئی ہوں

کہا گیا کہ اس میں ان حد لگی جبکہ حد قذف کے احکام بعد میں نازل ہوئے ہیں

عن عائشۃ۔رضی اللّٰہ عنہا۔، قالت: "لما نزل عُذْرِی قام النبیُّ۔صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔عَلَی المنبر، فذکر ذاک، وتلا۔تعنی القرآن۔ فلما نزلَ من المنبر اِمر بالرجلین والمراۃ، فضُرِبوا حَدَّہم

منذری نے سنن ابو داود میں کہا ہے کہ

. وقد تقدم الاختلاف فی الاحتجاج بحدیث محمد بن إسحاق

سند میں ابن اسحٰق ہے جس سے دلیل لینے پر اختلاف ہے

القَاضِی عِیَاضٌ نے کہا

وَعِنْدِی اِنَّہٗ اِنَّمَا لَمْ یُحَدَّ؛ لِاَنَّہٗ لَمْ یُقْذَفْ

میرے نزدیک عبد اللہ بن ابی پر کوئی حد نہیں لگی کیونکہ اسنے الزام نہیں لگایا تھا

الْمَاوَرْدِیّ کہتے ہیں

اِنَّہٗ ۔صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔لَمْ یَجْلِدْ اَحَدًا مِنَ الْقَذَفَۃِ، لِعَائِشَۃَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو قذف میں کوڑے عائشہ کے لئے نہیں مارے

حمنة بنت جحش سات سال تک استحاضہ کی بیماری میں مبتلا رہیں یہاں تک کہ نمازوں کا مسئلہ رہا یہ ممکن نہیں کہ ایک بیمار عورت اس طرح مدینہ میں سازش کا حصہ بن جائے

صحیح بخاری میں ہے

http://mohaddis.com/View/Sahi-Bukhari/4141

عروہ نے پہلی سند کے حوالے سے یہ بھی کہا کہ حسان بن ثابت ' مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے سوا تہمت لگانے میں شریک کسی کا بھی نام نہیں لیا کہ مجھے ان کا علم ہوتا۔ اگرچہ اس میں شریک ہونے والے بہت سے تھے ۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا (کہ جن لوگوں نے تہمت لگائی ہے وہ بہت سے ہیں) لیکن اس معاملہ میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔

سند میں ابراہیم بن سعد ہے۔

إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ کی سند : إبراہیم بن سعد بن إبراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف التوفی ۱۸۴ھ یا ۱۸۵ھ ہے۔ امام المحدثین یحییٰ بن سعید القطان اس راوی کے سخت خلاف ہیں۔ امام احمد کے بیٹے العلل میں بتاتے ہیں کہ

قال عبد الله بن أحمد: حدثني أبي. قال: ذكرنا عند يحيى بن سعيد حديثا من حديث عقيل. فقال لي يحيى: يا أبا عبد الله، عقيل وإبراهيم بن سعد!! عقيل وإبراهيم بن سعد!! كأنه يضعفهما. قال أبي: وأي شيء ينفعه من ذا، هؤلاء ثقات، لم يخبرهما يحي. «العلل» (282 و2475 و3422)

میرے باپ نے ذکر کیا کہ یحییٰ کے سامنے عقیل کی حدیث کا ہم نے ذکر کیا انہوں نے کہا اے ابو عبداللہ عقیل اور ابراہیم بن سعد، عقیل اور ابراہیم بن سعد جیسا کہ وہ تضعیف کر رہے ہوں

کتاب سیر الاعلام النبلاء کے مطابق

كَانَ وَكِيْعٌ كَفَّ عَنِ الرِّوَايَةِ عَنْهُ، ثُمَّ حَدَّثَ عَنْهُ.

وَكِيْعٌ اس کی روایت سے رکے رہے پھر روایت کرنا شروع کر دیا

اس کے برعکس امام عقیلی کہتے ہیں بحوالہ إكمال تهذيب الكمال في إسماء الرجال از مغلطای

ذكره العقيلي في كتاب " الجرح والتعديل " قال: قال عبد الله بن أحمد بن حنبل قال أبي: حدثنا وكيع مرة عن إبراهيم بن سعد، ثم قال: أجيزوا عليه وتركه بأخرة.

عقیلی نے اس کا ذکر کتاب الجرح والتعدیل میں کیا اور کہا کہ عبداللہ نے کہا کہ امام احمد نے کہا وکیع نے ایک بار ابراہیم سے روایت کیا پھر کہا اور... آخر میں بالکل ترک کر دیا

قَالَ صَالِحُ بنُ مُحَمَّدٍ جَزَرَةُ: سَمَاعُهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ لَيْسَ بِذَاكَ، لأَنَّهُ كَانَ صَغِيْراً.

صَالِحُ بنُ مُحَمَّدٍ جَزَرَةُ نے کہا اس کا سماع امام الزہری ویسا (اچھا نہیں) ہے کیونکہ یہ چھوٹا تھا

تاریخ الاسلام میں الذھبی نے جزرہ کا قول پیش کیا کہ كَانَ صغيرا حين سمع من الزہری انہوں نے بچپنے میں الزہری سے سنا- کتاب إكمال تهذيب الكمال في إسماء الرجال از مغلطای کے مطابق إبي عبد الرحمٰن السلمی نے کہا

قدم إبراهيم العراق سنة أربع وثمانين ومائة، فأكرمه الرشيد وأظهر بره، وتوفي في هذه السنة، وله خمس وسبعون سنة.

ابراہیم عراق سن ۱۸۴ھ میں پہنچے ان کی الرشید نے عزت افزائی کی اور اسی سال انتقال ہوا اور یہ ۷۵ سال کے تھے

اس دور میں عراقیوں نے ان سے روایات لیں جن پر امام یحیٰی بن سعید القطان اور امام وکیع کو اعتراض تھا اور انہوں نے ان کو ترک کیا لیکن امام احمد امام ابن معین نے ان کی روایات لے لیں اور اسی طرح امام بخاری و مسلم کے شیوخ نے بھی لے لیں

اور دوسری حدیث صحیح مسلم کی ہے۔ اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

اس سند میں حماد بن اسامہ ہے جس کے لئے محدثین نے کہا تھا

یعقوب بن سفیان بن جوان الفارسی الفسوی، ابو یوسف (المتوفی: 277ھ) کتاب المعرفۃ والتاریخ میں لکھتے ہیں

قَالَ عُمَرُ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: كَانَ أَبُو أُسَامَةَ إِذَا رَأَى عَائِشَةَ فِي الْكِتَابِ حَكَّهَا فَلَيْتَهُ لَا يَكُونُ إِفْرَاطٌ فِي الْوَجْهِ الْآخَرِ.

سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ يُوهِنُ أَبَا أُسَامَةَ، ثُمَّ قَالَ يُعْجَبُ لِأَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَمَعْرِفَتِهِ بِأَبِي أُسَامَةَ ثُمَّ هُوَ يُحَدِّثُ عَنْهُ

عمر بن حفص بن غیاث المتوفی ۲۲۲ھ کہتے ہیں میں نے اپنے باپ کو کہتے سنا ابو اسامہ جب کتاب میں عائشہ لکھا دیکھتا تو اس کو مسخ کر دیتا یہاں تک کہ اس (روایت) میں پھر کسی دوسری جانب سے اتنا افراط نہیں آ پاتا

یعقوب بن سفیان کہتے ہیں میں نے مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ کو سنا وہ ابو اسامہ کو کمزور قرار دیتے تھے پھر کہا مجھے (مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ کو) ابی بکر بن ابی شیبہ پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ اس ابو اسامہ کو جانتے ہیں لیکن پھر بھی اس سے روایت لیتے ہیں

ممکن ہے کہ حمنہ رضی اللہ عنہا نے کچھ ایسا کہا ہو جو عائشہ رضی اللہ عنہا کو پسند نہ آیا ہو لیکن کیا کہا اس کی تفصیل کہیں نہیں ہے

ام المومنین کی عظمت و برکت

صحیح بخاری کی حدیث ہے

عمرو بن العاص روایت کرتے ہیں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ ذات السّلاسل میں سردار مقرر فرمایا۔ جب میں جنگ سے واپس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، میں نے پوچھا مَردوں میں؟ فرمایا ان کے باپ سے، پھر میں پوچھا اس کے بعد فرمایا عمر رضی اللہ عنہ سے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اور حضرات کے نام لیے

تیمّم سے مربوط آیت کی شان نزول کے بارے میں صحیح بخاری، مسلم، نسائی، موطا وغیرہ میں اسطرح روایت موجود ہے

حدثنا عبد الله بن يوسف، قال أخبرنا مالك، عن عبد الرحمن بن القاسم، عن أبيه، عن عائشة، زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض أسفاره، حتى إذا كنا بالبيداء ـ أو بذات الجيش ـ انقطع عقد لي، فأقام رسول الله صلى الله عليه وسلم على التماسه، وأقام الناس معه، وليسوا على ماء، فأتى الناس إلى أبي بكر الصديق فقالوا ألا ترى ما صنعت عائشة أقامت برسول الله صلى الله عليه وسلم والناس، وليسوا على ماء، وليس معهم ماء. فجاء أبو بكر ورسول الله صلى الله عليه وسلم واضع رأسه على فخذي قد نام فقال حبست رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس، وليسوا على ماء، وليس معهم ماء.

فقالت عائشة فعاتبني أبو بكر، وقال ما شاء الله أن يقول، وجعل يطعنني بيده في خاصرتي، فلا يمنعني من التحرك إلا مكان رسول الله صلى الله عليه وسلم على فخذي، فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم حين أصبح على غير ماء، فأنزل الله آية التيمم فتيمموا. فقال أسيد بن الحضير ما هي بأول بركتكم يا آل أبي بكر. قالت فبعثنا البعير الذي كنت عليه، فأصبنا العقد تحته

.

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انھوں نے کہا ہمیں مالک نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے خبر دی، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، آپ نے بتلایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض سفر (غزوۂ بنی المصطلق) میں تھے۔ جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ایک ہار کھو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں وہیں ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹھہر گئے۔ لیکن وہاں پانی کہیں قریب میں نہ تھا۔ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کام کیا؟ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام لوگوں کو ٹھہرا دیا ہے اور پانی بھی کہیں قریب میں نہیں ہے اور نہ لوگوں ہی کے ساتھ ہے۔" پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میری ران پر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ فرمانے لگے کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام لوگوں کو روک لیا۔ حالانکہ قریب میں کہیں پانی بھی نہیں ہے اور نہ لوگوں کے پاس ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ والد ماجد (رضی اللہ عنہ) مجھ پر بہت خفا ہوئے اور اللہ نے جو چاہا انھوں نے مجھے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ اس وجہ سے میں حرکت بھی نہیں کر سکتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کے وقت اٹھے تو پانی کا پتہ تک نہ تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت اتاری اور لوگوں نے تیمّم کیا۔ اس پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا "اے آل ابی بکر! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔" عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا۔ پھر ہم نے اس اونٹ کو ہٹایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اسی کے نیچے مل گیا۔

اعتراضات کیے جاتے ہیں کہ

اولا کہا گیا ہے یہ یہ واقعہ نبی اکرم ص کے غزوہ مصطلق سے واپسی پر رونما ہوا یعنی جنگ احزاب جو جنگ خندق کے نام سے مشہور ہے کے بعد یہ جنگ 2ھ میں واقع ہوئی

حدیث کے پس منظر میں بیان ہوا ہے کہ اس غزوہ میں مہاجر وانصار کے درمیان کنوئیں سے پانی کھینچنے کے مسلہ پر اختلاف رونما ہوا اور نزدیک تھا کہ آپس میں لڑپڑیں جسکی وجہ سے آپ ص نے لشکر کو بے موقع کوچ کرنے کا حکم دیا تاکہ احتمالی ٹکراو کو روک سکے آپ ص اس سفر میں کسی جگہ پڑاو نہیں ڈالتے تھے مگر یہ کہ نماز کے وقت اسطرح رات گئے تک سفر کرتے تھے اور جب رات کا آخری حصہ میں کہیں رکتے تو اصحاب تھکاوٹ سے نڈھال سو جاتے تھے رسول خدا ص اور آپ ص کے لشکر کی اس غزوہ کی واپسی پر یہ حالت نہیں تھی کہ پیغمبر ص کے لیے ممکن نہیں تھا کہ بلا سوچے سمجھے صرف حضرت عائشہ کے گلے کے ہار کے لیے، کہیں رات بھر کے لیے حضرت عائشہ کی روایت میں بیان شدہ صورت میں پڑواڈالتے

اسکے علاوہ کچھ اور روایت بھی ہیں جن میں اس آیت کی شان نزول ام المومنین کی بیان کردہ شان نزول کے خلاف ہے ہم یہاں پر قرآن کی طرف رجوع کرتے ہیں

قرآن مجید میں دو جگہوں پر وضو و غسل اور ان کے بدل یعنی تیمّم کا ایک ساتھ ذکر ہوا ہے۔

:اولاً سورہ نسا کی ۴۳ویں آیت میں فرماتا ہے

ایمان والو ! خبردار نشہ کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جانا، جب تک یہ ہوش نہ آجائے کہ تم سمجھنے لگو کیا کہہ رہے ہو، اور جنابت کے حالت میں بھی (مسجد میں داخل نہ ہونا) مگر یہ کہ راستے سے گزر رہے ہو، جب تک غسل نہ کرلو اور اگر بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو اور کسی کے پاخانہ نکل آئے، یا عورتوں سے باہم جنسی ربط قائم کرو اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو، اس طرح کہ اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلو بیشک خدا بہت معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

: ثانیاً سورہ مائدہ کی چھٹی آیت میں فرماتا ہے

ایمان والو ! جب بھی نماز کے لئے اٹھو تو پہلے اپنے چہروں کو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھوں کو دھوؤ اور اپنے سر اور ٹخنے تک پیروں کا مسح کرو اور اگر جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرو اور اگر مریض ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا پاخانہ وغیرہ نکل آیا ہے یا عورتوں سے باہم جنسی تعلق قائم کرو اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو، اس طرح کہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرلو۔

اس لحاظ سے اسی وقت جب وضو اور غسل کا حکم بیان ہوا، تیمّم کا حکم بھی بیان ہوا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ مسلمانوں نے ۱۳ سال مکہ میں اور ۵ سال مدینہ میں صرف وضو اور غسل کیا اور انہیں کبھی تیمّم کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑی ہو یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے ام المؤمنین کے گلے کے ہار والے معاملے کی صورت میں یہ ہوا

راقم کہتا ہے یہ روایت صحیح ہے۔ مسند احمد میں یہ ایک دوسری سند سے بھی ہے

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِتُرْبَانَ، بَلَدٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ

الْمَدِينَةِ بَرِيدٌ وَأَمْيَالٌ وَهُوَ بَلَدٌ لَا مَاءَ بِهِ، وَذَلِكَ مِنَ (1) السَّحَرِ، انْسَلَّتْ قِلَادَةٌ لِي مِنْ عُنُقِي، فَوَقَعَتْ، فَحُبِسَ رَسُولُ اللهِ (2) صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِالْتِمَاسِهَا حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ، وَلَيْسَ مَعَ الْقَوْمِ مَاءٌ، قَالَتْ: فَلَقِيتُ مِنْ أَبِي مَا اللهُ بِهِ عَلِيمٌ مِنَ التَّعْنِيفِ وَالتَّأْفِيفِ، وَقَالَ: فِي (3) كُلِّ سَفَرٍ لِلْمُسْلِمِينَ مِنْكِ عَنَاءٌ وَبَلَاءٌ؟ قَالَتْ: فَأَنْزَلَ اللهُ الرُّخْصَةَ بِالتَّيَمُّمِ، قَالَتْ: فَتَيَمَّمَ الْقَوْمُ وَصَلَّوْا. قَالَتْ: يَقُولُ أَبِي حِينَ جَاءَ مِنَ اللهِ مَا جَاءَ مِنَ الرُّخْصَةِ لِلْمُسْلِمِينَ: وَاللهِ، مَا عَلِمْتُ يَا بُنَيَّةُ، إِنَّكِ لَمُبَارَكَةٌ، مَاذَا جَعَلَ اللهُ لِلْمُسْلِمِينَ فِي حَبْسِكِ إِيَّاهُمْ مِنَ الْبَرَكَةِ وَالْيُسْرِ؟

یہاں اس کو محمد بن اسحاق نقل کر رہا ہے جو جب یہ بیان کرتا ہے کہ ام المومنین نے وفات النبی پر ماتم کیا تو شیعہ اس کے قول کو مانتے ہیں اور اب بھی مانیں کیونکہ یہ بھی ابن اسحاق کی روایت ہے۔ الغرض تیمّم کی آیات مدنی ہیں شیعوں اور سنی دونوں میں تو پھر یہ کہنا کہ مکہ میں بھی تیمّم ہوتا تھا احمقانہ قول ہے کیونکہ اگر پانی نہ ہو تو وضو کا سوال اٹھتا ہے کہ کس طرح کیا جائے۔ وضو کی آیات کا معلوم ہے کہ یہ مدنی ہیں جبکہ نماز مکہ میں فرض ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے کو پڑاؤ کا حکم دیا لیکن اللہ کو منظور تھا کہ وہ سو جائیں لہٰذا یہ جنگی حکمت عملی کا سوال ہی نہیں ہے دوم جنگ ختم ہو چکی ہے اس سے واپسی پر یہ واقعہ ہوا تو اشکال بلاوجہ ہے

ازواج النبی سے سے تعلقات

مسند ابو یعلی، جلد ۷، صفحہ ۴۴۹؛ میں ایک روایت آتی ہے کہ

عائشہ نے کہا کہ ایک بار نبی پاک آئے اور میں نے کھانا بنا کر پیش کیا۔ نبی پاک میرے اور سودہ کے درمیان تھے۔ میں نے سودہ سے کہا کہ کھالو۔ اس نے انکار کیا۔ میں نے کہا کہ کھالو، ورنہ میں یہ تمہارے چہرے پر مل دوں گی۔ اس نے انکار کیا۔ میں نے ہاتھ سالن میں ڈالا، اور اس کے چہرے پر مل دیا۔ نبی پاک ہنسے۔ انہوں نے ان پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اس کے چہرے پر لگادو۔ نبی پاک ہنسے، اتنے میں عمر آیا، اور کہا کہ اے عبداللہ! اے عبداللہ! نبی پاک نے سوچا کہ وہ اندر آئے گا، سو ہمیں کہا کہ جا کر منہ دھوآو۔ عائشہ نے کہا: پس میں عمر سے ایسی ہی ڈرتی ہوں جیسے کہ نبی پاک ڈرتے تھے

اس کا مرکزی راوی محمد بن عمرو بن علقمہ ہے
یحییٰ القطان، وابو حاتم نے اس کو کمزور کہا ہے
و قال الجوزجانی لیس بقوی
جوزجانی نے قوی نہیں قرار دیا ہے
ابن معین نے اس کی حدیث کو غیر حجت قرار دیا ہے

محقق حكم حسين سليم أسد : إسناده حسن

سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ وشیء من فقھھا وفوائدھا حدیث 3131 میں البانی نے اس کو حسن قرار دیا ہے لکھتے ہیں

قلت: وهذا إسناد حسن، رجاله ثقات من رجال "التهذيب "؛ غير إسحاق الحربي هذا، وهو ثقة؛ كما قال إبراهيم الحربي وعبد الله بن أحمد والدارقطني وهو مترجم في تاريخ بغداد

مقبل بن ھادی نے بھی سند کو حسن کہا ہے

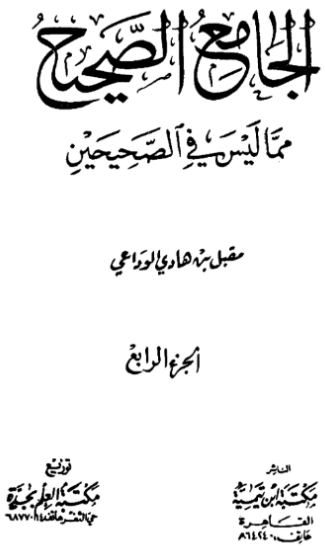
الجامع الصحيح
ممّا ليس في الصحيحين

مقبل بن هادي الوادعي

الجزء الرابع

توزيع
مكتبة العلم بجدة
ت/النشر ٦٨٧٧٠ فاكس ٦٨٧٧٠

الناشر
مكتبة ابن تيمية
القاهرة
ت/ف ٨٦٤٤٠

كلي ، فأبت ، فقلت : لتأكلن أو لألطخن وجهك فأبت ، فوضعت يدي في الخزيرة فطليت وجهها ، فضحك النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم فوضع بيده لها وقال لها : « الطخي وجهها » فضحك النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم لها فمر عمر فقال : يا عبد الله ، يا عبد الله ، فظن أنه سيدخل فقال : « قوما فاغسلا وجوهكما »، فقالت عائشة : فما زلت أهاب عمر لهيبة رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم .

هذا حديث حسن . وإبراهيم : هو ابن الحجاج السامي . وحماد : هو ابن سلمة .

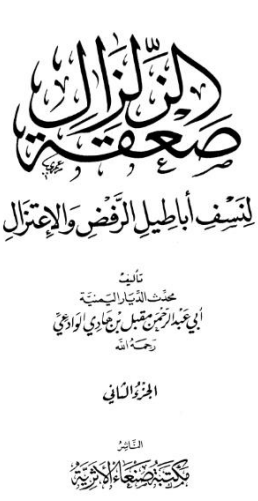

حدثنا إبراهيم حدثنا حماد عن محمد بن عمرو عن يحيى بن عبد الرحمن ابن حاطب أن عائشة قالت : أتيت النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم بخزيرة(1) قد طبختها له ، فقلت لسودة والنبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم بيني وبينها : كلي ، فأبت ، فقلت : لتأكلن أو لألطخن وجهك فأبت ، فوضعت يدي في الخزيرة فطليت وجهها ، فضحك النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم فوضع بيده لها وقال لها : « **الطخي وجهها** » فضحك النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم لها ، فمر عمر فقال : يا عبد الله ، يا عبد الله ، فظن أنه سيدخل فقال : « **قوما فاغسلا وجوهكما** » ، فقالت عائشة : فما زلت أهاب عمر لهيبة رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم .

(١) الخزيرة : لحم يقطع صغارًا ، ثم يصب عليه ماء كثير فإذا نضج ذر عليه الدقيق ، فإن لم يكن فيها لحم فهي عصيدة ، وقيل : هي حساء من دقيق ودسم . اهـ مختصرًا من « النهاية » .

161

م٦ صفة الزلال جـ٢

هذا حديث حسن . وإبراهيم : هو ابن الحجاج السامي . وحماد : هو ابن سلمة .

راقم کہتا ہے اس کا مرکزی راوی محمد بن عمرو بن علقمہ ہے- یحیٰی القطان، وابو حاتم نے اس کو کمزور کہا ہے

و قال الجوزجانی لیس بقوی جوزجانی نے قوی نہیں قرار دیا ہے- ابْنَ مَعِيْنٍ نے اس کی حدیث کو غیر حجت قرار دیا ہے البتہ بہت سوں نے اس راوی کا دفاع کیا ہے اسی وجہ سے محقق نے اس روایت کو حسن کا درجہ دیا ہے

یہ راوی مضطرب الحدیث کے درجہ کا ہے- فضائل صحابہ از امام احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الْقَطِيعِيُّ، قثنا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو عِيسَى الْمَسْرُوقِيُّ، قثنا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: لا أَزَالُ هَائِبَةً لِعُمَرَ بَعْدَ مَا رَأَيْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم صَنَعْتُ خَرِيرَةً وَعِنْدِي سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ جَالِسَةٌ، فَقُلْتُ لَهَا: كُلِي، فَقَالَتْ: لا أَشْتَهِي وَلا آكُلُ، فَقُلْتُ: لَتَأْكُلِنَّ أَوْ لأُلْطَخَنَّ وَجْهَكِ، فَلَطَخْتُ وَجْهَهَا، فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا، فَأَخَذْتُ مِنْهَا فَلَطَخْتُ وَجْهِي، وَرَسُولُ اللَّهِ يَضْحَكُ، إِذْ سَمِعْنَا صَوْتًا جَاءَنَا يُنَادِي: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: " قُومَا فَاغْسِلا وُجُوهَكُمَا، فَإِنَّ عُمَرَ دَاخِلٌ "، فَقَالَ عُمَرُ: السَّلامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلامُ عَلَيْكُمْ، أَأَدْخُلُ؟ فَقَالَ: " ادْخُلِ ادْخُلْ

محمد بن عمرو نے یحییٰ بن عبد الرحمان سے روایت کیا کہا عائشہ نے کہا مجھ پر عمر کی ہیبت ختم نہ ہوئی جب میں نے یہ دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو (خوف طاری) ہوا۔

ان روایات کا متن کس قدر بیہودہ ہے۔ عمر کی ہیبت عائشہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رہی۔

سنن الکبری نسائی (ح291/5/8917) میں اس متن کی حدیث میں اس نے منکر الفاظ نہیں بولے اور اب اس نے اس روایت کو یحییٰ بن عبد الرحمٰن کی بجائے ابی سلمہ سے منسوب کیا ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ زارتنا سودة يوما فجلس رسول الله – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – بيني وبينها إحدى رجليه في حجري والاخرى في حجرها فعملت لها حريرة أو قال خزيرة فقلت كلي فأبت فقلت لتأكلي أو لالطخن وجهك فأبت فأخذت من القصعة شيئا فلطخت به وجهها فرفع رسول الله – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – رجله من حجرها تستقيد مني فأخذت من القصعة شيئا فلطخت به وجهي ورسول الله – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – يضحك فإذا عمر – رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ – يقول يا عبد الله بن عمر يا عبد الله بن عمر فقال لنا رسول الله – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قوما فاغسلا وجوهكما فلا أحسب عمر – رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ – إلا داخلا

محمد بن عمرو نے ابو سلمہ سے روایت کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم سودہ کے ہاں ایک دن گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بیٹھے کہ ایک پیر میرے حجرہ میں تھا تو دوسرا سودہ کے ہاں تھا۔ میں نے حریرۃ یا کہا خزیرۃ بنایا اور سودہ سے کہا اس کو کھائیں۔ وہ مانع ہوئیں تو میں نے کہا کھالیں ورنہ چہرہ پر مل دوں گی وہ پھر تیار نہ ہوئیں تو میں نے کھانے میں سے تھوڑا ان پر مل دیا۔رسول اللہ نے اپنا قدم ان کے گھر سے نکال لیا وہ مجھ کو پکڑنا چاہ رہے تھے میں نے کھانا رسول اللہ کے چہرہ پر بھی مل دیا، آپ ہنسنے لگے۔ عمر کہتے اوہ عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عمر (راوی کا مقصد ہے کہ عمر اور ابن عمر بھی وہاں پہنچ گئے تھے)۔ پس رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کہا اب تم دونوں منہ دھو لو، اور عمر کو یہ معلوم نہیں تھا کہ کیا ہوا حتی کہ داخل ہوئے

ابو بکر بن ابی خیثمہ نے اس راوی پر کہا تھا کہ یہ اسناد و متن مضطرب کرتا ہے

كان يحدث مرة عن أبي سلمة بالشئ من رأيه ثم يحدث به مرة أخرى عن أبي سلمة عن أبي هريرة – رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ

بعض اوقات محمد بن عمرو بن علقمہ یہ ابو سلمہ سے کوئی رائے کی چیز روایت کرتا ہے اور پھر اس کو بعد میں ابو ہریرہ سے روایت کرنے لگ جاتا ہے

اب اس نئے متن کی روایت محمد بن عمرو نے واقعی ابو سلمہ سے سنی بھی تھی یا نہیں معلوم نہیں

سنن ابو داود حدیث نمبر: 4602 میں ہے

حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيل، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ سُمَيَّةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا"أَنَّهُ اعْتَلَّ بَعِيرٌ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ وَعِنْدَ زَيْنَبَ فَضْلُ ظَهْرٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِزَيْنَبَ: أَعْطِيهَا بَعِيرًا، فَقَالَتْ: أَنَا أُعْطِي تِلْكَ الْيَهُودِيَّةَ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهَجَرَهَا ذَا الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمَ وَبَعْضَ صَفَرٍ".

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام المؤمنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کا ایک اونٹ بیمار ہو گیا اور ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ایک فاضل سواری تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب سے فرمایا: "تم اسے ایک اونٹ دے دو" وہ بولیں: میں اس یہودن کو دے دوں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے اور ذی الحجہ، محرم اور صفر کے چند دنوں تک ان سے بات چیت ترک رکھی۔

اس کی سند میں سمیہ مجہول ہے۔ شعیب کہتے ہیں

-إسناده ضعيف لجهالة سُمية -وقيل في اسمها أيضاً: شُميسة

نبی کا شہد حرام کرنا

الاِصابۃ از ابن حجر اور معرفہ صحابہ از ابن مندہ کے مطابق مارية يا مارية بنت شمعون القبطية رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاہ مصر والاِسکندریۃ المقوقس کی جانب سے تحفہ میں سن ۷ ہجری میں ملیں۔ ان کے بطن سے ابراہیم پیدا ہوئے جن کی وفات سن ۱۰ ہجری میں ذیقعدہ میں ہوئی۔ ماریہ کی وفات سن ۱۵ ہجری میں ہوئی (ابن عبد البر کا قول ہے کہ سن ۱۶ھ میں ہوئی، ابن مندہ کا قول ہے کہ وفات النبی کے پانچ سال بعد وفات ہوئی) اور ان کی نماز جنازہ عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور البقیع میں تدفین ہوئی۔ تاریخ دمشق کے مطابق مقوقس نے ماریا کے ساتھ ان کی بہن شیرین کو بھی بھیجا تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت کو ھبہ کر دیں

ماریہ رضی اللہ عنہا گوری رنگت کی حسین و جمیل تھیں ان کی والدہ رومی تھیں۔ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم نے ان کی وفات تک ان کی مالی امداد کی۔

سورہ الاحزاب میں ہے کہ نبی اب کس سے شادی نہیں کر سکتے

يَآ اَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ اللّٰتِىٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمّٰتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خٰلٰتِكَ اللّٰتِىْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۖ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِىِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِىُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِىٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (50)

اے نبی ہم نے آپ کے لیے آپ کی بیویاں حلال کر دیں جن کے آپ مہر ادا کر چکے ہیں اور وہ عورتیں جو آپ کی مملوکہ ہیں جو اللہ نے آپ کو غنیمت میں دلوادی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کے خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی، اور اس مسلمان عورت کو بھی جو بلا عوض اپنے کو پیغمبر کو دے دے بشرطیکہ پیغمبر اس کو نکاح میں لانا چاہے، یہ خالص آپ کے لیے ہے نہ کہ اور مسلمانوں کے لیے، ہمیں معلوم ہے جو کچھ ہم نے مسلمانوں پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں مقرر کیا ہے تاکہ آپ پر کوئی دقت نہ رہے، اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَلَا یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَاۤ اٰتَیْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا (51)

آپ ان میں سے جسے چاہیں چھوڑ دیں اور جسے چاہیں اپنے پاس جگہ دیں، اور ان میں سے جسے آپ (پھر بلانا) چاہیں جنہیں آپ نے علیحدہ کر دیا تھا تو آپ پر کوئی گناہ نہیں، یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غمزدہ نہ ہوں اور ان سب کو جو آپ دیں اس پر راضی ہوں، اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ جانتا ہے، اور اللہ جاننے والا بردبار ہے۔

لَّا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا (52)

اس کے بعد آپ کے لیے عورتیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ آپ ان سے اور عورتیں تبدیل کریں اگرچہ آپ کو ان کا حسن پسند آئے مگر جو آپ کی مملوکہ ہوں، اور اللہ ہر ایک چیز پر نگران ہے۔

یہ سورہ احزاب میں ہے۔

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡ بَعۡدُ اور ماریہ قبطیہ کی آمد غزوہ خیبر کے بعد کی ہے (یعنی صفیہ ام المومنین بن چکی تھیں) جب مقوقس نے تحفتاان کو مصر سے بھیجا تھا۔ ماریہ کو ام المومنین نہیں کہا جاتا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لونڈی کا درجہ دیا اور بیوی کا درجہ نہ دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بہت پسند تھیں اور انہی کے بطن سے ابراہیم پیدا ہوئے لیکن حکم الہی تھا کہ محمد مردوں کے باپ نہ ہوں گے لہٰذا ابراہیم کی بچپن میں ہی وفات ہو گئی ۔نبی نے فرمایا اس کے جنت میں دائی ہے یعنی ابراہیم پسر نبی کو جنت میں برزخی جسم ملا جس کو دودھ درکار ہے۔ معلوم ہے کہ روح کو غذا درکار نہیں ہوتی وہ تو عالم ارواح میں بھی موجود تھی، لیکن جسم کو غذا درکار ہوتی ہے لہٰذا یہ حدیث صریح جسم کی موجودگی پر دال ہے۔ ماریہ قبطیہ سے امہات المومنین کے اچھے تعلقات تھے

سورہ التحریم کی آیات نازل ہوئیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

يَآ اَيُّهَا النَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ‌ ۖ تَبۡتَغِىۡ مَرۡضَاتَ اَزۡوَاجِكَ‌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (1)

اے نبی! آپ کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے، آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

قَدۡ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمۡ تَحِلَّةَ اَيۡمَانِكُمۡ‌ ۚ وَاللّٰهُ مَوۡلٰٮكُمۡ‌ ۖ وَهُوَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ (2)

اللہ نے تمہارے لیے اپنی قسموں کا توڑ دینا فرض کر دیا ہے اور اللہ ہی تمہارا مالک ہے اور وہی سب کا جاننے والا حکمت والا ہے۔

وَاِذۡ اَسَرَّ النَّبِىُّ اِلٰى بَعۡضِ اَزۡوَاجِهٖ حَدِيۡثًا‌ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتۡ بِهٖ وَاَظۡهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيۡهِ عَرَّفَ بَعۡضَهٗ وَاَعۡرَضَ عَنۡ بَعۡضٍ‌ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتۡ مَنۡ اَنۡۢبَاَكَ هٰذَا‌ ؕ قَالَ نَبَّاَنِىَ الۡعَلِيۡمُ الۡخَبِيۡرُ (3)

اور جب نبی نے چھپا کر اپنی کسی بیوی سے ایک بات کہہ دی، اور پھر جب اس بیوی نے وہ بات بتا دی اور اللہ نے اس کو نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اس میں سے کچھ بات جتلا دی اور کچھ ٹال دی، پس جب پیغمبر نے اس کو وہ بات جتلا دی تو بولی آپ کو کس نے یہ بات بتا دی، آپ نے فرمایا مجھے خدائے علیم و خبیر نے یہ بات بتلائی۔

اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰٮهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (4)

اگر تم دونوں اللہ کی جناب میں توبہ کرو تو (بہتر) ورنہ تمہارے دل تو مائل ہو ہی چکے ہیں، اور اگر تم آپ کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرو گی تو بے شک اللہ آپ کا مددگار ہے اور جبرائیل اور نیک بخت ایمان والے بھی، اور سب فرشتے اس کے بعد آپ کے حامی ہیں۔

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا (5)

اگر نبی تمیں طلاق دے دے تو بہت جلد اس کا رب اس کے بدلے میں تم سے اچھی بیویاں دے دے گا، فرمانبردار، ایمان والیاں، نمازی، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، روزہ دار، بیوائیں اور کنواریاں۔

بعض اقوال میں ہے کہ دو امہات المومنین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر زور ڈالا کہ وہ ماریہ کو حرام کر لیں،

مسروق اور قتادہ نے کہا کہ نبی نے اپنے اوپر لونڈیوں کو حرام کر دیا، بعض میں ہے کہ شہد کو حرام کر دیا

لونڈی کو اپنے اوپر حرام کر لیا؟

تفسیر طبری میں ہے

حدثنا يونس، قال: أخبرنا ابن وهب، قال: قال ابن زيد في قوله: (يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ) قال: إنه وَجَدَتِ امرأة من نساء رسول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم رسول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم مع جاريته في بيتها، فقالت: يا رسول الله أنى كان هذا الأمر، وكنت أهونهنّ عليك؟ فقال لها رسول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم: "اسكُتِي لا تَذْكُرِي هَذَا لأحدٍ، هِيَ عَلَيَّ حَرَامٌ إنْ قَرُبْتُهَا بَعْدَ هَذَا أَبَدًا"، فقالت: يا رسول الله وكيف تحرّم عليك ما أحلّ الله لك حين تقول: هي عليّ حرام أبدًا؟ فقال: والله لا آتيها أبدًا فقال الله: (يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ) ... الآية، قد غفرت هذا لك، وقولك والله (قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ) .

ابن زید نے کہا نبی کی بیویوں میں سے کسی نے نبی کو ماریہ کے ساتھ اپنے گھر میں دیکھا تو ان ام المومنین نے کہا یہ کیا ہو رہا ہے ہماری بے عزتی ہوئی ہے۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا چپ رہو اس کا ذکر مت کرو۔ اب یہ لونڈی مجھ پر حرام ہے اب اس کے قریب نہ جاؤں گا

حُدثت عن الحسين، قال: سمعت أبا معاذ يقول: ثنا عبيد، قال: سمعت الضحاك يقول في قوله: (يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ) كانت لرسول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم فتاة، فغشيها، فبصُرت به حفصة، وكان اليومُ يوم عائشة، وكانتا متظاهرتين، فقال رسول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم: "اكْتُمي عَلَيَّ وَلا تَذْكُرِي لِعَائِشَةَ مَا رَأَيْتِ"، فذكرت حفصة لعائشة، فغضبت عائشة، فلم تزل بنبيّ الله صَلَّى الله

عَلَيْهِ وَسَلَّم حتى حلف أن لا يقربها أبدًا، فأنزل الله هذه الآية، وأمره أن يكفر يمينه، ويأتي جاريته.

الضحاک نے اضافہ کیا کہ نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو دیکھنے والی حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں اور وہ دن عائشہ رضی اللہ عنہا کا تھا

حدثنا ابن حميد، قال: ثنا جرير، عن عامر، في قول الله (يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ) في جارية أتاها، فأطلعت عليه حفصة، فقال: هي عليّ حرام، فاكتمي ذلك، ولا تخبري به أحدًا فذكرت ذلك.

شعبی نے بھی ایسا ہی ذکر کیا

یہ قصہ منقطع و مضل سندوں سے ہے

طبری نے اس کو ابن عبّاس سے بھی منسوب کیا ہے

حدثني محمد بن سعد، قال: ثني أبي، قال: ثني عمي، قال: ثني أبي، عن أبيه، عن ابن عباس، قوله: (يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ) ... إلى قوله: (وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ) قال: كانت حفصة وعائشة متحابتين وكانتا زوجتي النبي صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم، فذهبت حفصة إلى أبيها، فتحدثت عنده، فأرسل النبيّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم إلى جاريته، فظلت معه في بيت حفصة، وكان اليوم الذي يأتي فيه عائشة، فرجعت حفصة، فوجدتهما في بيتها، فجعلت تنتظر خروجها، وغارت غيرة شديدة، فأخرج رسول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم جاريته، ودخلت حفصة فقالت: قد رأيت من كان عندك، والله لقد سُؤْتَنِي، فقال النبيّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم: "واللهِ لأرْضِيَنَّكِ فَإنّي مُسِرّ إلَيْكِ سِرًا فَاحْفَظِيهِ"؛ قالت: ما هو؟ قال: "إنّي أُشْهِدُك أنَّ سُرّيَّتَي هَذِهِ عَلَيَّ حَرَامٌ رِضًا لَكِ"، كانت حفصة وعائشة تظاهران على نساء النبيّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم، فانطلقت حفصة إلى عائشة، فأسرّت إليها أن أبشري إن النبي صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم

قد حرّم عليه فتاته، فلما أخبرت بسرّ النبيّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم أظهر الله عزّ وجلّ النبيّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم، فأنزل الله على رسوله لما تظاهرتا عليه (يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ) ... إلى قوله: (وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ)

یہ سند سخت مجروح ہے

سنن الکبری بیہقی میں یہی قصہ ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرٍ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ قَتَادَةَ أنا أَبُو مَنْصُورٍ النَّضْرَوِيُّ الْهَرَوِيُّ، نا أَحْمَدُ بْنُ نَجْدَةَ، نا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، نا هُشَيْمٌ، أنا عُبَيْدَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، وَجُوَيْبِرٌ، [ص:579] عَنِ الضَّحَّاكِ، أَنَّ حَفْصَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَارَتْ أَبَاهَا ذَاتَ يَوْمٍ وَكَانَ يَوْمُهَا، فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرَهَا فِي الْمَنْزِلِ فَأَرْسَلَ إِلَى أَمَتِهِ مَارِيَةَ الْقِبْطِيَّةِ فَأَصَابَ مِنْهَا فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَجَاءَتْ حَفْصَةُ عَلَى تِلْكَ الْحَالَةِ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ أَتَفْعَلُ هَذَا فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي؟ قَالَ: " فَإِنَّهَا عَلَيَّ حَرَامٌ لَا تُخْبِرِي بِذَلِكَ أَحَدًا " , فَانْطَلَقَتْ حَفْصَةُ إِلَى عَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا بِذَلِكَ , فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكَ} [التحريم: 1] إِلَى قَوْلِهِ: {وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ} [التحريم: 4] فَأُمِرَ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْ يَمِينِهِ وَيُرَاجِعَ أَمَتَهُ " وَبِمَعْنَاهُ ذَكَرَهُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ مُرْسَلًا

سند منقطع ہے- جامع التحصیل فی احکام المراسیل از صلاح الدین ابو سعید خلیل بن کیکلدی بن عبد اللہ الدمشقی العلائی (المتوفی: 761ھ-) میں ہے کہ الضّحّاک نے ابن عباس سے تفسیر نہیں سنی، نہ اس نے علی سے سنا ہے نہ ابن عمر سے اور ابو ہریرہ سے روایت بھی محل نظر ہے

الضحاك بن مزاحم الهلالي صاحب التفسير كان شعبة ينكر أن يكون لقي بن عباس وروى عن يونس بن عبيد أنه قال ما رأى بن عباس قط وعن عبد الملك بن ميسرة أنه لم يلقه إنما لقي سعيد بن جبير بالري فأخذ عنه التفسير وروى شعبة أيضا عن مشاش أنه قال سألت الضحاك لقيت بن عباس قال لا وقال الأثرم سمعت أحمد بن

حنبل يسأل الضحاك لقي بن عباس قال ما علمت قيل فمن سمع التفسير قال يقولون سمعه من سعيد بن جبير قيل له فلقي بن عمر فقال أبو سنان يروي شيئا ما يصح عندي قلت فأبو نعيم كان يقول في حكيم بن ديلم عن الضحاك سمعت بن عمر فقال أحمد ليس بشيء قلت وقد روى أبو جناب الكلبي وهو ضعيف عن الضحاك أنه قال جاورت بن عباس سبع سنين والروايات الأول أصح وقال أبو زرعة الضحاك عن علي رضي الله عنه مرسل ولم يسمع من بن عمر شيئا ولا من بن عباس وقال أبو حاتم لم يدرك أبا هريرة ولا أبا سعيد رضي الله عنهم وقال بن حبان أما رواياته عن أبي هريرة وابن عباس وجميع من روى عنه ففي ذلك كله نظر وإنما اشتهر بالتفسير

شیعہ تفسیر قمی میں بلا سند ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی کو ماریہ کے ساتھ خلوت میں دیکھا تو حفصہ کو خوش کرنے نبی نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا اور ایک راز بھی بتایا کہ میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہو گا اس کے بعد تمہارا باپ خلیفہ ہو گا لیکن اگر اس راز کو افشاء کیا تو اللہ اور اس کے فرشتوں کی لعنت تم پر ہو گی۔ لیکن اس سخت تنبیہ کے باوجود حفصہ نے یہ بات عائشہ کو بتادی اور انہوں نے ابو بکر کو بتادی۔ ابو بکر، عمر کے پاس پہنچے کہ عائشہ نے ایسا ایسا کہا ہے جا کر حفصہ سے خبر تو لو۔ ۔ ۔ ۔ اسی دوران جبریل سورہ تحریم کی آیات لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ ازالہ خفاء میں شاہ ولی اللہ نے اس قصہ کو بیان کیا ہے

قال علي بن ابراهيم كان سبب نزولها ان رسول الله صلى الله عليه وآله كان في بعض بيوت نسائه وكانت مارية القبطية تكون معه تخدمه وكان ذات يوم في بيت حفصة فذهبت حفصة في حاجة لها فتناول رسول الله مارية، فعلمت حفصة بذلك فغضبت وأقبلت على رسول الله صلى الله عليه وآله وقالت يا رسول الله هذا في يومي وفي داري وعلى فراشي فاستحيا رسول الله منها، فقال كفى فقد حرمت مارية على نفسي ولا أطأها بعد هذا ابدا وأنا افضي اليك سرا فان انت اخبرت به فعليك لعنة الله والملائكة والناس اجمعين فقالت نعم ما هو؟ فقال إن ابا بكر يلى الخلافة بعدي ثم من بعده ابوك(1) فقالت من اخبرك بهذا قال الله اخبرني فاخبرت

حفصة عائشة من يومها ذلك واخبرت عائشة ابا بكر، فجاء ابوبكر إلى عمر فقال له ان عائشة اخبرتني عن حفصة بشئ ولا أثق بقولها فاسأل انت حفصة، فجاء عمر إلى حفصة، فقال لها ما هذا الذي اخبرت عنك عائشة، فانكرت ذلك قالت ما قلت لها من ذلك شيئا، فقال لها عمر ان كان هذا حقا فاخبرينا حتى نتقدم فيه، فقالت نعم قد قال رسول الله ذلك فاجتمع على ان يسموا رسول الله فنزل جبرئيل على رسول الله صلى الله عليه وآله بهذه السورة (يا ايها النبي لم تحرم ما احل الله لك - إلى قوله - تحلة ايمانكم) يعني قد اباح الله لك ان تكفر عن يمينك (والله مولاكم وهو العليم الحكيم وإذا أسر النبي إلى بعض ازواجه حديثا فلما نبأت به) اي اخبرت به (واظهره الله) يعني اظهر الله نبيه على ما اخبرت به وما هموا به (عرف بعضه) اي اخبرها وقال لم اخبرت بما اخبرتك

صحیح بخاری میں لیکن حدیث ہے کہ یہ تمام قصہ ماریہ سے متعلق نہیں ہے بلکہ شہد کی حرمت سے متعلق ہے

شہد کو اپنے اوپر حرام کیا

حدیث نمبر: 6691

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ ، قَالَ: زَعَمَ عَطَاءٌ ، أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعُمُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا، فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلْتَقُلْ: إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ، فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا: فَقَالَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: "لَا، بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَلَنْ أَعُودَ لَهُ"، فَنَزَلَتْ: يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ سورة التحريم آية 1 إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ سورة التحريم آية 4، لِعَائِشَةَ، وَحَفْصَةَ، وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا، لِقَوْلِهِ: بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا"، وقَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، عَنْ هِشَامٍ: وَلَنْ أَعُودَ لَهُ، وَقَدْ حَلَفْتُ فَلَا تُخْبِرِي بِذَلِكِ أَحَدًا.

ہم سے حسن بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا کہ عطاء کہتے تھے کہ انہوں نے عبید بن عمیر (عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرِ بْنِ قَتَادَةَ اللَّيْثِيُّ ویکنی اِبا عاصم.) سے سنا، کہا میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، وہ کہتی تھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (ام المؤمنین) زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں رکتے تھے اور شہد پیتے تھے۔ پھر میں نے اور (ام المؤمنین) حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے عہد کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئیں تو وہ کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے، آپ نے مغافیر تو نہیں کھائی ہے؟ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک کے یہاں تشریف لائے تو انہوں نے یہی بات آپ سے پوچھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے شہد پیا ہے زینب بنت جحش کے یہاں اور اب کبھی نہیں پیوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی «يا اِيها النبی لم تحرم ما اِحل الله لک» اے نبی! آپ ایسی چیز کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کی ہے۔ «اِن تتوبا اِلی الله» میں عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ ہے اور «واِذ اِسر النبی اِلی بعض اِزواجه حديثا» سے اشارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف ہے کہ نہیں میں نے شہد پیا ہے۔ اور مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے ہشام سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اب کبھی میں شہد نہیں پیوں گا میں نے قسم کھالی ہے تم اس کی کسی کو خبر نہ کرنا (پھر آپ نے اس قسم کو توڑ دیا)۔

یہ سند مرسل و منقطع روایات سے بہتر ہے۔ بعض نے اس سند میں ابن جریج پر تنقید کی ہے کہ وہ مدلس ہے البتہ اس کا تفرد نہیں ہے

نسائی نے سنن الکبری میں اس سند پر لکھا ہے

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا الْحَدِيثُ إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ غَايَةَ صَحِيحِ حَدِيثِ عَائِشَةَ هَذَا فِي الْعَسَلِ

یہ سند جید ہیں صحیح حدیث ہے کہ یہ (تحریم) شہد کے بارے میں ہے

صحیح بخاری حدیث ہے

حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْعَسَلَ وَالْحُلْوَاءَ، وَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ، فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ، فَغِرْتُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ، فَقِيلَ لِي: أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ، فَسَقَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً، فَقُلْتُ: أَمَا وَاللَّهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ، فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ: إِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ، فَإِذَا دَنَا مِنْكِ فَقُولِي: أَكَلْتَ مَغَافِيرَ ؟ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ: لَا، فَقُولِي لَهُ: مَا هَذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ، فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ: سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ، فَقُولِي لَهُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَأَقُولُ ذَلِكِ، وَقُولِي أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذَاكِ، قَالَتْ: تَقُولُ سَوْدَةُ: فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أُبَادِيَهُ بِمَا أَمَرْتِنِي بِهِ فَرَقًا مِنْكِ، فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا، قَالَتْ لَهُ سَوْدَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَكَلْتَ مَغَافِيرَ ؟ قَالَ: لَا، قَالَتْ: فَمَا هَذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ، قَالَ: سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ، فَقَالَتْ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ، فَلَمَّا دَارَ إِلَيَّ قُلْتُ لَهُ نَحْوَ ذَلِكَ، فَلَمَّا دَارَ إِلَى صَفِيَّةَ، قَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ، فَلَمَّا دَارَ إِلَى حَفْصَةَ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا أَسْقِيكَ مِنْهُ ؟ قَالَ: لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ، قَالَتْ: تَقُولُ سَوْدَةُ: وَاللَّهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ، قُلْتُ لَهَا: اسْكُتِي".

ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہد اور میٹھی چیزیں پسند کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے فارغ ہو کر جب واپس آتے تو اپنی ازواج کے پاس واپس تشریف لے جاتے اور بعض سے قریب بھی ہوتے تھے۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور معمول سے زیادہ دیر ان کے گھر ٹھہرے۔ مجھے اس پر غیرت آئی اور میں

نے اس کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو ان کی قوم کی کسی خاتون نے انہیں شہد کا ایک ڈبہ دیا ہے اور انہوں نے اسی کا شربت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پیش کیا ہے۔ میں نے اپنے جی میں کہا: اللہ کی قسم! میں تو ایک حیلہ کروں گی، پھر میں نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس آئیں گے اور جب آئیں تو کہنا کہ معلوم ہوتا ہے آپ نے مغافیر کھا رکھا ہے؟ ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں انکار کریں گے۔ اس وقت کہنا کہ پھر یہ بو کیسی ہے جو آپ کے منہ سے معلوم کر رہی ہوں؟ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے کہ حفصہ نے شہد کا شربت مجھے پلایا ہے۔ تم کہنا کہ غالباً اس شہد کی مکھی نے مغافیر کے درخت کا عرق چوسا ہوگا۔ میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی کہوں گی اور صفیہ تم بھی یہی کہنا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سودہ رضی اللہ عنہ کہتی تھیں کہ اللہ کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جونہی دروازے پر آ کر کھڑے ہوئے تو تمہارے خوف سے میں نے ارادہ کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ بات کہوں جو تم نے مجھ سے کہی تھی۔ چنانچہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سودہ رضی اللہ عنہا کے قریب تشریف لے گئے تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا، پھر یہ بو کیسی ہے جو آپ کے منہ سے محسوس کرتی ہوں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے۔ اس پر سودہ رضی اللہ عنہ بولیں اس شہد کی مکھی نے مغافیر کے درخت کا عرق چوسا ہوگا۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے تو میں نے بھی یہی بات کہی اس کے بعد جب صفیہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی اسی کو دہرایا۔ اس کے بعد جب پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ شہد پھر نوش فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس پر سودہ بولیں، واللہ! ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنے میں کامیاب ہو گئے، میں نے ان سے کہا کہ ابھی چپ رہو۔

بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ سورہ المائدہ میں تو قسم توڑنے پر کفارہ ہے اور یہاں اس روایت میں کفارہ کا ذکر نہیں ہے۔راقم کہتا ہے سورہ المائدہ قرآن کی احکام میں آخری سورت ہے جو نازل ہوئی ہے

جو عورت اپنے آپ کو نبی پر ھبہ کرے اس کو حرام کر لیا

تفسیر ابن ابی حاتم میں ایک تیسری وجہ بھی بیان ہوئی ہے

وَبِسَنَدٍ ضَعِيفٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: يَا أَيُّهَا النَّبِيّ لَمْ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ فِي الْمَرْأَةِ الَّتِي وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ضعیف سند سے ابن عباس سے مروی ہے کہ آیت اے نبی تم نے اس کو حرام کیوں کیا جو اللہ نے تمھارے لئے حلال کیا ہے۔ایک عورت کے بارے میں ہے جس نے اپنے نفس کو رسول اللہ پر ھبہ کیا

لیکن یہ سند بقول ابن ابی حاتم ضعیف ہے لہذا یہ تیسری وجہ ذکر کرنا غیر ضروری ہے

سورہ احزاب کی قید وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم تک رہی کہ وہ مزید ازواج نہیں لے سکتے۔سورہ تحریم میں تنبیہ کے لئے اللہ تعالی نے امہات المومنین کو خبردار کیا کہ یہ قید اٹھائی جا سکتی ہے۔اس میں ہے کہ تعداد ازواج والی قید ختم کی جا سکتی ہے یہ نہیں ہے کہ کر دی گئی ہے۔تمام کلام عسی یعنی "اگر" ہے سے تبنیہ کے انداز میں شروع ہو رہا ہے۔عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ

اگر نبی تمیں طلاق دے دے تو بہت جلد اس کا رب اس کے بدلے میں تم سے اچھی بیویاں دے دے گا

یعنی تعداد ازواج والا حکم اللہ ختم کر سکتا ہے، لیکن ہم کو معلوم ہے ایسا نہیں کیا گیا

وفات النبی اور عائشہ رضی اللہ عنہا

مرض وفات النبی کے ایام میں باقی ازواج النبی سے اجازت لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ عائشہ میں تشریف لے گئے تھے۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے

حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ ، أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ وَيُونُسُ ، عَنْ الزُّهْرِيِّ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، أَنَّ عَائِشَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَا: "لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ: وَهُوَ كَذَلِكَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا"

.مجھ سے بشر بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا مجھ کو معمر اور یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزع کی حالت طاری ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر چہرہ پر باربار ڈال لیتے پھر جب شدت بڑھتی تو اسے ہٹا دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حالت میں فرمایا تھا، اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کو ان کے کئے سے ڈرانا چاہتے تھے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ مدینہ سے باہر تھے کہ پیر کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی

صحیح بخاری کی حدیث ہے

وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ: عَنْ الزُّبَيْدِيِّ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ، أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: شَخَصَ بَصَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ:

فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى ثَلَاثًا وَقَصَّ الْحَدِيثَ، قَالَتْ: فَمَا كَانَتْ مِنْ خُطْبَتِهِمَا مِنْ خُطْبَةٍ إِلَّا نَفَعَ اللَّهُ بِهَا لَقَدْ خَوَّفَ عُمَرُ النَّاسَ وَإِنَّ فِيهِمْ لَنِفَاقًا فَرَدَّهُمُ اللَّهُ بِذَلِكَ

.اور عبداللہ بن سالم نے زبیدی سے نقل کیا کہ عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا، انہیں قاسم نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر (وفات سے پہلے) اٹھی اور آپ نے فرمایا: اے اللہ! مجھے رفیق اعلیٰ میں (داخل کر) آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا

دوسری حدیث ہے

ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، وفات سے کچھ پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پشت سے ان کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ آپ نے کان لگا کر سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کر رہے ہیں

اللهم اغفر لي وارحمني، وألحقني بالرفيق

اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر اور میرے رفیقوں سے مجھے ملا۔

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو آخری وقت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا گمان نہیں تھا لیکن جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری الفاظ کہے کہ

مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا

ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا نبیوں صدیقین شہداء صالحین

فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَأَخَذَتْهُ بُحَّةٌ، يَقُولُ: {مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ} [النساء: 69] الآيَةَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ

فرمایا پس اس وقت میں جان گئی کہ آپ نے (دنیا کی رفاقت چھوڑنے کا) فیصلہ کر لیا

معلوم ہوا کہ ام المومنین مکمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے سے لگایا ہوا تھا اور وہ ہمہ تن گوش تھیں البتہ اسود بن یزید کی سند سے ہے

الاسود کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے لوگوں نے ذکر کیا کہ کیا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وصی ہونے کی وصیت کی تھی؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اخر کس وقت ان کے متعلق یہ وصیت کی؟ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے یا گود سے تکیہ لگائے ہوئے تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا طشت مانگا اور میری گود میں جھک پڑے، مجھے معلوم بھی نہ ہو سکا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم - کی وفات ہو گئی ہے- تو بتاؤ کہ کس وقت انھوں نے وصیت کی

راقم کہتا ہے یہ متن منکر ہے

قرآن کے ساتھ حادثہ

محمّد بن اسحاق بن یسار وہ راوی ہے جو عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا پر الزام لگاتا ہے کہ قرآن کی کچھ آیات بکری کھا گئی اس میں اس کا تفرد ہے. ان کے لئے ثقہ سے لے کر دجال تک کے الفاظ ملتے ہیں اور شیعت سے بھی ان کی سوچ پراگندہ ہے- سنن ابن ماجہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، حَدّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ نَزَلَتْ آيَةُ الرَّجْمِ وَرَضَاعَةُ الْكَبِيرِ عَشْرًا، وَلَقَدْ كَانَ فِي صَحِيفَةٍ تَحْتَ سَرِيرِي، فَلَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللهِ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وَتَشَاغَلْنَا بِمَوْتِهِ، دَخَلَ دَاجِنٌ فَأَكَلَهَا.

ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے رجم کی آیت اتری اور بڑے آدمی کو دس بار دودھ پلا دینے کی اور یہ دونوں آیتیں ایک صحیفہ پر لکھی تھیں میرے بستر کے تلے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ہم آپ کی وفات میں مشغول تھے بکری آئی اور وہ صحیفہ کھا گئی[3]

3

موطاامام مالک کی روایت ہے

اَخْبَرَنَا مَالِكٌ ،اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ : "كَانَ فِيمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى مِنَ الْقُرْآنِ : عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ، ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُنَّ مِمَّا يُقْرَاُ مِنَ الْقُرْآنِ

امام مالک نے خبر دی انکو عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ نے خبر دی انکو عمرہ نے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ اللہ نے قرآن میں پہلے یہ نازل کیا تھا کہ دس رضعات سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ (دس بار دودھ پینے سے)۔ پھر اسے پانچ رضعات سے منسوخ کر دیا گیا۔ اور جب رسول اللہ کی وفات ہوئی تو یہ الفاظ قرآن میں قراءت کئے جا رہے تھے

امام مالک کی سند سے یہ صحیح مسلم، سنن النسائی، سنن ابی داود وغیرہ میں روایت ہوئی ہے صرف امام بخاری نے اس کو درج نہیں کیا ہے

فقہاء کی ایک جماعت اس روایت کو صحیح کہتی اور دلیل لیتی ہے اور ایک جماعت رد کرتی ہے اسی طرح اہل تشیع بھی اس کو رد کرتے ہیں

کتاب الأباطیل والمناکیر والصحاح والمشاہیر از الجورقانی (المتوفی: 543ھ-) کے مطابق

وَقَدْ اَخَذَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَوْمٌ مِنَ الْفُقَهَاءِ مِنْهُمْ: الشَّافِعِيُّ وَإِسْحَاقُ وَغَيْرُهُمَا، وَجَعَلُوا الْخَمْسَ حَدًّا بَيْنَ مَا يُحَرِّمُ وَبَيْنَ مَا لَا يُحَرِّمُ

اور اس حدیث کے فقہاء کی ایک قوم نے اخذ کیا ہے جن میں شافعی اور اسحاق اور دیگر ہیں کہ پانچ بار کی حد ہے جس سے حرمت اور غیر حرمت ہوتی ہے۔ یعنی شوافع میں پانچ بار دودھ پلانے سے حرمت رضاعت ہو جائے گی۔ کتاب مسائل الامام احمد بن حنبل وإسحاق بن راہویہ از ابو یعقوب المروزی الکوسج (المتوفی: 251ھ) کے مطابق امام احمد کہتے تھے إن ذہب ذاہب إلی خمس رضعات لم اعبہ اگر وہ پانچ رضعات تک جائے تو کوئی عیب نہیں ہے۔ لیکن بعد میں حنابلہ میں اس مسئلہ میں کئی رائے ہوئیں مثلا ابن قدامہ کتاب الہادی یا عمدۃ الحازم میں کہتے ہیں وَاخْتَلَفَ اَصْحَابُنَا فِی حَدِّ الرَّضْعَةِ اور ہمارے اصحاب کا حد رضاعت میں اختلاف ہے۔ امام مالک کے بیان کردہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اثر کے نیچے موطا میں لکھا ہے ولیس العمل علی ہذا اور اس پر (مسلمانوں کا) عمل نہیں ہے

شعیب الأرنؤوط کتاب الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان میں اس روایت کی تعلیق میں لکھتے ہیں

قال الإمام البغوی فی (شرح السنۃ) 81/9: اختلف اہل العلم فیما تثبت بہ الحرمۃ من الرضاع، فذہب جماعۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہم إلی انہ لاتثبت بأقل من خمس رضعات متفرقات، وبہ کانت تفتی عائشۃ وبعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، وہو قول عبد اللہ بن الزبیر، وإلیہ ذہب الشافعی وإسحاق، وقال احمد: إن ذہب ذاہب إلی قول عائشۃ فی خمس رضعات، فہو مذہب قوی، وذہب اکثر اہل العلم علی ان قلیل الرضاع وکثیرہ محرّم، یروی ذلک عن ابن عباس، وابن عمر، وبہ قال سعید بن المسیّب، وعروۃ بن

الزبیر، والزہری، وہو قول سفیان الثوری، ومالک، والأوزاعی، وعبد اللہ بن المبارک، ووکیع، واصحاب الرای، وذہب ابو عبید، وابو ثور، وداود إلی إنہ لایحرم إقل من ثلاث رضعات، لقولہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لا تحرّم المصّۃ ولا المصتان"، ویحکی عن بعضہم إن التحریم لایقع بأقل من عشر رضعات، وہو قول شاذ

امام البغوی شرح السنۃ میں کہتے ہیں اہل علم کا اختلاف ہے کہ حرمت رضاعت میں کیا ثابت ہے پس ایک اصحاب رسول کی جماعت کا اور دیگر کا مذھب ہے کہ پانچ مختلف رضعات سے کم بار پر حرمت ثابت نہیں ہوتی اور اسی پر عائشہ اور بعض ازواج نبی فتوی دیتیں تھیں اور یہی قول ہے عبد اللہ بن زبیر کا اور اس پر مذھب ہے شافعی کا اسحاق کا اور امام احمد کہتے ہیں اگر میں جاؤں تو قول عائشہ پر جاؤں گا کہ حرمت پانچ رضعات پر ہے اور یہ مذھب قوی ہے اور اکثر اہل علم کا مذھب ہے کہ چاہے کم ہو یا زیادہ حرمت ہو جاتی ہے جو روایت کیا جاتا ہے ابن عباس وابن عمر سے اور ایسا ہی سعید بن مسیب اور عروہ نے امام الزہری نے کہا یہ قول ہے سفیان ثوری کا مالک کا الأوزاعی کا عبد اللہ بن مبارک کا وکیع کا اصحاب رائے کا—ابو عبید، ابو ثور اور داود کا مذھب ہے کہ حرمت نہیں ہوتی تین رضعات سے کم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق ایک دو بار چوسنے پر حرمت نہیں ہے اور بعض کی طرف سے بیان کیا گیا ہے کہ دس رضعات سے کم پر حرمت نہیں ہوتی اور یہ قول شاذ ہے

بعض احناف متقدمین کے نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح مسلم کی روایت معلول ہے اور کتاب شرح مشکل الآثار میں امام ابو جعفر طحاوی کہتے ہیں

قَالَ اَبُو جعفرٍ: وَہٰذَا مِمَّنْ لَا نَعْلَمُ اَحَدًا رَوَاہُ کَمَا ذَکَرْنَا غَیْرَ عَبْدِ [ص: 312] اللّٰہِ بْنِ اَبِی بَکْرٍ وَہُوَ عِنْدَنَا وَہْمٌ مِنْہُ, اِعْنِی: مَا فِیہِ مِمَّا حَکَاہُ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا, اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُوُفِّیَ وَہُوَ مِمَّا یُقْرَاُ مِنَ الْقُرْاٰنِ؛ بِاَنَّ ذٰلِکَ لَوْ کَانَ کَذٰلِکَ لَکَانَ کَسَائِرِ الْقُرْاٰنِ, وَلَجَازَ اَنْ یُقْرَاَ بِہٖ فِی الصَّلَوَاتِ وَحَاشَ لِلّٰہِ اَنْ یَکُونَ کَذٰلِکَ, اَوْ یَکُونَ قَدْ بَقِیَ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا لَیْسَ فِی الْمَصَاحِفِ الَّتِی قَامَتْ بِہَا الْحُجَّۃُ عَلَیْنَا, وَکَانَ مَنْ کَفَرَ [ص: 313] بِحَرْفٍ مِمَّا فِیہَا کَافِرًا, وَلَکَانَ لَوْ بَقِیَ مِنَ الْقُرْاٰنِ غَیْرُ مَا فِیہَا لَجَازَ اَنْ یَکُونَ مَا فِیہَا مَنْسُوخًا مَا یَجِبُ الْعَمَلُ بِہٖ, وَمَا لَیْسَ فِیہَا نَاسِخٌ یَجِبُ الْعَمَلُ بِہٖ, وَفِی ذٰلِکَ ارْتِفَاعُ وُجُوبِ الْعَمَلِ بِمَا فِی اَیْدِینَا, مِمَّا ہُوَ الْقُرْاٰنُ عِنْدَنَا, وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ ہٰذَا الْقَوْلِ وَمِمَّنْ یَقُولُہٗ

امام طحاوی کہتے ہیں؛اور ہم نہیں جانتے اس کو کسی نے روایت کیا ہو سوائے عبد اللہ بن ابی بکر کے اور یہ انکا وہم ہے –کافی ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے حکایت کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور وہ قرآن میں جو تھا اس کی تلاوت کرتے تھے اور اگر ایسا (کچھ قرآن میں) ہوتا تو تمام قرآن (کے نسخوں) میں ایسا ہوتا اور جائز ہوتا کہ اس کو پنج وقتہ نماز میں بھی پڑھا جائے اور حاشا للہ ایسا نہیں ہے اور.... اور جو اس کے ایک حرف کا بھی انکار کرے کافر ہے اور اگر قرآن میں جو باقی ہے یہ سب نہیں ہے تو یہ (عمل) منسوخ ہے اس پر عمل نہیں رہا اور اس میں جو ناسخ ہے اس پر عمل واجب ہے اور اس بات سے اس قرآن پر جو ہاتھوں میں ہے عمل اٹھ جاتا ہے اور ہم اللہ سے اس قول پر پناہ مانگتے ہیں اور جو بھی ایسا کہے

یعنی امام طحاوی اور احناف متقدمین سرے سے اس روایت کو صحیح ہی نہیں سمجھتے

شعیب الأرنؤوط کتاب الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان میں اس روایت کی تعلیق میں لکھتے ہیں

و قول عائشة: فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ فيما يقرإ في القرآن: إرادت به قرب عهد النسخ من وفات رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كان بعض من لم يبلغه النسخ يقرؤه على الرسم الأول، لأن النسخ لا يتصور بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ويجوز بقاء الحكم مع نسخ التلاوة كالرجم في الزنى حكمه باق مع ارتفاع التلاوة في القرآن، لأن الحكم يثبت بأخبار الآحاد، ويجب العمل به، والقرآن لا يثبت بأخبار الآحاد، فلم يجز كتبته بين الدفتين

اور عائشہ کا قول: پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور یہ قرآن میں تلاوت کی جاتی تھیں تو انکا مقصد ہے کہ وفات النبی سے قبل اس دور میں جب نسخ کا دور تھا یہاں تک کہ بعض کو انکی منسوخیت نہیں پہنچی تو وہ اس کو رسم اول پر کی تلاوت کرتے رہے کیونکہ نسخ کا تصور رسول اللہ کے بعد متصور نہیں ہے اور یہ جائز ہے کہ حکم باقی رہے اور تلاوت منسوخ ہو جائے جیسے کہ رجم میں ہوا کہ اس کا حکم باقی ہے اور تلاوت قرآن میں سے اٹھ گئی ہے کیونکہ حکم ثابت ہے اخبار احاد سے اور اس پر عمل واجب ہے اور قرآن اخبار احاد سے ثابت نہیں ہوتا لہذا اس حکم کا دفتیں میں لکھنا جائز نہیں

شعیب الأرنؤوط نے اس کے برعکس اس روایت کو صحیح کہا ہے اور اس کی تاویل کی ہے

اہل تشیع کے نزدیک روایت کی حیثیت

کتاب الخلاف ــ الطوسی ــ ج 5 ــ ص 97 ــ 98 کے مطابق

وروی عن النبی علیہ السلام اِنہ قال : الرضاعۃ من المجاعۃ یعنی : ماسد الجوع . و قال علیہ السلام : الرضاع ما . اِنبت اللحم و شد العظم . وروی سفیان بن عیینۃ، عن ہشام بن عروۃ، عن اِبیہ، عن عبد اللہ بن الزبیر : اِن النبی علیہ السلام قال : لا تحرم المصۃ ولا المصتان ولا الرضعۃ ولا الرضعتان . وروی عن عائشۃ اِنہا قالت : کان فیما اِنزل اللہ فی القرآن اِن عشر رضعات معلومات یحرمن، ثم نسخن بخمس معلومات، فتوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وہی مما یقرأ من القرآن . ووجہ الدلالۃ اِنہا اِخبرت اِن عشر رضعات کان فیما اِنزلہ، و قولہا : (ثم نسخن بخمس رضعات) قولہا، ولا خلاف اِنہ لا یقبل قول الراوی اِنہ نسخ ‹صفحۃ 98› کذا الکذا اِلا اِن یبین ما نسخہ، لینظر فیہ ہل ہو نسخ اِم لا ؟

اور روایت کیا گیا ہے نبی علیہ السلام سے کہ رضاعت المجاعۃ میں ہے یعنی بھوک مٹانے پر اور آپ علیہ السلام نے فرمایا رضاعت ہے جس پر گوشت پنپے اور ہڈی مظبوط ہو اور سفیان بن عیینۃ، عن ہشام بن عروۃ، عن اِبیہ، عن عبد اللہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا حرمت نہیں ہوتی ایک دو بار چوسنے سے اور عائشہ سے روایت ہے انہوں نے کہا اللہ نے قرآن میں پہلے یہ نازل کیا تھا کہ دس رضعات سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ (دس بار دودھ پینے سے)۔ پھر اسے پانچ رضعات سے منسوخ کر دیا گیا۔ اور جب رسول اللہ کی وفات ہوئی تو یہ الفاظ قرآن میں قراءت کئے جا رہے تھے اور وجہ دلیل یہ ہے کہ دس بار پلانے کی آیت نازل ہوئی تھی اور ان کا قول کہ پھر پانچ سے منسوخ ہوئی اور اس میں اختلاف نہیں کہ راوی کا قول قبول نہیں کیا جائے گا جب وہ کہے یہ اور یہ منسوخ ہے اور واضح نہ کرے کہ کیا نسخ ہے کہ دیکھیں کہ کیا یہ منسوخ تھا بھی یا نہیں

شعیب الأرنؤوط تحقیق میں لکھتے ہیں

لا يصح، تفرد به محمَّد بن إسحاق -وهو المطلبي- وفي متنه نكارة. عبد الله بن أبي بكر: هو ابن محمَّد بن عمرو بن حزم.

واخرجہ احمد (۲۶۳۱۶)، وابو یعلی (۴۵۸۷)، والطبرانی فی "الأوسط" (۷۸۰۵)، والدار قطنی (۴۳۷۶) من طریق محمَّد بن إسحاق، عن عبد اللہ بن ابی بکر، بہذا الاسناد.

صحیح نہیں اس میں محمد بن إسحاق (بن یسار بن خیار المدینی ابو بکر ابو عبد اللہ) کا تفرد ہے اور وہ المطلبی ہے اور اس روایت کے متن میں نکارت ہے. عبد اللہ بن ابی بکر، وہ ابن محمَّد بن عمرو بن حزم ہیں اور اس روایت کی تخریج احمد (۲۶۳۱۶)، اور ابو یعلی (۴۵۸۷)، اور الطبرانی نے "الأوسط" (۷۸۰۵)، اور الدار قطنی (۴۳۷۶) نے محمَّد بن إسحاق، عن عبد اللہ بن ابی بکر کے طرق سے کی ہے

الزمخشری (المتوفی: 538ھ-) کتاب الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل میں لکھتے ہیں

یعنی اہل تشیع اس عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو قبول ہی نہیں کرتے—ان کے ہاں کوئی حد رضاعت پر نہیں ملتی—اہل تشیع کے بعض جہلاء نے اس روایت سے قرآن پر اعتراضات کیے ہیں جبکہ انکی اپنی کتب شاہد ہیں کہ یہ روایت ان کے ہاں قبول نہیں کی جاتی

وأمّا ما يحكى: أن تلك الزيادة كانت في صحيفة في بيت عائشة رضى الله عنها فأكلتها الداجن فمن تأليفات الملاحدة والروافض

اور یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اضافہ ایک صحیفے میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر میں تھا اور اس کو بکری کھا گئی تو یہ ملاحدہ اور روافض کی تالیف ہے

الذہبی تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں امام محدثین یحیٰی بن سعید القطان، محمد بن اسحاق سے روایت نہیں کرتے تھے

.وقال ابْن معين: كَانَ يحيى القطَّان لا يَرْضَى ابْن إِسْحَاق، ولا يروي عَنْهُ

روایت احمقانہ ہے کیونکہ اگر ایسی آیات ہوتیں وہ تلاوت سے آگے جاتیں ان کا ایک ہی تحریری نسخہ نہیں ہو سکتا تھا

اس کے علاوہ یہی محمد بن اسحاق بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا چہرہ پر ہاتھ مارے

مسند احمد اور مسند ابی یعلی کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مِهْرَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ عَبَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وَفِي بَيْتِي لَمْ أَظْلِمْ فِيهِ أَحَدًا. فَمِنْ سَفَهِي وَحَدَاثَةِ سِنِّي أَنَّ «رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ وَهُوَ فِي حِجْرِي، ثُمَّ وَضَعْتُ رَأْسَهُ عَلَى وِسَادَةٍ وَقُمْتُ أَلْتَدِمُ مَعَ النِّسَاءِ وَأَضْرِبُ وَجْهِي

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ عَبَّادٍ، قَالَ [ص:369]: سَمِعْتُ عَائِشَةَ، تَقُولُ: «مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَحْرِي، وَنَحْرِي وَفِي دَوْلَتِي، لَمْ أَظْلِمْ فِيهِ أَحَدًا، فَمِنْ سَفَهِي وَحَدَاثَةِ سِنِّي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قُبِضَ وَهُوَ فِي حِجْرِي، ثُمَّ وَضَعْتُ رَأْسَهُ عَلَى وِسَادَةٍ، وَقُمْتُ أَلْتَدِمُ مَعَ النِّسَاءِ، وَأَضْرِبُ وَجْهِي

ارواالغلیل میں البانی اس کو حسن کہتے ہیں

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی میرے گلے کے پاس اور وہ میری جاگیر میں تھے کسی پر ظلم نہ کیا اور یہ میری سفاہت و نا تجربہ کاری ہے کہ رسول اللہ کی جان قبض ہوئی اور وہ میرے حجرے میں تھے، میں نے ان کا سر تکیہ پر رکھا اور میں عورتوں کے ساتھ کھڑی ہوئی اپنے چہرے پر مارا

یہ روایت بھی محمد بن اسحاق بیان کرتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف-روایت بعد کی پیداوار ہے کیونکہ عربی میں دَوْلَتِی (جاگیر) کا لفظ عباسی دور خلافت میں سب سے پہلے استعمال ہوا-اس کی سند میں یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر ہے جس سے بخاری و مسلم نے روایت نہیں لی ہے- حجرہ عائشہ میں رسول اللہ کی وفات ہوئی اور وہیں تدفین ہوئی تو ابن اسحاق کا کہنا

وتشاغَلنا بمَوته، دخلَ داجنٌ فأكلها

ہم انکی موت میں مشغول ہوئے اور بکری آ کر آیات کھا گئی

کیسے صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ وہ تو کسی بھی وقت خالی نہ رہا ہوگا

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت بھی پیش کی جاتی ہے

حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «مَا عَلِمْنَا بِدَفْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَمِعْنَا صَوْتَ الْمَسَاحِي مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ لَيْلَةَ الْأَرْبِعَاءِ

محمد بن اسحاق، فاطمہ بنت محمد سے وہ عمرہ سے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ کے دفن کر دئے جانے کا علم بدھ کی رات کے آخر میں کھدائی کے آوزاروں کی آواز سے ہوا

اس سے دلیل لی جاتی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کمرہ میں نہیں تھیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا گویا ایک چھوٹے سے حجرے میں اب دو حجرے بنادے گئے وہ بھی ایسے کہ ایک حجرے میں جو کچھ ہو رہا ہو وہ دوسرے حجرے والے کو علم نہ ہو سکے حتی کہ کھدال کی آواز آئے دوم وفات تو پیر کو ہوئی لیکن اس روایت سے ثابت کیا جارہا ہے کہ تین دن تک تدفین ہی نہیں ہوئی تھی یہاں تک کہ بدھ کی رات قبر کھودی گئی- حاشا اللہ یہ ممکن نہیں

افسوس اس کی سند بھی ضعیف ہے محمد بن اسحاق مدلس ہے عن سے روایت کر رہا ہے فاطمہ بنت محمّد ہے جو اصل میں فَاطِمَةَبِنْتِ مُحَمَّدِ بْنِ عِمَارَةَ ہے. کہا جاتا ہے کہ اس نام کی عبد اللہ بن ابی بکر کی بیوی تھی لیکن جو بھی ہو ان کا حال مجھول ہے

یعنی ابن اسحٰق نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تین جھوٹ بولے

اول عائشہ رضی اللہ عنہا نے ماتم کیا

دوم قرآن کی آیات بکری کھا گئی

سوم نبی علیہ السلام کی تدفین بدھ کی رات میں ہوئی

کتاب الدرۃ الثمینۃ فی إخبار المدینۃ از محب الدین إبو عبد اللہ محمد بن محمود بن الحسن المعروف بابن النجار (المتوفی: 643ھ-) میں عائشہ اور علی رضی اللہ عنہما کی روایت کی سند ہے

أنبأنا يحيى بن أسعد بن بوش، عن أبي علي الحداد، عن أبي نعيم الحافظ، عن جعفر الخلدي، أنبأنا أبو يزيد المخزومي، حدثنا الزبير بن بكار، حدثنا محمد بن الحسن قال: حدثني غير واحد، منهم عبد العزيز بن أبي حازم، ونوفل بن عمارة قالوا: إن عائشة رضي الله عنها كانت تسمع صوت الوتد والمسمار يضرب في بعض الدور المطنبة بمسجدالنبي صلى الله عليه وسلم، فترسل إليهم: أن لا تؤذوا رسول الله صلى الله عليه وسلم، وما عمل علي بن أبي طالب رضي الله عنه مصراعي داره إلا بالمناصع توقياً لذلك

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب کبھی ان گھروں میں جو مسجد نبوی سے متصل تھے۔ کسی میخ لگنے یا کیل لگانے کی آواز سنتی تھیں تو یہ حکم بھیجتیں کہ خبردار رسول اللہ کو تکلیف نہ دو اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسی سے بچنے کے لئے اپنے گھر کے کواڑ باہر جا کر بنوائے تھے

اس کی سند منقطع ہے ایک سے زائد نے روایت کیا کون ہیں پتا نہیں ہے لہذا السبکی کی پیش کردہ روایت ضعیف ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی کہ ان کے لئے جنت میں گھر ہے جس میں شور نہ ہوگا

اب یہ کیسے ممکن ہے کہ امہات المومنین جو دنیا و آخرت میں رسول اللہ کی ازواج ہیں وہ جنت میں ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں جہاں پر وقت شور ہی شور ہے اور مومن کا قید خانہ ہے اس میں رسول اللہ ابھی تک ہوں

حجرہ میں تین چاند گرنے والا خواب

صحیح بخاری—حدیث نمبر: 1390 —کتاب: جنازے کے احکام و مسائل—باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کا بیان۔[صحیح بخاری] رواۃ الحدیث: عائشۃ بنت ابی بکر الصدیق (4049)، عروۃ بن الزبیر الاسدی (5594)، ہلال بن ابی حمید الجہنی (8087)، الوضاح بن عبد اللہ الیشکری (8153)، موسی بن إسماعیل التبوذکی (7721)، حدیث

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' ان سے ہلال بن حمید نے ' ان سے عروہ نے اور ان سے ام المؤمنین عائشہؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اس مرض کے موقع پر فرمایا تھا جس سے آپ ﷺ جانبر نہ ہو سکے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی یہود و نصاریٰ پر لعنت ہو۔ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر بھی کھلی رہنے دی جاتی۔ لیکن ڈر اس کا ہے کہ کہیں اسے بھی لوگ سجدہ گاہ نہ بنالیں۔ اور ہلال سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر نے میری کنیت (ابو عوانہ یعنی عوانہ کے والد) رکھ دی تھی ورنہ میرے کوئی اولاد نہ تھی۔... حدیث متعلقہ ابواب: قبر کی شکل کوہان نما ہونی چاہئے۔ ایسی مسجد جس میں قبر یا مزار ہو، میں نماز پڑھنا منع ہے۔ اولیاء صلحاء اور شہداء میں جن جن کے اجسام کو جب تک اللہ تعالیٰ قبروں میں محفوظ رکھنا چاہیں وہ بھی مٹی کے اثر سے محفوظ رہتے ہیں۔

گزشتہ امتوں کے حوالے سے معلوم تھا کہ انہوں نے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنا دیا اس بنا پر یہ کیا گیا
ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی خواہش تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہوں

تین چاند والی روایت مضطرب المتن اور سندا مضبوط نہیں ہے

موطا امام مالک۔ جلد اول۔ کتاب الجنائز۔ حدیث 489 مردہ کے دفن کے بیان میں

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِي حُجْرَتِي فَقَصَصْتُ رُؤْيَايَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُفِنَ فِي بَيْتِهَا قَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ هَذَا أَحَدُ أَقْمَارِكِ وَهُوَ خَيْرُهَا و حَدَّثَنِي عَنْ مَالِك عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِمَّنْ يَثِقُ بِهِ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَسَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ تُوُفِّيَا بِالْعَقِيقِ وَحُمِلَا إِلَى الْمَدِينَةِ وَدُفِنَا بِهَا

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے حجرے میں تین چاند گر پڑے سو میں نے اس خواب کو ابوبکر صدیق سے بیان کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہ کے حجرہ میں دفن ہو چکے تھے ابوبکر نے کہا کہ ان تین چاندوں میں سے ایک چاند آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور یہ تینوں چاندوں میں بہتر ہیں

موطا کی سند ضعیف ہے۔ یحییٰ بن سعید الانصاری مدلس نے عن سے روایت کیا ہے

یہ منقطع بھی ہے کیونکہ دیگر اسناد میں یحییٰ نے ان کو ابن المسیب سے روایت کیا ہے جس کا ذکر نیچے آ رہا ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْمُطَرِّزُ , أَيْضًا , قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ , عَنْ أَيُّوبَ , عَنْ أَبِي قِلَابَةَ , أَنَّ عَائِشَةَ , رَحِمَهَا اللَّهُ [ص:2366] رَأَتْ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ قَمَرًا جَاءَ يَهْوِي مِنَ السَّمَاءِ فَوَقَعَ فِي حُجْرَتِهَا , ثُمَّ قَمَرٌ ثُمَّ قَمَرٌ , ثَلَاثَةُ أَقْمَارٍ فَقَصَّتْهَا عَلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكِ دُفِنَ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ ثَلَاثَةٌ فِي بَيْتِكِ , أَوْ قَالَ: فِي حُجْرَتِكِ. قَالَ أَيُّوبُ: فَحَدَّثَنِي أَبُو يَزِيدَ الْمَدِينِيُّ قَالَ: لَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدُفِنَ , قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَا عَائِشَةُ هَذَا خَيْرُ أَقْمَارِكِ

اس میں عبد اللہ بن زید ابو قلابۃ الجرمی مدلس کا عنعنہ ہے
الحافظ الضیاء کہتے ہیں ولا یعرف لہ سماع من عائشۃ رضی اللہ عنہم
اس کا سماع عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم نہیں

طبرانی میں ہے
حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيدَ يُوسُفُ بْنُ يَزِيدَ الْقَرَاطِيسِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، ثنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، يَقُولُ: قَالَتْ عَائِشَةُ لِأَبِي بَكْرٍ: " رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِي حُجْرَتِي، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يُدْفَنُ فِي بَيْتِكِ ثَلَاثَةٌ هُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ ". قَالَ يَحْيَى: فَسَمِعْتُ النَّاسَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ «صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قُبِضَ فِي بَيْتِهَا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: «أَحَدُ أَقْمَارِكِ، وَهُوَ خَيْرُهَا

و قال ابو حاتم سعید بن المسیب عن عائشۃ رضی اللہ عنہا إن کان شیئا من وراء الستر
ابو حاتم نے کہا ابن مسیب کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنا اگر اس پر کچھ پردے کے پیچھے ہے

ان الفاظ کو عدم سماع پر سمجھا گیا ہے اور مدلسن پر کتاب میں بیان ہوا ہے۔یعنی یہ واضح نہیں کہ ابن مسیب نے کب کیسے ام المومنین سے سنا۔امام بخاری نے ابن مسیب کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی روایت نہیں لکھی البتہ امام مسلم نے شواہد میں ایک لکھی ہے

حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْفَضْلِ الْأُسْفَاطِيُّ، ثنا مُوسَى بْنُ عَبْدِ اللهِ السَّلَفِيُّ، ثنا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَبَحُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «هَلْ أَحَدٌ مِنْكُمْ رَأَى رُؤْيَا؟» ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ هَوَيْنَ فِي حُجْرَتِي، فَقَالَ لَهَا: " إِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكِ دُفِنَ فِي بَيْتِكِ – أُرَاهُ قَالَ: – أَفْضَلُ أَهْلِ الْجَنَّةِ " فَقُبِضَ

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَفْضَلُ أَقْمَارِهَا، ثُمَّ قُبِضَ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ قُبِضَ عُمَرُ، فَدُفِنُوا فِي بَيْتِهَا

حسن بصری کا کسی بدری صحابی سے سماع نہیں ہے

مستدرک حاکم

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَمْشَاذٍ، ثنا جُنَيْدُ بْنُ حَكِيمٍ الدَّقَّاقُ، ثنا مُوسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السُّلَمِيُّ، ثنا عُمَرُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ سَعِيدٍ الْأَبَحُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الرُّؤْيَا، قَالَ: «هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رُؤْيَا الْيَوْمَ» ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: رَأَيْتُ كَأَنَّ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِي حُجْرَتِي، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكِ دُفِنَ فِي بَيْتِكِ ثَلَاثَةٌ هُمْ أَفْضَلُ أَوْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ» ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُفِنَ فِي بَيْتِهَا، قَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: هَذَا أَحَدُ أَقْمَارِكِ وَهُوَ خَيْرُهَا، ثُمَّ تُوُفِّيَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَدُفِنَا فِي بَيْتِهَا

عمر بن حماد بن سعید الابح. منکر الحدیث ہے ابن حبان کے نزدیک متروک ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَحْبُوبِ بْنِ فُضَيْلٍ، التَّاجِرُ الْمَحْبُوبِيُّ بِمَرْوَ، ثَنَا أَبُو عِيسَى مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ سَوْرَةَ الْحَافِظُ بِتِرْمِذَ، ثَنَا سَهْلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْجَارُودِيُّ، ثَنَا مَسْعَدَةُ بْنُ الْيَسَعِ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: " رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِي حُجْرَتِي فَقَصَصْتُ رُؤْيَايَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَلَمَّا دُفِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: هَذَا أَحَدُ «أَقْمَارِكِ وَهُوَ خَيْرُهَا «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

مَسْعَدَةُ بْنُ الْيَسَعِ الباہلیُّ البصریّ کذاب ہے

تمام اسناد میں کلام ہے—مدلس کا عنعنہ ہے یا سند منقطع ہے

اس روایت میں اضطراب بھی ہے بعض میں ہے کہ اس خواب کی تاویل ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کی اور بعض میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ امام بخاری و مسلم نے اس حدیث کو صحیح میں شامل نہیں کیا

روایت ہے صحابہ ستارے ہیں لیکن اس خواب میں سب کو چاند کہا گیا ہے۔ یاد رہے کہ یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا بھائی ستارہ تھے اور والدین سورج و چاند۔ لیکن اس خواب والی میں حفظ مراتب نظر نہیں آ رہا یعنی نبی اور امتی تینوں کو چاند کہہ دیا گیا ہے۔ متن صحیح معلوم نہیں ہو رہا

وفات النبی کی وجہ زہر؟

صحیح بخاری کے بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ میں ایک معلق قول لکھا ہے

وَقَالَ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: «يَا عَائِشَةُ مَا أَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ «الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ، فَهَذَا أَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِي مِنْ ذَلِكَ السُّمِّ

امام بخاری نے سند کے بغیر یونس سے روایت کیا کہ زہری سے روایت کیا انہوں نے عروہ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ مرض جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس میں وہ فرمایا کرتے تھے کہ اے عائشہ وہ کھانا جو خیبر میں کھایا تھا اس کی تکلیف ختم نہیں ہوئی، اس وقت لگ رہا ہے کہ میری شہ رگ کٹ جائے گی

راقم کہتا ہے یہ سند منقطع ہے اور یونس الأیلی سے امام بخاری تک سند نہیں ہے – البانی نے بھی اقرار کیا ہے کہ سند معلق ہے کہا ہذا معلق عند المصنف مصنف یعنی امام بخاری کے نزدیک یہ معلق ہے

اصل سند مستدرک حاکم کی ہے

أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْأَشْقَرُ، ثنا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْمَرْوَزِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، ثنا عَنْبَسَةُ، ثنا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ عُرْوَةُ: كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ: «يَا عَائِشَةُ، إِنِّي أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُهُ بِخَيْبَرَ، فَهَذَا أَوَانُ انْقِطَاعِ

أَبْهَرِي مِنْ ذَلِكَ السُّمِّ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَقَدْ أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فَقَالَ: وَقَالَ يُونُسُ

اس روایت کامدار عنبسۃ بن خالد پر ہے۔التنکیل میں معلّمی کہتے ہیں کہ

التنكيل" رقم (176): قال ابن إبي حاتم: "سألت إبي عن عنبسة بن خالد فقال: كان على خراج مصر وكان يعلق النساء بثديهن و قال ابن القطان: كفى بهذا في تجريحه. وكان إحمد يقول: مالنا ولعنبسة.. هل روى عنه غير إحمد بن صالح؟. و قال يحيى بن بكير: إنما يحدث عن عنبسة مجنون إحمق، لم يكن بموضع للكتابة عنه".

ابن ابی حاتم نے کہامیں نے باپ سے عنسبہ کا پوچھا کہا یہ مصر کے خراج پر تھااور عورتوں کے پستان پر لٹکا رہتا تھا۔ ابن قطان نے کہا یہ جرح کے لئے کافی ہے اور احمد کہتے نہ عنبسۃ ہمارے لئے ہے نہ تمہارے لئے.. پوچھا کہ کیا احمد بن صالح اس سے روایت کرتے ہیں؟ کہاابن بکیر کہتے ہیں احمد بن صالح نے عنبسۃ احمق سے روایت کیا ہے

وفات ابو بکر رضی اللہ عنہ

روایت کیا جاتا ہے کہ ام المومنین عائشہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات پر بکاء آہ بلند کی۔ مسند اسحاقُ میں ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ لَمَّا مَاتَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بُكِيَ عَلَيْهِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَبْكُوا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِهِشَامِ بْنِ الْوَلِيدِ قُمْ فَأَخْرِجِ النِّسَاءَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أُحَرِّجُكَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ادْخُلْ فَقَدْ أَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ فَقَالَتْ أَمُخْرِجِي أَنْتَ يَا بُنَيَّ فَقَالَ أَمَّا لَكِ فَقَدْ أَذِنْتُ لَكِ فَجَعَلَ يُخْرِجُهُنَّ امْرَأَةً امْرَأَةً وَهُوَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَضْرِبُهُنَّ بِالدِّرَّةِ فَخَرَجَتْ أُمُّ فَرْوَةَ وَفَرَّقَ بَيْنَهُنَّ أَوْ قَالَ فَرَّقَ بَيْنَ النَّوَائِحِ

سعید بن مسیب نے کہا جب ابو بکر مر گئے ان پر (گھر والے) روئے۔ عمر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میت کو زندہ کے رونے پر عذاب ہوتا ہے پس انہوں نے منع کیا۔ عمر نے ہشام بن الولید سے کہا اٹھو عورتوں کو باہر کرو۔ عائشہ نے کہا تم نکلو۔ عمر نے کہا ہشام تم حجرہ میں داخل ہو تم کو اجازت میں نے دی۔ عائشہ نے کہا تم مجھ کو بیٹے نکالو گے ؟ اس نے کہا اپ یہ کریں اپ کے لئے مجھے حکم دیا گیا ہے۔ پس ایک ایک عورت کو نکال دیا اور عائشہ نے اس کو درہ مارا پس ام فروہ نکلیں اور عائشہ اور ہشام کو دور کیا یا کہا رونے والیوں کو اس سے الگ کیا

سند منقطع ہے سعید بن المسیب

ولد لسنتین مضتا من خلافۃ عمر رضی اللہ عنہ

خلافت عمر میں دو سال گزرے تب پیدا ہوئے

یہ قول خود سعید کا ہے

« یحیٰی بن سعید قال: سمعت سعید بن المسیب یقول: ولدت لسنتین مضتا من خلافۃ عمر

قال ابو حاتم لا یصح لہ سماع

ابی حاتم کہتے ہیں عمر سے سماع بھی نہیں ہے

راقم کو لگتا ہے یہ عبد الرزاق کے اختلاط کے دور کی روایت ہے

مقتل عثمان اور جنگ جمل

محمد بن ابی بکر حجہ الوداع کے وقت ابو بکر کی زوجہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوا. ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات کے بعد اسماء سے علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور محمّد بن ابی بکر، علی کا سوتیلا بیٹا بن گیا. مالک الاشتر، محمّد کا بچپن کا دوست تھا. اس قتل عثمان کے وقت محمّد بن ابی بکر کی عمر ۲۶ سال ہو گی شاید یہ اس حدیث کا مصداق ہے جس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت قریش کے نو عمر کم عقلوں کے ہاتھوں تباہ ہو گی۔ مستدرک حاکم کی روایت کے مطابق قتل عثمان پر حذیفہ بن یمان نے اس حدیث کا ذکر کیا

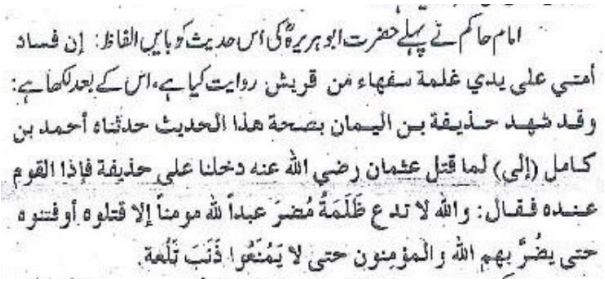

امام حاکم نے پہلے حضرت ابو ہریرہؓ کی اس حدیث کو بایں الفاظ: إن فساد أمتي على يدي غلمة سفهاء من قريش روایت کیا ہے، اس کے بعد لکھا ہے:
وقد شهد حذيفة بن اليمان بصحة هذا الحديث حدثناه أحمد بن كامل (إلى) لما قتل عثمان رضي الله عنه دخلنا على حذيفة فإذا القوم عنده فقال: والله لا تدع ظَلَمَةُ مُضرَ عبداً لله مومناً إلا قتلوه أو فتنوه حتى يضُرَّ بهم الله والمؤمنون حتى لا يَمْنَعُوا ذَنَبَ تَلْعَة.

قتل عثمان کی تمام تباہی دو لے پلکوں کی وجہ سے اس امت پر آئی۔ ایک کا نام محمد بن ابو حذیفہ ہے اور دوسرا محمد بن ابو بکر ہے

کتاب مشاہیر علماء الأمصار واعلام فقہاء الأقطار از ابن حبان کے مطابق

محمد بن أبی حذیفة بن عتبة له صحبة كان عامل عثمان بن عفان على مصر

محمد بن ابی حذیفۃ بن عتبۃ صحابی ہے اس کو عثمان بن عفان نے مصر پر عامل مقرر کیا تھا

وفات نبی کے وقت یہ بہت گیارہ سال کا تھا اور اس کی پرورش عثمان رضی اللہ عنہ نے کی

جبکہ کتاب جامع التحصیل فی احکام المراسیل کے مطابق

محمد بن أبي حذيفة بن عتبة بن ربيعة ولد أيضا بأرض الحبشة على عهد النبي صلى الله عليه وسلم وله رؤية

محمّد حبشہ میں پیدا ہوا اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف دیکھا

الذھبی تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں

فنشأ مُحَمَّد فِي حُجْر عُثْمَان، ثُمَّ إنّه غضب على عُثْمَان لكونه لم يستعمله أو لغير ذلك، فصار إلْبًا على عُثْمَان

پس محمّد، عثمان رضی اللہ عنہ کے حجرے میں پلا بڑھا لیکن عثمان پر غضب ناک ہوا کہ انہوں نے اس کو کیوں عامل نہیں کیا اور انہی پر پلٹا

کتاب اسد الغابۃ کے مطابق

ولما قتل أبوه أَبُو حذيفة، أخذ عثمان بْن عفان مُحَمَّدا إليه فكفله إلَى أن كبر ثُمَّ سار إلَى مصر فصار من أشد الناس تأليبا عَلَى عثمان

جب محمّد کے باپ شہید ہوئے تو اس کو عثمان نے لے لیا اور کفالت کی یہاں تک کہ بڑا ہوا پھر مصر بھیجا

جھگڑا یہ ہوا کہ محمّد بن ابو حذیفہ کو عثمان نے امارت معزول کیا اور محمّد بن ابی بکر کو امیر مقرر کیا۔ محمّد بن ابو حذیفہ نے محمّد ابن ابی بکر کے کان بھرے کہ مجھ کو عثمان نے حکم دیا ہے کہ جیسے ہی محمد بن ابو بکر مصر پہنچے اس کو

قتل کر دینا- یہ سن کر ابن ابی بکر بدک گیا اور یہ تمام بلوائی ٹولہ مصریوں، کوفیوں کو لے کر اور ساتھ قتل کرنے آیا- ان لوگوں نے حج کے ایام کو چنا اور حاجیوں کے لباس میں شمال سے مدینہ میں حاجی بن کر گھس گئے—اور املاک کو نقصان پہنچایا اور خلیفہ کو دھمکی دی

سن ۳۵ ہجری ذِی القَعدَۃ میں باغی پلان کے مطابق مدینہ پہنچے

علاقہ	باغی ٹولے کے سربراہ
مصر	عَبد الرَّحمٰن بن عدیس البلوی صحابی ہے بیعت شجرہ کی ہے
بصرہ	حَکیم بن جبلۃ العَبدی صحابی ہے
کوفہ	الاشتر مالک بن الحَارِث النخعِیّ صحابی ہے

باغیوں کا مطالبہ یہ تھا کہ عثمان خلافت چھوڑ کر اس سے دور ہو جائیں لیکن عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کر دیا—باغی واپس جانے والے نہیں تھے حج بھی ختم ہو رہا تھا ان کا اضطراب بڑھ رہا تھا—انہوں نے گھیرا ڈال کر زبردستی کرنے کی کوشش کی

طبقات ابن سعد میں ہے

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَحَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْد اللَّيْثِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عبد الرحمن ابن خاطب، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أنا أنظر إِلَى عثمان يخطب على عصا النبي ص الَّتِي كَانَ يخطب عَلَيْهَا وأبو بكر وعمر رضي الله عنهما، فَقَالَ لَهُ جَهْجَاه: قم يَا نعثل، فانزل عن هَذَا الْمِنْبَر، وأخذ العصا فكسرها عَلَى ركبته اليمنى، فدخلت شظية منها فِيهَا، فبقي

الجرح حَتَّى أصابته الأكلة،فرأيتها تدود، فنزل عُثْمَان وحملوه وأمر بالعصا فشدوها، فكانت مضببة، فما خرج بعد ذَلِكَ الْيَوْم إلا خرجة أو خرجتين حَتَّى حصر ففتل.

واقدی نے کہا اسَامَۃُ بْنُ زَیدٍ اللَّیْثِیُّ نے بیان کیا انہوں نے یَحْیَی بْنِ عبد الرحمٰن ابن خاطب، سے روایت کیا انہوں نے اپنے باپ سے کہ عثمان منبر پر خطاب کر رہے تھے جس پر ابو بکر اور عمر نے خطاب کیا، عصا النبی کو لئے اور میں دیکھ رہا تھا کہ جَہْجَاہ (صحابی رسول) نے کہا چل اے نعثل اس منبر سے اتر۔ اور عثمان کے ہاتھ سے عصا چھین لیا اور اس کا سیدھا حصہ توڑ ڈالا اس پر یہ ٹوٹا حصہ رہا یہاں تک کہ دیمک اس کو لگ گئی

الشریعۃ از الآجُرِّیُّ البغدادی (المتوفی: 360ھ-) میں ہے

وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ زَاطِيَا قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ , عَنْ نَافِعٍ ,: " أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ: جَهْجَاهُ , تَنَاوَلَ عَصًا مِنْ يَدِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , فَكَسَرَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ , فَرُمِيَ ذَلِكَ الْمَكَانُ بِأَكْلَةٍ "

نافع نے کہا ایک شخص جس کی جَہْجَاہُ کہا جاتا تھا اس نے عثمان کے ہاتھ سے عصا چھین لیا اس کا دستہ توڑ دیا اور اس جگہ دیمک لگی اور عصا گل گیا

الذھبی سیر الاعلام النبلاء میں اُبُو اُمَامَۃَ بْنُ سَہْلِ بْنِ حُنَیْفٍ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

وَقَالَ يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ: آخِرُ خرجةٍ خَرَجَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى الْمِنْبَرِ حَصَبَهُ النَّاسُ، فَحِيلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلاةِ، فَصَلَّى لِلنَّاسِ يومئذٍ أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ.

عُتْبَةَبْنِ مُسْلِمٍ کہتے ہیں کہ آخری بار جب عثمان نکلے تھے تو جمعہ کا دن تھا پس جب منبر پر آئے تو لوگوں نے گھیر لیا پس وہ ان کے اور نماز کے بیچ حائل ہوئے اور اس دن لوگوں نے اِبُو اُبَامَةَبْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی

تاریخ مدینہ از ابن شبہ میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُصْعَبٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ دَارِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، عَلَيْهِ حُلَّةٌ حِبَرَةٌ، وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ مَوَالِيهِ، قَدْ صَفَّرَ لِحْيَتَهُ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَجَذَبَ النَّاسُ ثِيَابَهُ يَمِينًا وَشِمَالًا وَنَادَاهُ بَعْضُهُمْ يَا نَعْثَلُ وَكَانَ حَلِيمًا حَيِيًّا فَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ حَتَّى صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَشَتَمُوهُ فَسَكَتَ حَتَّى سَكَتُوا، ثُمَّ قَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، فَإِنَّ السَّامِعَ الْمُطِيعَ لَا حُجَّةَ عَلَيْهِ، وَالسَّامِعَ الْعَاصِيَ لَا حُجَّةَ لَهُ» . فَنَادَاهُ بَعْضُهُمْ: أَنْتَ السَّامِعُ الْعَاصِي. وَقَامَ جَهْجَاهُ بْنُ سَعْدٍ الْغِفَارِيُّ – وَكَانَ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ - فَقَالَ: هَلُمَّ إِلَى مَا نَدْعُوكَ إِلَيْهِ. قَالَ: «وَمَا هُوَ؟» قَالَ: نَحْمِلُكَ عَلَى شَارِفٍ جَرْبَاءَ وَنُلْحِقُكَ بِجَبَلِ الدُّخَانِ. لَسْتَ هُنَاكَ لَا أُمَّ لَكَ. وَتَنَاوَلَ جَهْجَاهُ عَصًا كَانَتْ فِي يَدِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَهِيَ عَصَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَسَرَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ، وَدَخَلَ عُثْمَانُ دَارَهُ، وَصَلَّى بِالنَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ، وَوَقَعَتْ فِي رِجْلِ جَهْجَاهٍ الْأَكَلَةُ

عروہ بن زبیر نے بیان کیا اپنے باپ کی سند سے کہ عثمان اپنے دار سے جمعہ کے دن نکلے اور ان پر حبرہ کا حلہ تھا اور ان کے ساتھ ان کے مددگار لوگ تھے ان کی پیلی داڑھی تھی پس وہ مسجد میں داخل ہوئے لوگوں نے لباس سمیٹے اور بعض نے ان کو پکارا اے نعثل انہوں نے حلیم الطبع ہونے کی وجہ سے بات نہ کی یہاں تک کہ منبر پر چڑھے – لوگوں نے ان کو گالی دی عثمان چپ رہے یہاں تک کہ لوگ چپ ہوئے – عثمان نے کہا اے لوگوں سنو اور اطاعت کرو کونکہ سننے والا مطیع ہوتا ہے اس کے لئے کوئی حجت نہیں ہے اور سننے والا ہی گناہ گار ہوتا ہے اس کے لئے کوئی حجت نہیں ہے – بعض نے پکار کر کہا تو خود سننے والا ہے گناہ گار ہے – اور جَہْجَاہُ بْنُ سَعْدٍ الْغِفَارِیُّ کھڑا ہوا جو اصحاب شجرہ (بیعت رضوان کرنے والوں) میں سے تھا کہا ہم بھی تجھ کو اس طرف لے جائیں گے جس کی طرف تو ہم کو بلا رہا ہے – عثمان نے کہا کس طرف؟ جَہْجَاہُ بْنُ سَعْدٍ الْغِفَارِیُّ نے کہا: ہم تجھ کو بڈھی اونٹنی پر لاد کر لے جائیں

گے اور جبل الدخان پر قید کریں گے وہاں تیری ماں بھی نہیں ہو گی—اور جَہْجَاہُ نے عثمان کے ہاتھ سے اس عصا کو چھین لیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا تھا اس کا ہینڈل توڑ ڈالا اور عثمان کو دار میں داخل کر دیا اور اس روز لوگوں نے سَہْلُ بْنُ حُنَیْفٍ کے پیچھے نماز پڑھی

مسند احمد کی روایت اِبِی اِمَامَۃ بن سَہل سے مروی ہے

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَعَفَّانُ، الْمَعْنَى، قَالا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ فِي الدَّارِ، فَقَالَ: إِنَّهُمْ يَتَوَعَّدُونِنِي بِالْقَتْلِ، قُلْنَا: يَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: وَلِمَ يَقْتُلُونَنِي؟! سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لاَ يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلاَّ بِإِحْدَى ثَلاَثٍ: رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلاَمِهِ أَوْ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانِهِ أَوْ قَتَلَ نَفْسًا فَيُقْتَلُ بِهَا، فَوَاللَّهِ مَا أَحْبَبْتُ [أَنَّ لِي] بِدِينِي [بَدَلاً] مُنْذُ هَدَانِي اللَّهُ، وَلاَ زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلاَ إِسْلاَمٍ قَطُّ وَلاَ قَتَلْتُ نَفْسًا، فَبِمَ يَقْتُلُونَنِي

ہم عثمان کے ساتھ تھے اور وہ محصور تھے گھر میں پس عثمان نے کہا انہوں نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے۔ ہم نے کہا اللہ آپ کے لئے کافی ہے امیر المومنین۔ عثمان نے کہا یہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک مسلم کا خون حلال نہیں سوائے تین کے—ایک شخص کفر اختیار کرے اسلام قبول کرنے کے بعد یا زنا کرے شادی کے بعد یا نفس کا قتل کرے پس اس کو قتل کیا جائے اللہ کی قسم جب سے اللہ نے ہدایت دی ہے مجھ کو دین بدلنا پسند نہیں اور نہ میں جاہلیت میں زنا کیا، نہ اسلام میں کبھی، نہ قتل نفس کیا تو یہ مجھے کیوں قتل کریں گے

محقق احمد شاکر اور شعیب اس کو صحیح کہتے ہیں

اس دوران نمازوں میں امام عبدالرحمان بن عدیس تھا اور عید کی نماز میں امام علی رضی اللہ عنہ تھے یہ دونوں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

صحیح بخاری کی روایت ہے

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ خِيَارٍ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، – وَهُوَ مَحْصُورٌ – فَقَالَ: إِنَّكَ إِمَامُ عَامَّةٍ، وَنَزَلَ بِكَ مَا نَرَى، وَيُصَلِّي لَنَا إِمَامُ فِتْنَةٍ، وَنَتَحَرَّجُ؟

عبید اللہ بن عدی، عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ محصور تھے ان سے کہا کہ آپ امام ہیں لیکن ہم کو امام الفتنہ نماز پڑھا رہا ہے اور ہم کراہت کر رہے ہیں

ابن شبہ اپنی کتاب، تاریخ المدینہ، ج ۴، ص ۱۱۵۶، میں روایت ہے

فَطَلَعَ ابْنُ عُدَيْسٍ مِنْبَرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَخَطَبَ النَّاسَ وَصَلَّى لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ الْجُمُعَةَ، وَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: أَلَا إِنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَنِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَذَا وَكَذَا» ، وَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَكْرَهُ ذِكْرَهَا

ابن عدیس منبر رسول پر چڑھا اور خطاب کیا، اور لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی، اور خطبے میں کہا کہ آگاہ ہو جاو، مجھے ابن مسعود نے کہا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ عثمان بن عفان ایسے ایسے ہیں۔ راوی کہتا ہے ابن عدیس نے ایسا کلام کیا کہ جو بیان کرنے سے مجھے کراہت ہو رہی ہے

یہ بات جب عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو عثمان نے جواب دیا

كذب والله ابن عديس ما سمعا من ابن مسعود، ولا سمعا ابن مسعود من رسول الله قط

اللہ کی قسم! ابن عدیس نے جھوٹ بولا، نہ اس نے ابن مسعود سے کچھ سنا، نہ ابن مسعود نے (اس بارے میں) رسول اللہ سے

ایک روایت موضوعات ابن الجوزی میں ہے جس کے مطابق منبر پر ابن عدیس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

أَلا إِن عُثْمَان أضلّ من عَيْبَة على قفلها

خبردار بے شک عثمان گمراہ ہے اس کے بارے میں جس کے یہ عیب قفل پر کرتا ہے

یعنی تالا لگا کر عثمان رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرتے تھے

الذھبی تلخیص الموضوعات میں اس پر لکھتے ہیں

قد افتراه ابْن عديس اس کو ابن عدیس نے افترٰی کیا ہے

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي جَدِّي أَبُو أُمِّي أَبُو حَبِيبَةَ، أَنَّهُ دَخَلَ الدَّارَ وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ فِيهَا، وَأَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَسْتَأْذِنُ عُثْمَانَ فِي الْكَلَامِ، فَأَذِنَ لَهُ، فَقَامَ فَحَمِدَ اللهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " إِنَّكُمْ تَلْقَوْنَ بَعْدِي فِتْنَةً وَاخْتِلَافًا "، أَوْ قَالَ: " اخْتِلَافًا

وَفِتْنَةً "، فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِنَ النَّاسِ: فَمَنْ لَنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: " عَلَيْكُمْ بِالْأَمِينِ وَأَصْحَابِهِ "، وَهُوَ يُشِيرُ إِلَى عُثْمَانَ بِذَلِكَ

رواه: الإمام أحمد، والحاكم في "مستدركه"، وقال "صحيح الإسناد

عثمان جب محصور تھے تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کلام کی اجازت مانگی۔پس ان کو اجازت دی گئی ابوہریرہ کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد کی اور تعریف کی پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہا تم کو میرے بعد فتنہ واختلاف ملے گا.... پس لوگوں میں سے کسی نے کہا: پس ہم کیا کریں رسول اللہ فرمایا تمھارے لئے امین ہے اس کے اصحاب ہیں، ان کا اشارہ عثمان کے لئے تھا

اس روایت کو بعض علماء صحیح کہتے ہیں جبکہ اس کی سند میں إِبْنُ حَبِيبَةَ مجھول ہیں ان کی ثقاہت ابن حبان اور عجلی نے کی ہے جو ان دونوں کا تساہل ہے۔کوئی اور ان کی تعدیل نہیں کرتا

شرح اِصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ از ابو القاسم ہبۃ اللہ بن الحسن بن منصور الطبری الرازی اللالکائی (المتوفی: 418ھ-) کی روایت ہے

أنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ مُوسَى بْنِ مُجَاهِدٍ، قَالَ: نا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: نا خَلَفُ بْنُ تَمِيمٍ، قَالَ: نا عَطَّافُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: نا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أن عليا أتى عثمان وهو محصور فأرسل إليه أني قد جئت لأنصرك فأرسل إليه بالسلام وقال: لا حاجة لي فأخذ علي عمامته من رأسه فألقاها في الدار التي فيها عثمان وهو يقول ذلك ليعلم أني لم أخنه بالغيب.

میمون بن مہران کی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ محصور تھے پس انہوں نے کسی کو عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ میں آیا ہوں تمہاری مدد کے لئے تو عثمان

نے ان کو سلام کہا اور کہا مجھے تیری حاجت نہیں۔ پس علی نے اپنا عمامہ جو سر پر تھا اس کو دار عثمان پر پھینکا اور کہا یہ اس لئے کہ { «ذَلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ» } [یوسف: 52] تو جان لے کہ میں چھپ کر خیانت نہیں کر رہا

امام احمد کہتے ہیں و جعفر بن برقان، ثقہ، ضابط لحدیث میمون جعفر بن برقان، مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ سے روایت کرنے میں ثقہ ضابط ہیں

الشریعۃ از ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرِّيُّ البغدادی (المتوفی: 360ھ-) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْبَرْذَعِيُّ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِنْتِ مَطَرٍ الْوَرَّاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَنْبَأَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ , عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الدَّارِ أَرْسَلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى عَلِيٍّ يَدْعُوهُ , فَأَرَادَ إِتْيَانَهُ , فَتَعَلَّقُوا بِهِ وَمَنَعُوهُ , فَأَلْقَى عِمَامَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ عَلَى رَأْسِهِ , وَنَادَى ثَلَاثًا: «اللَّهُمَّ إِنِّي لَا أَرْضَى قَتْلَهُ وَلَا آمُرُ بِهِ»

محمد بن حنفیہؒ نے کہا جب الدار والا دن آیا عثمان نے علی کو بلایا انہوں نے جانے کا ارادہ کیا لیکن ان کو روکا اور منع کر دیا گیا پس علی نے اپنا کالا عمامہ جو سر پر تھا اس کو الدار پر پھینکا اور تین بار کہا اے اللہ میں اس کے قتل سے راضی نہیں نہ اس کا حکم کیا

اس کی سند حسن ہے

مسند احمد کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الشَّرِيدِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَخْطُبُ فَقَالَ: " إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ [ص:91] أَكُونَ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ، كَمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ {وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ} [الحجر: 47]

عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الشَّرِيد کہتے ہیں میں نے علی کو کہتے سنا وہ خطبہ دے رہے تھے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ میں اور عثمان وہ ہیں جن پر اللہ کا قول ہے وَنَزَعْنَامَافِی صُدُورِہِم مِن غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ

کتاب الفتن از ابو عبد اللہ نعیم بن حماد بن معاویۃ بن الحارث الخزاعی المروزی (المتوفی: 228ھ-) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا وَعُثْمَانُ مِمَّنْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {وَنَزَعْنَامَافِی صُدُورِہِم مِن غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ} [الحجر: 47]

علی کہتے کہ میں امید کرتا ہوں میں اور عثمان ہی وہ ہیں جن کے لئے قرآن میں ہے کہ ہم ان کے دلوں کی کدورت دور کر دیں گے

یعنی عثمان اور علی رضی اللہ عنہما میں اختلافات شدید تھے آخری وقت میں عثمان رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات تک کو پسند نہ کیا اور علی کو یہ گمان تھا کہ عثمان شاید یہ سمجھتے ہیں کہ علی درپردہ خیانت کر رہے ہیں

ظاہر ہے جب علی کی آفر کو عثمان رضی اللہ عنہ نے رد کر دیا تو وہاں الدار پر چوکیداری ال علی میں کوئی نہیں کر رہا تھا

—

کتاب المجالسۃ وجواہر العلم از ابو بکر احمد بن مروان الدینوری المالکی (المتوفی: 333ھ-) کی روایت ہے جس کو محقق ابو عبیدۃ مشہور بن حسن آل سلمان صحیح کہتے ہیں

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَرْبِيّ، نَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ الصَّفَّارُ، نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍ، نَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ قَالَ: [ص:161] أَتَيْتُ

عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمًا الدَّارَ، فَقُلْتُ: جِئْتُ أُقَاتِلُ مَعَكَ، قَالَ: أَيَسُرُّكَ أَنْ تَقْتُلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَإِنَّكَ إِنْ قَتَلْتَ نَفْسًا وَاحِدَةً كَأَنَّكَ قَتَلْتَ النَّاسَ كُلَّهُمْ. فَقَالَ: انْصَرِفْ مَأْذُونًا غَيْرَ مَأْزُورٍ. قَالَ: ثُمَّ جَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، فقال: جئت يا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أُقَاتِلُ مَعَكَ، فَأْمُرْنِي بِأَمْرِكَ. فَالْتَفَتَ عُثْمَانُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: انْصَرِفْ مَأْذُونًا لَكَ، مَأْجُورًا غَيْرَ مَأْزُورٍ، جَزَاكُمُ اللهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ میں اپ کے ساتھ لڑوں گا لیکن عثمان نے ان کو چلے جانے کا حکم دیا اور جزا کی دعا کی

الأم از امام الشافعی المکی (المتوفی: 204ھ-) کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ قَالَ: شَهِدْنَا الْعِيدَ مَعَ عَلِيٍّ – رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ – وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ.

. ابنِ اِزہر سے مراد عبد الرحمٰن بن اِزہر الزہری، صحابی صغیر، مات قبل الحرۃ. (التقریب ص 336)

ابی عبید سعد بن عبید الزہری، ثقۃ من الثانیۃ، وقیل: لہ إدراک. (التقریب ص 231)

موطا کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ....فَقَالَ: ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عَلِيٍّ، وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ فَصَلَّى، ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ

لِابی عُبَیْدٍ مَوْلَی عَبْدِ الرَّحْمَنِ کہتے ہیں ہم نے عید علی کے ساتھ دیکھی اور عثمان محصور تھے پس علی نے نماز پڑھائی پھر پلٹے اور خطبہ دیا

الذھبی سیر اِعلام النبلاء لکھتے ہیں

وقال أبو عبيدة: كان على خيل علي يوم الجمل عمار، وعلى الرجالة محمد بن أبي بكر الصديق، وعلى الميمنة علباء بن الهيثم السدوسي، ويقال: عبد الله بن جعفر، ويقال: الحسن بن علي، وعلى الميسرة الحسين بن علي، وعلى المقدمة عبد الله بن عباس، ودفع اللواء إلى ابنه محمد ابن الحنفية

جنگ جمل میں علی رضی اللہ تعالی عنہ کی سواری کی رکاب پر محمد بن اِبی بکر الصدیق تھا

محمد بن ابی بکر، علی کے ساتھ جمل و صفین میں لڑا اور اس کو مصر کا گورنر بھی علی نے مقرر کیا پھر معذول کر کے مالک الاشتر کو مقرر کیا—ان دونوں پر قتل عثمان کا الزام تھا. محمد بن ابی بکر چراغ تلے اندھیرا تھا اس کو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے مصر کا امیر مقرر کیا تھا

دوسری طرف یہ خبر حاجیوں کو مل گئ تھی کہ مدینہ میں کیا تماشہ ہو رہا ہے لہذا اصحاب رسول جن میں اکثریت قریشیوں کی ہے انہوں نے ان مصری و یمنیوں کو روکنے کا قصد کیا—ابھی راستہ میں ہی تھے کہ عثمان کے قتل کی خبر ملی اور یہ خبر بھی کہ علی نے باغیوں کی آفر قبول کر لی ہے اور اب وہ امام بن گئے ہیں—یہ خبر اس قبولیت عامہ کے خلاف تھی جس کے مطابق عوام کا میلان زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی طرف تھا- لہذا یہ علی نے بدنیتی سے کیا یا وقت کی کروٹ نے ان کو خلیفہ کیا حاجیوں پر واضح نہیں تھا—اس گروہ نے بصرہ کا رخ کیا اور یہ لشکر مدینہ نہیں گیا—علی رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کی خبر ہوئی ان کے نزدیک صورت حال تیزی سے بدل رہی تھی لہذا انہوں نے حسن رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ وہ اشتعال پھیلنے سے روک دیں لیکن اب پانی سر سے اوپر جا چکا تھا- دونوں

گروہوں میں اختلاف شدید تھا یہاں تک کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جو مدینہ میں ہی تھے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے انکار کر دیا

الشریعۃ از ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرِّیُّ البغدادی (المتوفی: 360ھ-) کی روایت ہے

أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ الْبُخَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ , عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيسَى , عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ: رَافِعًا أُصْبُعَيْهِ أَوْ قَالَ مَادًّا أُصْبُعَيْهِ «يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ

عبد اللہ بن عیسی بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا میں نے علی کو دیکھا الزیت کے پتھروں میں انگلی اٹھائے کہہ رہے تھے اے اللہ میں عثمان کے خون سے بری ہوں

عبد اللہ بن عیسی بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ پر ابن المدینی کا کہنا ہے منکر الحدیث ہے

الشریعۃ از ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرِّیُّ البغدادی (المتوفی: 360ھ-) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ يَعْنِي الطَّيَالِسِيَّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ , عَنْ أَبِي بِشْرٍ , عَنْ يُوسُفَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَدِمَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْبَصْرَةَ قَالَ: فَحَدَّثَنِي , قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ عَلَى سَرِيرٍ , وَعِنْدَهُ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ [ص:1972] وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ , وَصَعْصَعَةُ , فَذُكِرَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ بِعُودٍ مَعَهُ فَقَرَأَ {إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَى أُولَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ} [الأنبياء: 101] قَالَ: نَزَلَتْ فِي عُثْمَانَ , فَقُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ: أَرْوِي هَذَا عَنْكَ؟ " قَالَ: نَعَمْ

یوسف بن سعد نے کہا محمد بن علی بصرہ پہنچے انہوں نے بیان کیا کہا میں نے علی کو تخت پر دیکھا اور ان کے ساتھ عمار بن یاسر تھے اور زید بن صوحان تھے اور صَعْصَعَةُ۔پس عثمان کا ذکر ہوا تو علی لکیریں کھینچنے لگے اور آیت پڑھی... پھر کہا یہ عثمان کے بارے میں نازل ہوئی ہے

.سند میں یوسف بن سعد ہے جس کو الترمذی: رجل مجہول کہتے ہیں

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: خَطَبَ عَلِيٌّ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ: " وَاللَّهِ مَا قَتَلْتُهُ وَلَا مَالَأْتُ عَلَى قَتْلِهِ , فَلَمَّا نَزَلَ قَالَ لَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: أَيَّ شَيْءٍ صَنَعْتَ الْآنَ يَتَفَرَّقُ عَنْكَ أَصْحَابُكَ , فَلَمَّا عَادَ إِلَى الْمِنْبَرِ قَالَ: مَنْ كَانَ سَائِلًا عَنْ دَمِ عُثْمَانَ فَإِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُ وَأَنَا مَعَهُ " , قَالَ مُحَمَّدٌ: هَذِهِ كَلِمَةٌ قُرَشِيَّةٌ ذَاتُ وَجْهٍ.

مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ نے کہا علی نے بصرہ میں خطاب کیا اور کہا واللہ میں نے اس کا قتل نہیں کیا نہ اس کے قتل پر افسوس کیا۔جب وہ منبر سے اترے ان کے بعض اصحاب نے کہا کس چیز نے اپ سے یہ کروایا کہ اپنے اصحاب میں تفرقہ ڈالیں؟ پس علی منبر پر جب دوبارہ گئے کہا جو خون عثمان کا سوال کرتا ہے تو (سن لے) بے شک اللہ نے اس کو قتل کیا اور میں نے ساتھ تھا

ابن سیرین کا سماع علی سے معلوم نہیں ہے

ابن عباس اغلبًا رستے سے واپس مدینہ آ گئے۔کتاب تاریخ الاسلام از الذھبی کے مطابق

يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: اسْتَعْمَلَ عُثْمَانُ عَلَى الْحَجِّ وَهُوَ مَحْصُورٌ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَلَمَّا صَدَرَ عَنِ الْمَوْسِمِ إِلَى الْمَدِينَةِ، بَلَغَهُ وَهُوَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ قَتْلُ عُثْمَانَ

یونس بن یزید نے کہا عثمان نے ابن عباس کو حج پر امیر مقرر کیا اور وہ محصور تھے... وہ رستے ہی میں تھے کہ قتل عثمان کی خبر ملی

لن يفلح قوم ولوا امرہم إمرأۃ

امام بخاری صحیح میں روایت کرتے ہیں

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الهَيْثَمِ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنِ الحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: لَقَدْ نَفَعَنِي اللَّهُ بِكَلِمَةٍ أَيَّامَ الجَمَلِ، لَمَّا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فَارِسًا مَلَّكُوا ابْنَةَ كِسْرَى «قَالَ: «لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً

حسن نے ابی بکرہ سے روایت کیا کہ اللہ نے مجھے جمل کے دنوں میں ان الفاظ سے مدد کی کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا کہ فارس والوں نے ایک عورت کو حاکم کر دیا ہے تو کہا قوم فلاح نہیں پاتیں اگر ان پر حاکم عورت ہو

یہ روایت اس سند سے منقطع ہے[4]

---

[4] سن ۲۰۰ ہجری کے بعد اس روایت سے محدثین نے دلیل لی کہ عورت کو حاکم یا والی مقرر نہ کیا جائے

اس روایت سے دلیل لیتے ہوئے عورتوں پر پابندی لگا دی گئی کہ وہ قاضی بھی نہیں بن سکتی ہیں اگرچہ امام مالک اور طبری کہتے ہیں قاضی بن سکتی ہیں۔ عورتوں میں حیض کی وجہ سے ان کا نماز میں خود امام بننا ممکن نہیں اور چونکہ اسلام میں حاکم ہی امام ہوتا ہے اس لئے عورت حاکم نہیں بن سکتی کہ وہ اس دوران نماز روزہ نہیں کر سکتی اور قرآن نہیں پڑھ سکتی۔ لیکن اگر وہ کسی مرد کو امام مقرر کر دیں تو یہ کوئی مسئلہ نہیں

کتاب موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان کے محقق حسین سلیم إسد الدّارانی ایک روایت جو حسن کی ابی بکرہ سے ہے اس پر کہتے ہیں

والحسن لا يروي إلا عن الأحنف، عن أبي بكرة". أي: فيكون ما رواه البخاري منقطعاً

اِور حسن روایت نہیں کرتے مگر احنف سے وہ ابی بکرہ سے یعنی جو امام بخاری نے روایت کیا ہے وہ منقطع ہے

کتاب الفتن از ابو عبد اللہ نعیم بن حماد بن معاویۃ بن الحارث الخزاعی المروزی (المتوفی: 228ھ-) کی روایت اس پر دال ہے

رہتا لہٰذا عورت جنگ میں جنرل بن سکتی ہے اس کا حکم چلے گا اور قبول کیا جائے گا- نسائی سنن الکبری میں اس روایت پر باب قائم کرتے ہیں

تَرْكُ اسْتِعْمَالِ النِّسَاءِ عَلَى الْحُكْمِ عورتوں کو حکم میں (حکومت میں) استعمال کرنے پر ترک کرنا

بیہقی سنن الکبری میں باب قائم کرتے ہیں بَابُ: لَايُوَلَّى الْوَالِي امْرَأَةً, وَلَا فَاسِقًا, وَلَا جَاهِلًا أَمْرَ الْقَضَاءِ باب کہ عورت کو والی نہ کیا جائے نہ فاسق کو نہ جاہل کو قاضی کیا جائے

راقم کی رائے میں عورت قاضی بن سکتی ہے، نماز میں امام نہیں بن سکتی اور اس بنا پر حاکم نہیں بن سکتی

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: بَايَعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: فَرَآنِي أَبُو بَكْرَةَ وَأَنَا مُتَقَلِّدٌ، سَيْفًا فَقَالَ: مَا هَذَا يَا ابْنَ أَخِي؟ قُلْتُ: بَايَعْتُ عَلِيًّا، قَالَ: لَا تَفْعَلْ يَا ابْنَ أَخِي، فَإِنَّ الْقَوْمَ يَقْتَتِلُونَ عَلَى الدُّنْيَا، وَإِنَّمَا أَخَذُوهَا بِغَيْرِ مَشُورَةٍ، قُلْتُ: فَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: امْرَأَةٌ ضَعِيفَةٌ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا يُفْلِحُ قَوْمٌ يَلِي أَمْرَهُمُ امْرَأَةٌ

حسن نے احنف بن قیس سے روایت کیا کہ احنف نے کہا: میں نے علی کی بیعت کی پھر اس کے بعد ابی بکرہ کو دیکھا اور میں تلوار لٹکائے ہوئے تھا انہوں نے کہا یہ کیا ہے اے بھتیجے؟ میں نے کہا میں نے علی کی بیعت کی ہے انہوں نے کہا ایسا نہ کرو اے بھتیجے کیونکہ ایک قوم (علی اور ان کے شیعہ) دنیا کے لئے لڑ رہی ہے اور انہوں نے اس (امر خلافت) کو لیے لیا ہے بغیر شوری کے میں نے کہا اور ام المومنین؟ ابی بکرہ نے کہا وہ تو بوڑھی عورت ہیں میں نے رسول اللہ سے سنا کہ وہ قوم فلاح نہ پائے گی جس کی حاکم عورت ہو

روایت اس سند سے صحیح ہے حسن نے اس کو براہ راست ابی بکرہ سے نہیں سنا۔ راقم کے خیال میں اس روایت کا تعلق اخروی فلاح سے ہے اور یہ قول نبی فارس پر خاص تھا۔ سن ۹ ہجری میں اہل فارس نے خسرو کی بیٹی آزارمید ختی کو حاکم کیا

Azarmidokhty, daughter of Khosrau II (Chosroes II)

اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی اور اپ نے اس کے باپ کو خط لکھا تھا کہ اسلام قبول کر لو اس کی بیٹی کے آنے سے یہ امید کہ یہ اسلام قبول کر لیں گے ختم ہوئی اور ان کی اخروی فلاح کی امید نہ رہی یہ قول نبوی اہل فارس پر خاص ہے۔ اس کی دلیل اہل سباو یمن پر عورت کی حاکمیت ہے جو سلیمان علیہ السلام پر ایمان لائیں اور ان کی قوم نے اسلام کی صورت اخروی فلاح پائی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ان کے خط کے تناظر میں ہے

ابی بکرہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد صحیح نہیں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا بطور حاکم نہیں تھیں وہ جنگ میں ایک جنرل تھیں جس کی اسلام میں کوئی ممانعت نہیں ہے صرف عربوں میں یہ بات خلاف رواج تھی کہ ایک عورت جنرل بن گئی ہے لیکن یہ دور فتن تھا اور ال ابی بکر پر سے قتل عثمان کی تہمت ہٹانے کے لئے یہ کرنا ضروری تھا کیونکہ دوسری طرف علی کا لے پالک محمد بن ابی بکر قاتلین میں شامل تھا جس کی پشت پناہی علی رضی اللہ عنہ کر رہے تھے ۔ابی بکرہ کے نزدیک علی کی خلافت برحق نہیں تھی وہ بغیر شوری کیے خلیفہ ہوئے لیکن محدثین نے پوری روایت نقل نہ کرنے علمی خیانت کی۔ابو بکرہ سے بڑھ کر طلحہ اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما اس فارس والی روایت کا وہ مطلب نہیں لیتے جو ابی بکرہ نے لیا دونوں امام المومنین کو ایک جنرل اور اولوامر مانتے ہوئے ان کے احکامات پر عمل کرتے رہے[5]

---

[5] ابی بکرہ پر عمر رضی اللہ عنہ نے حد قذف جاری کی تھی اور ان کی شہادت ساقط کر دی گئی تھی

وَلِأَبِي بَكْرَةَ، فَلَمْ يَقْبَلْ شَهَادَتَهُ (سیر الاعلام النبلاء از الذھبی)

شعیب کہتے ہیں رجالہ ثقات، وہو فی " تفسیر ابن کثیر ": 76/18، وسعید: ہو ابن المسیب. ہے

حواب کے کتے بھونکیں گے

یہ پر آشوب وقت تھا جب عثمان رضی اللہ تعالی عنہ شہید کر دے گئے تھے - خلیفہ وقت کو مصر سے آئے ہوئے ایک گروہ نے گھر میں خفیہ داخل ہو کر قتل کر دیا تھا جبکہ صحابہ کی اکثریت حج کی وجہ سے مکہ میں مشغول تھی

جس پر حد قذف جاری ہو اور اس کی شہادت قبول نہ کی جاتی ہو اس کی بات اب عدالت میں قبول نہیں کی جائے گی اور کیا حدیث لے لی جائے گی ؟ محدثین نے حدیث لے لی ہے

عبد الرحمٰن کیلانی کتاب خلافت و جمہوریت میں لکھتے ہیں

انہی نصوص سے فقہاء نے درج ذیل قسم کے اشخاص کی گواہی ناقابلِ قبول قرار دی ہے ۔
(۱) نماز روزے کا عمداً تارک (۲) یتیم کا مال کھانے والا (۳) زانیہ۔ زانی (۴) لواطت کا مرتکب (۵) جس پر حدِّ قذف نافذ ہو چکی ہو (۶) چور۔ ڈاکو (۷) ماں باپ کی حق تلفی کرنے والا (۸) خائن۔ خائنہ۔

ان کے مطابق جس پر حد قذف جاری ہوئی ہو اس کی شہادت قبول نہیں ہو گی

اسلامی تاریخ میں وہ موقعہ آیا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بھی میدان قتال میں نکلیں اور فتنہ پردازوں کا مقابلہ کیا۔کتاب الاستقصا لأخبار دول المغرب الأقصی از السلاوی (التوفی: 1315ھ-) کے مطابق

أَن عَائِشَة كَانَت خرجت إِلَى مَكَّة زمَان حِصَار عُثْمَان فقضت نسكها وانقلبت تُرِيدُ الْمَدِينَة فلقيها الْخَبَر بمقتل عُثْمَان فأعظمت ذَلِك ودعت إِلَى الطّلب بدمه وَلحق بهَا طَلْحَة وَالزُّبَيْر وَعبد الله بن عمر وَجَمَاعَة من بني أُميَّة وَاتفقَ رَأْيهمْ على الْمُضِيّ إِلَى الْبَصْرَة

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہاکہ سے نکلیں جبکہ عثمان رضی اللہ تعالی عنہ بلوائیوں کے حصار میں تھے اپنے مناسک حج کم کیے اور مدینہ کے لئے نکلیں۔راستے میں عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے قتل کی خبر آئی۔اس کو بہت بڑی بات جانا اور ان کے خون کا قصاص کا مطالبہ کیا۔طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ ،زبیر رضی اللہ تعالی عنہ ،عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ اور بنوامیہ کی ایک جماعت ساتھ ہوئی اور اتفاق رائے سے بصرہ کا رخ کیا (جلد ا، صفحہ ۱۰۰)

الذھبی کتاب سیر الاعلام میں لکھتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا،زبیر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے بصرہ رخ کیا

فأمّا أهل مصر فكانوا يشتهون عليًّا، وأمّا أهل البصرة فكانوا يشتهون الزُّبَيْر، وأما أهل الكوفة فكانوا يشتهون طَلْحَةَ

اہل مصر علی کو پسند کرتے تھے اہل بصرہ زبیر کو پسند کرتے تھے اور کوفہ والے طلحہ کو پسند کرتے تھے

علی رضی اللہ عنہ کا کوفہ کو دار الخلافہ بنانے کی وجہ بھی طلحہ رضی اللہ عنہ کے حمایتیوں پر کنٹرول تھا ورنہ مدینہ چھوڑنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا تھا کہ لوگ مدینہ چھوڑ دیں گے حالانکہ وہ ان کے لئے بہتر ہوگا

علی بن ابی طالب کے کیمپ میں ایسے لوگ آ پہنچے تھے جو وفاداریاں بدل رہے تھے مثلا قیس بن ابی حازم۔

شیعہ ہی نہیں، اہل سنت واہل حدیث کے محراب ومنبر سے بھی ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ واقعہ شہادت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد قصاص کا مطالبہ لے کر بصرہ جاتے ہوئے راستے میں ایک مقام پر عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے لشکر نے رات کو پڑاؤ کیا

پہلی روایت

امام احمد مسند میں، ابن حبان صحیح میں، حاکم مستدرک میں روایت کرتے ہیں کہ

حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ: لَمَّا أَقْبَلَتْ عَائِشَةُ بَلَغَتْ مِيَاهَ بَنِي عَامِرٍ لَيْلًا نَبَحَتِ الْكِلَابُ، قَالَتْ: أَيُّ مَاءٍ هَذَا؟ قَالُوا: مَاءُ الْحَوْأَبِ قَالَتْ: مَا أَظُنُّنِي إِلَّا أَنِّي رَاجِعَةٌ فَقَالَ بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعَهَا: بَلْ تَقْدَمِينَ فَيَرَاكِ الْمُسْلِمُونَ، فَيُصْلِحُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا ذَاتَ يَوْمٍ: "كَيْفَ بِإِحْدَاكُنَّ تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ؟

قیس بن ابی حازم کہتا ہے کہ پس جب عائشہ (رضی اللہ تعالی عنہا) بنی عامر کے پانی (تالاب) پر رات میں پہنچیں تو کتے بھونکے. عائشہ (رضی اللہ تعالی عنہا) نے پوچھا یہ کون سا پانی ہے. بتایا گیا الْحَوْأَبِ کا پانی ہے. آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا میں سمجھتی ہوں کہ مجھے اب واپس جانا چاہیے! اس پر ان کے ساتھ لوگوں نے کہا نہیں آگے چلیں مسلمان آپ کو دیکھ رہے ہیں، پس اللہ ان کے درمیان سب ٹھیک کر دے گا. عائشہ (رضی اللہ تعالی عنہا) نے کہا بے شک رسول اللہ نے ایک روز (اپنی بیویوں سے) کہا تھا کہ کیسی ہو گی تم میں سے ایک جس پر الْحَوْأَبِ کے کتے بھونکیں گے

مسند احمد کی دوسری روایت میں ہے کہ واپس جانے سے روکنے والے زبیر رضی اللہ تعالی عنہ تھے

البانی کتاب الصحیحۃ میں اس روایت کو صحیح کہتے ہیں

إسناده صحيح جداً، صححه خمسة من كبار أئمة الحديث هم: ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وابن كثير، وابن حجر سلسلة الأحاديث الصحيحة 1: 767 رقم 474

اس کی اسناد بہت صحیح ہیں پانچ ائمہ کبار نے اس کو صحیح کہا ہے ابن حبان، حاکم، ذھبی، ابن کثیر، ابن حجر

راقم کہتا ہے یہ افک ہے

لولا إذ سمعتموه ظن المؤمنون والمؤمنات بأنفسهم خيرا وقالوا هذا إفك مبين

اس کی سند میں قَيْسُ بنُ أَبِي حَازِمٍ ہے

الذھبی سیر اعلام النبلاء میں قَيْسُ بنُ أَبِي حَازِمٍ کے ترجمے میں لکھتے ہیں کہ امام يَحْيَىٰ بن سعید اس روایت کو منکر کہتے ہیں

قال ابن المدینی عن يَحْيَىٰ بن سعيد: منكر الحديث، ثم ذكر له حديث كلاب الحوأب

علی ابن المدینی، يَحْيَىٰ بن سعید سے نقل کرتے ہیں کہ قیس منکر الحدیث ہے پھر انہوں نے اسکی الحوأب کے کتوں والی روایت بیان کی

یحییٰ بن سعید القطان کے سامنے البانی، الذھبی، حاکم، ابن حجر کی حیثیت ہی کیا ہے

کتاب مَنْ تَكَلَّم فيه الدَّار قطنی فی کتاب السنن من الضعفاء والمتروکین والمجہولین از ابن زریق (المتوفی: 803ھ-) کے مطابق الدار قطنی اس کو لیس بقوی قوی نہیں کہتے ہیں-قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ صحیح بخاری و مسلم کا راوی ہے لیکن پھر بھی اس کی یہ کتوں والی روایت صحیحین میں نہیں-امام بخاری اور مسلم نے قیس کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی کوئی روایت نقل نہیں کی

تاریخ بغداد کے مطابق

قد كان نزل الكوفة، وحضر حرب الخوارج بالنهروان مع علي بْن أبي طالب

قیس کوفہ گیا اور علی رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ خوارج سے قتال بھی کیا[6]

قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ کو عثمانیا کہا جاتا ہے یعنی یہ عثمان رضی اللہ عنہ کو علی رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے تھے[7]- یہ راوی الحواب والی روایت بھی بیان کرتا ہے جس پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ واقعہ جمل میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر

6

بعض لوگوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قیس ناصبی تھا لیکن یہ غلط ہے قیس علی کے ساتھ تھا- قیس کو عثمانی بھی کہا جاتا ہے کہ عثمان کی علی پر فضیلت کا قائل تھا

7

اہل سنت کے مصادر مثلا الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ مطبوعہ مصر از محب الدین الطبری الشافعی (615ھ--694ھ= 1218م-1295م) میں قیس کو رافضی کے طور پر بھی پیش کیا گیا ہے۔ قیس کہتا تھا کہ مخلوق کی نجات علی کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے

عن قیس بن اِبی حازم قال: التقی اِبو بکر الصدیق و علی بن اِبی طالب فتبسم اِبو بکر فی وجہ علی فقال لہ علی: ما لک تبسمت؟ فقال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یقول: "لا یجوز اِحد الصراط اِلا من کتب لہ علی بن اِبی طالب الجواز" فضحک علی و قال: اِلا اِبشرک یا اِبا بکر؟ قال رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم: "لا یکتب الجواز اِلا لمن اِحب اِبا بکر" خرجہ ابن السمان

قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ ایک دن ابو بکر، علی کے چہرے کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔ علی نے پوچھا آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ ابو بکر بولے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پل صراط پر سے صرف وہی گذر کر جنت میں جائے گا جس کو علی وہاں سے گزرنے کا پروانہ دیں گے اس پر علی ہنسنے لگے اور بولے اے ابو بکر آپ کو بشارت ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ (اے علی) پل صراط پر سے گزرنے کا پروانہ صرف اسی کو دینا جس کے دل میں ابو بکر کی محبت ہو۔

راقم کہتا ہے افسوس کاش اہل سنت ان روایات سے یہ سمجھ لیتے کہ قیس مختلط ہو گیا تھا اور اسی حالت میں رافضی باتیں کر رہا تھا

میں تھا. بعد میں یہ پارٹی بدل کر علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہو گیا اور خوارج سے لڑا. ایسا کسی شخص نے نہیں کیا جو قصاص عثمان کا مطالبہ لے کر نکلے وہ اپنے موقف پر رہے اور جو علی رضی اللہ کے ساتھ تھے وہ ان کے ساتھ ہی رہے. لیکن قیس پارٹیاں بدلتے رہے اور ادھر کی ادھر کرتے رہے؟.

کتاب جامع التحصیل فی اِحکام المراسیل از العلائی (المتوفی: 761ھ-) کے مطابق إسماعیل بن اِبی خالد مدلس ہیں اور العلائی کے مطابق ابن معین نے إسماعیل کی قیس سے ایک روایت کو راوی کی غلطی کہا ہے لہٰذا إسماعیل کا قیس سے سماع مشکوک ہے

یہ روایات مخالف کیمپ کا پروپیگنڈا ہے یا راویوں کا اختلاط ہے؟ متقدمین محدثین کے نزدیک یہ منکرات ہیں جبکہ پانچویں صدی سے یہ روایت مستند مانی جا رہی ہے اس کو دلائل النبوہ میں شمار کیا جاتا ہے [8]

8

اس روایت کو متقدمین محدثین درایت کے اصولوں پر رد کر چکے ہیں

کتاب العقد التلید فی اختصار الدر النضید از عبد الباسط بن موسی بن محمد بن إسماعیل العلموی ثم الموقت الدمشقی الشافعیّ (المتوفی: 981ھ-) کے مطابق

عِلْمُ الحدیث ضربان: إحدہما: علم روایۃ، وحدُّہ بأنہ علم مشتمل علی نقل ماذکر، وموضوعہ ذات النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - من حیث إنہ نبی، وغایتہ الفوز بسعادۃ الدارین. الثانی: علم درایۃ، وہو المراد عند الإطلاق والذی کلامنا ہنا فیہ، ویحد بإنہ علم تعرف بہ معانی ماذکر ومتنہ، ورجالہ، وطرقہ، وصحیحہ، وسقیمہ، وعللہ، ومایحتاج إلیہ فیہ لیعرف المقبول منہ والمردود، وموضوعہ الراوی والمروی من حیث ذلک، وغایتہ: معرفۃ مایقبل من ذلک لیعمل بہ، ومایرد منہ لیجتنب، ومسائلہ ماذکر فی کتبہ من المقاصد.

علم حدیث دو قسموں کا ہے ایک علم روایت ہے یہ جو نقل کیا گیا ہے اس پر مشتمل ہے اور موضوع ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے... دوسرا علم درایت ہے جو... علم معنی اور متن اور رجال اور طرق اور صحت اور سقم اور علت اور ہر وہ بات جو قبول و رد کو بیان کرتی ہے اور اس کا موضوع راوی اور مروی ہے اور اس کا مقصد معرفت ہے کہ کس کو قبول کیا جائے اور عمل کیا جائے

کتاب شرح علل الترمذی ابن رجب الحنبلی (المتوفی: 795ھ-) کے مطابق

اِن علم العلل قسم من اِقسام علم الحدیث درایۃ

بے شک علم علل، علم حدیث درایت کی قسموں میں سے ایک ہے

کتاب السنۃ المقتری علیہا کے مؤلف سالم البہنساوی (المتوفی: 1427ھ-) لکھتے ہیں

وعلم الحدیث درایۃ وہو یبحث فی حقیقۃ الروایۃ وشروطہا واِحوال الرُواۃ وشروط قبولہم واِنواع الأحادیث ودرجتہا. وہذا العلم یُسَمّی علم اِصول الحدیث

اور علم حدیث درایت اور یہ بحث ہے روایت کی حقیقت اس کی شروط اور راوی کا احوال اور قبولیت کی شروط اور حدیث کی انواع اور درجے اور اس علم کا نام اصول حدیث ہے

کتاب علوم الحدیث و مصطلحہ - عرضٌ ودراسۃ از صبحی إبراہیم الصالح المتوفی 1407ھ-کے مطابق

علم الحدیث درایۃ، مجموعۃ من المباحث والمسائل یعرف بہا حال الراوی والمروی من حیث القبول والرد

علم حدیث درایت، یہ مباحث اور مسائل کا مجموعہ ہے جس سے راوی اور جو روایت کیا ہے اس کا حال پتا چلتا ہے کہ قبول کیا جائے یا رد

عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الخطیب کتاب الرد علی مزاعم المستشرقَین إجناتس جولد تسیہر ویوسف شاخت و من اِیدہما من المستغربین میں مستشرقین کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں

علم الحدیث درایۃ اِو علم مصطلح الحدیث فہو کما یقول ابن جماعۃ: «معرفۃ القواعد التی یعرف بہا اِحوال السند والمتن

علم حدیث درایت یا علم مصطلح حدیث وہ، وہ ہے جیسا ابن جماعۃ نے کہا قواعد کی معرفت ہے جس سے سند اور متن کا احوال پتا چلتا ہے

کتاب منہج النقد فی علوم الحدیث میں نور الدین محمد عتر الحلبی لکھتے ہیں

ہو علم یشتمل علی اِقوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم واِفعالہ و تقریراتہ وصفاتہ وروایتہا وضبطہا و تحریر اِلفاظہا".

ونزید فی التعریف اِو الصحابی اِو التابعی

علم روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال اور تقریر اور صفات اور روایت اور ضبط اور تحریر الفاظ پر مشتمل ہے اور اس تعریف میں ہم صحابی یا التابعی کا بھی اضافہ کریں گے

کتاب منہج النقد فی علوم الحدیث میں نور الدین محمد عتر الحلبی لکھتے ہیں

علم حدیث درایت کی بہترین تعریف عز الدین بن جماعۃ نے کی ہے کہ

علم بقوانین یعرف بہا اِحوال السند والمتن

ان قوانین کا علم جن سے سند اور متن کے احوال کا علم ہو

معلوم ہوا کہ حدیث کی سند صحیح بھی ہو تو اس کے متن میں علت ہو سکتی ہے اور علم علل علم حدیث درایت ہی ہے لہٰذا یہ دیکھنا ضروری ہے کہ جلیل القدر محدثین نے کیا کہا ہے اوپر ہم پیش کر چکے ہیں کہ قیس کی کتوں والی روایت یحییٰ بن سعید رد کر چکے ہیں

کتاب العلل از ابن ابی حاتم کے مطابق ابن ابی حاتم اپنے باپ اور اِبو زرعۃ سے سوال کرتے ہیں تو وہ دونوں جواب دیتے ہیں

لم یرو ہذا الحدیث غیر عصام، وہو حدیث منکر

وسُئِلَ اَبُوزُرْعَۃَ عَنْ ہٰذَا الحدیثِ ؟

فَقَالَ: ہٰذَا حدیثٌ مُنْکَرٌ ، لایُروی مِنْ طریقٍ غیرِہٖ

میرے باپ کہتے ہیں اس روایت کو سوائے عصام کے کوئی اور روایت نہیں کرتا اور یہ حدیث منکر ہے اور میں نے اِبوزرعۃ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا یہ حدیث منکر ہے اس کو صرف عصام رویت کرتا ہے

افسوس کہ البانی صاحب ان تمام اقوال کو خاطر میں نہیں لاتے اور اس روایت کی الصحیحہ میں تصحیح پر قائم رہتے ہوئے انتقال کر گئے مقام حیرت ہے کہ اپنے اپ کو اہل حدیث اور سلفی کہنے والے محدثین کے منہج سے الگ ضعیف روایات کی تصحیح پر اتر آئے. کس قدر رجعت القھقہری ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کتوں والی روایات کو رد کرنے والے لوگ ناصبی ہیں لیکن ان جاہل مطلق لوگوں کو یہ بھی نہیں پتا کہ یحیٰی بن سعید القطآن کون ہیں ؟ ابن ابی حاتم کون ہیں ؟ قاضی ابی بکر ابن العربی کون ہیں ؟ جو العواصم والقوآصم ص ۱۵۹ پر اس کو رد کرتے ہیں لکھتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کچھ نہیں کہا

واما الذی ذکرتم من الشہادۃ علی ماء الحواب، فقد بؤتم فی ذکرہا باعظم حوب . ماکان قط شیء مما ذکرتم، ولا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذلک الحدیث ، ولاجری ذلک الکلام . اہ-

اور جو تم نے حواب کے پانی پر شہادت دی ہے تو پس تم نے اس کا ذکر کرکے ایک گناہ کبیر اٹھالیا اس میں وہ چیز نہیں جو تم نے کہی اور ایسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا بھی نہیں اور نہ یہ کلام ان سے ادا ہوا

متقدمین محدثین نے ایسی روایات کو رد کیا لہذا محدثین نے اتمام حجت کر دیا. افسوس خلف اس پر قائم نہ رہ سکے اور انہی روایات کو صحیح کہنے لگ گئے اب بتایئے کتاب العلل از ابن ابی حاتم کی کیا حیثیت رہ جائے گی

دوسری روایت

طبرانی الاوسط میں یہ ایک دوسری سند سے ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، نا يَزِيدُ بْنُ مَوْهَبٍ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ يَوْمٌ مِنَ السَّنَةِ تَجْمَعُ فِيهِ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ يَوْمًا إِلَى اللَّيْلِ، قَالَتْ: وَفِي ذَلِكَ الْيَوْمِ قَالَ: «أَسْرَعُكُنَّ لُحُوقًا أَطْوَلُكُنَّ يَدًا» . قَالَتْ: فَجَعَلْنَا نَتَذَارَعُ بَيْنَنَا أَيُّنَا أَطْوَلُ يَدَيْنِ، قَالَتْ: فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَطْوَلُهُنَّ يَدًا، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ زَيْنَبُ عَلِمْنَا أَنَّهَا كَانَتْ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا فِي الْخَيْرِ وَالصَّدَقَةِ، قَالَتْ: وَكَانَتْ زَيْنَبُ تَغْزِلُ الْغَزْلَ، وَتُعْطِيهِ سَرَايَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخِيطُونَ بِهِ، وَيَسْتَعِينُونَ بِهِ فِي مَغَازِيهِمْ، قَالَتْ: وَفِي ذَلِكَ الْيَوْمِ قَالَ: «كَيْفَ بِإِحْدَاكُنَّ تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ»

لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُجَالِدٍ إِلَّا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ

اس روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جس کا ہاتھ لمبا ہوگا وہ سب سے پہلے (جنت میں مجھ سے) ملاقات کرے گی سب امہات المومنین نے ہاتھ ناپے اور سب سے لمبا ہاتھ سودا رضی اللہ تعالی عنہا کا نکلا لیکن جب زینب رضی اللہ تعالی عنہا کی وفات ہوئی تو جانا کہ لمبے ہاتھ سے مراد صدقہ و خیرات

اگر یہ مان لیا جائے کہ حواب کے کتوں والی روایت صحیح ہے اور ابی حاتم اور یحییٰ بن سعید اور ابو زرعہ سب غلط تھے؟ نجانے ابن ابی حاتم متشدد ذہن کے ساتھ کیا کیا غلط لکھ گئے ہونگے

علامہ ابن وزیر، العواصم والقواصم میں کہتے ہیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا علم ہوتے ہوئے حدیث کا انکار کرنا صریحا کفر ہے

دیکھیں: العواصم والقواصم (274/2)

معلوم ہوا یہ ان کے نزدیک حدیث نہیں راوی کی بڑھ ہے

رافضیوں نے عائشہ رضی اللہ عنہ سے متعلق، جنگ جمل والی روایات سے ایک کردار بی جمالو نکال لیا جو ادھر کی ادھر لگاتی ہو نعوذ باللہ

ہے. اس کے بعد عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیسی ہو گی تم میں سے ایک جس پر الْحَوْاَبِ کے کتے بھونکیں گے

اس کی سند میں مجالد بن سَعِيدِ بنِ عُمَيرِ بنِ بِسطَامَ الهَمدَانِيُّ المتوفی ۱۴۴ھ ہے

اَبُو حَاتِمٍ کہتے ہیں لَا يُحتَجُّ بِهِ اس سے دلیل نہ لی جائے

ابْنُ عَدِيٍّ کہتے ہیں اس کی حدیث: لَهُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ اَحَادِيثُ صَالِحَةٌ صالح ہیں

اَبُو سَعِيدٍ الاَشَجُّ اس کو شِيعِيٌّ یعنی شیعہ کہتے ہیں

المیمونی کہتے ہیں ابو عبد للہ کہتے ہیں

قال اَبو عبد اللہ: مجالد عن الشعبی وغیرہ، ضعیف الحدیث. احمد کہتے ہیں مجالد کی الشعبی سے روایت ضعیف ہے

ابن سعد کہتے ہیں کان ضعیفا فی الحدیث، حدیث میں ضعیف ہے

المجروحین میں ابن حبان کہتے ہیں کان ردیء الحفظ یقلب الأسانید ویرفع، ردی حافظہ اور اسناد تبدیل کرنا اور انکو اونچا کرنا کام تھا

ابن حبان نے صحیح میں اس سے کوئی روایت نہیں لی

ابن حبان المجروحین میں لکھتے ہیں کہ امام الشافعی نے کہا

وَالْحَدِيثُ عَنْ مُجَالِدٍ يُجَالِدُ الْحَدِيثَ اور مجالد یُجَالِدُ الْحَدِيثَ ہے

تیسری روایت

مسند البزار کی سند ہے

حَدَّثنا سَهْل بن بحر، قَال: حَدَّثنا أَبُو نعيم، قَال: حَدَّثنا عِصَامُ بْنُ قُدَامَةَ، عَن عِكْرِمة، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم لِنِسَائِهِ: لَيْتَ شعري أيتكن صاحبة الجمل الأدبب ، تخرج كِلابُ حَوْأَبٍ، فَيُقْتَلُ عَنْ يَمِينِهَا، وعَن يَسَارِهَا قَتْلًا كَثِيرًا، ثُمَّ تَنْجُو بَعْدَ مَا كَادَتْ.

ابن عبّاس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے کے فرمایا کاش کہ جان لے نشانی، بپھرے بالوں والے اونٹ والی، اس پر حواب کے کتے نکلیں گے، اس کے دائیں اور بائیں ڈھیروں قتل ہوں گے پھر یہ (سازش) کر کرا کر بچ جائے گی

رافضیت سے پر اس روایت کی سند میں عصام بن قدامة ہے۔ابن القطان اس کو لم يثبته، مظبوط نہیں کہتے ہیں

اِبو زرعۃ، لا بأس به کہتے ہیں۔النسائی، ثقۃ کہتے ہیں

اس روایت کا ترجمہ کیا جاتا ہے

کوئی تم میں سے سرخ اونٹ والی نکلے گی یہاں تک کہ اس پر حواب کے کتے بھونکیں گے اور اس کے گرد بہت سے لوگ مارے جائیں گے اور وہ نجات پائے گی، جب کہ وہ قتل ہونے کے قریب ہو گی۔

یہ ترجمہ صحیح نہیں[9]- بلکہ بہت سے الفاظ کا سرے سے ترجمہ ہی نہیں گیا-

---

9

ترجموں میں راقم نے نوٹ کیا ہے کہ مترجمین جو سند یافتہ علماء ہیں انہوں نے بھی غلطیاں کی ہیں مثلا

طبقات ابن سعد میں ہے کہ

. قَيْسُ بْنُ اَبِی حَازِمٍ

واسمہ عوف بن عبد الحارث بن عوف بن حشیش بن ہلال بن الحارث بن رزاح بن کلب بن عمرو بن لؤی من اِحمس . وقد روی قیس ابن اِبی حازم عن اِبی بکر وعمر وعثمان وعلی وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنُ مسعود وخباب وخالد بن الولید وحذیفۃ واِبی ہریرۃ وعقبۃ بن عامر وجریر ابن عبد اللہ وعدی بن عمیرۃ واِسماء بنت اِبی بکر . وقد شہد القادسیۃ .

قیس بن ابی حازم نے جنگ قادسیہ دیکھی

عربی لغت تاج العروس کے مطابق

جَاءَ في الحَدِيثِ أَنَّ النبيّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِنسَائِه " لَيْتَ شِعْرِي أَيَّتُكُنَّ صَاحِبَةُ الجَمَلِ الأَدْبَبِ تَخْرُجُ فَتَنْبَحُهَا كِلاَبُ الحَوْأَبِ " أَرَادَ الأَدَبَّ وهو الكَثِيرُ الوَبَرِ أَو الكَثِيرُ وَبَرِ

حدیث میں آتا ہے قَالَ لِنسَائِه " لَيْتَ شِعْرِي أَيَّتُكُنَّ صَاحِبَةُ الجَمَلِ الأَدْبَبِ تَخْرُجُ فَتَنْبَحُهَا كِلاَبُ الحَوْأَبِ ، الأَدَبَّ سے مراد بہت بال ہونا ہے

روایت میں سرخ اونٹ کا ذکر نہیں بلکہ بہت روئے یا بالوں والے اونٹ کا ذکر ہے اس میں **بِشکن** کا لفظ بھی ہے جو **آیت یا نشانی** ہے لیکن ترجمہ میں اس کو بھی حذف کر دیا گیا ہے. پھر اس کے گرد کے الفاظ بھی روایت میں نہیں بلکہ یَمِينِهَا، و عَن يَسَارِهَا کے الفاظ ہیں یعنی اپنے دائیں اور بائیں۔الفاظ نجات جب کہ وہ قتل ہونے کے قریب ہو گی تو سرے سے موجود ہی نہیں. ابن عبّاس کی روایت میں کتوں کے نکلنے یا لپکنے کے الفاظ ہیں بھونکنے کے نہیں

بیہقی نے دلائل النبوہ میں، ابو نعیم کتاب الفتن وغیرہ نے اس واقعہ کو نبوت کی نشانی پر پیش کیا ہے

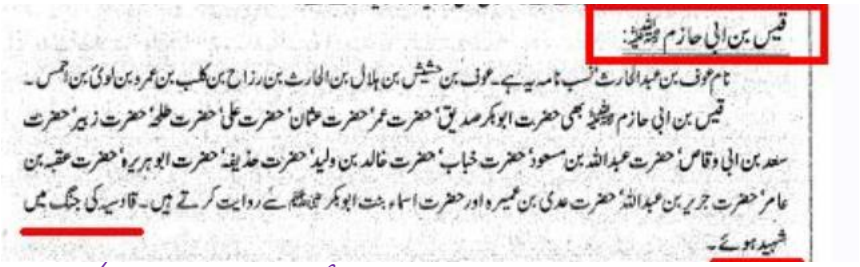

قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ:

نام عوف بن عبدالحارث نسب نامہ یہ ہے۔عوف بن حشیش بن ہلال بن الحارث بن رزاح بن کلب بن عمرو بن لوئی بن احمس۔ قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بھی حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت خباب' حضرت خالد بن ولید' حضرت حذیفہ' حضرت ابوہریرہ' حضرت عقبہ بن عامر' حضرت جریر بن عبداللہ' حضرت عدی بن عمیرہ اور حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔قادسیہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔

یہاں پر ترجمہ کر دیا گیا ہے کہ وہ قادسیہ میں شہید ہوئے جبکہ صحیح تھا انہوں نے قادسیہ دیکھی

الزرقانی کتاب شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ میں نبوت کی نشانی پر لکھتے ہیں

وعن ابن عباس مرفوعا: "أيتكن صاحبة الجمل الأدبب، تخرج حتى تنبحها كلاب الحوأب، ويقتل حولها قتلى كثيرة، تنجو بعدما كادت". رواه البزار وأبو نعيم

اور ابن عباس سے مرفوع ہے....اس پر الحواب کے کتے بھونکیں گے اور اس کے گرد بہت قتل ہونگے....اس کو البزار اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے

لیکن یہ الزرقانی کی غلطی ہے. ان الفاظ کے ساتھ ابن عباس کی روایت البزار میں بیان نہیں ہوئی اور ابو نعیم نے بھی اس کو اس طرح نقل نہیں کیا

کہا جاتا ہے کہ یہ نبوت کی نشانی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پوری ہوئی. لیکن اہل بیت رسول کی جس تنقیص کا اس میں ذکر ہے کیا وہ سچ ہے جبکہ امام المحدثین یحیٰی بن سعید اس کو منکر کہتے ہیں

چوتھی روایت

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَحْيَى، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ مَوْلَى بَنِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: «إِنَّهُ سَيَكُونُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ عَائِشَةَ أَمْرٌ»، قَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: أَنَا؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: فَأَنَا أَشْقَاهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «لَا، وَلَكِنْ إِذَا كَانَ ذَلِكَ فَارْدُدْهَا إِلَى مَأْمَنِهَا» (حم) 27198

نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمھارے اور عائشہ کے درمیان ایک بات ہو گی علی نے کہا میری ساتھ فرمایا ہاں پس اس کے بعد ان کو امن کے مقام پر لوٹا دینا

- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ يَعْنِي النُّمَيْرِيَّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَحْيَى، عَنْ إِيَاسِ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي اخْتِلَافٌ أَوْ أَمْرٌ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ السِّلْمَ فَافْعَلْ

ان دونوں روایات کی سند میں فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ يَعْنِي النُّمَيْرِيَّ ہے جو ضعیف ہے ابو زرعۃ، فضیل بن سلیمان کو لین الحدیث کمزور حدیث والا کہتے ہیں. ابن معین لیس بشی کوئی چیز نہیں کہتے ہیں۔

پانچویں روایت

مستدرک حاکم میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَفِيدُ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ، ثنا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، ثنا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْوَرْدِ، عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُرُوجَ بَعْضِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، فَضَحِكَتْ عَائِشَةُ، فَقَالَ: «انْظُرِي يَا حُمَيْرَاءُ، أَنْ لَا تَكُونِي أَنْتِ» ثُمَّ «الْتَفَتَ إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَ: «إِنْ وُلِّيتَ مِنْ أَمْرِهَا شَيْئًا فَارْفُقْ بِهَا

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض ازواج کے خروج کا ذکر کیا تو عائشہ ہنس دیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حمیرا دیکھ لینا کہیں تم ہی نہ ہو پھر علی کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اگر تم (اس موقعہ پر) حاکم امر ہو تو اس معاملہ کو رفع دفع کرنا[10]

سند منقطع ہے۔ جامع التحصیل از العلائی کے مطابق سالم کا سماع ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نہیں ہے

10

الأسرار المرفوعۃ فی الأخبار الموضوعۃ المعروف بالموضوعات الکبری میں علی القاری (المتوفی: 1014ھ) نے لکھا ہے

وَكُلُّ حَدِيثٍ فِيهِ يَا حُمَيْرَاءُ أَوْ ذَكَرَ الْحُمَيْرَاءَ فَهُوَ كَذِبٌ مُخْتَلَقٌ

ہر وہ حدیث جس میں اے حُمَیْرَاءُ ہو وہ گھڑی ہوئی ہے

حُمَیْرَاءُ رافضیوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام رکھا کہ ان کو ہر وقت حیض رہتا تھا (بقول رافضی یاسر حبیب)۔اسی طرح نعثل رافضیوں نے عثمان رضی اللہ عنہا کا نام رکھا ہوا تھا جو کوئی لمبی داڑھی والا احمق تھا

میزان میں الذھبی نے لکھا ہے سالم - من ثقات التابعین، لکنہ یدلس ویرسل یہ تدلیس کرتا ہے اور ارسال کرتا معجم الشیوخ الکبیر للذہبی میں ایک روایت کے نیچے الذھبی نے تبصرہ کیا ہے کہ ہے-

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، بِالْقَاهِرَةِ، أنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ ظَاهِرٍ، أنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَافِظُ، أنا أَبُو حَاتِمٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَطِيبُ، أنا أَبُو عُثْمَانَ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الصَّابُونِيُّ، أنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّازِيُّ، أنا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَجَلِيُّ، أنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، نا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لا يَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلا شَعْبَانَ أَوْ رَمَضَانَ، فِيهِ..

فَإِنَّ سَالِمًا لا يُحْفَظُ لَهُ سَمَاعٌ مِنْ أُمِّ سَلَمَةَ

سالم کا سماع ام المومنین ام سلمہ سے محفوظ نہیں ہے

سنن ترمذی حدیث ۷۳۶ سے معلوم ہوا ہے کہ سالم اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان راوی ابو سلمہ ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الجَعْدِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلاَّ شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ.

مصری محقق ابو اسحاق الحوینی کتاب نثل النبال بمعجم الرجال الذین ترجم لہم میں کہتے ہیں

لم أقف على أحدٍ أثبت رواية سالم عن أم سلمة، رضي الله عنها فالله أعلم. النافلة ج 2/ 100

میں کسی سے واقف نہیں جس نے سالم کی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کو ثابت قرار دیا ہو

الغرض جنگ جمل کے حوالے سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی تنقیص میں کوئی روایت صحیح نہیں ہے جلیل القدر محدثین نے ایسی روایات کو منکر کہا ہے اور شیعہ اور اہل سنت کے جن لوگوں نے اس کو صحیح قرار دیا ہے ان کو روز محشر اس کا جواب دینا ہوگا

پانچویں صدی سے قبل اس روایت کی کوئی حیثیت نہیں تھی

پانچویں صدی میں الماوردی (المتوفی: 450ھ-) نے اِعلام النبوۃ میں اس کا شمار دلائل نبوت میں کیا

ومن إنذاره صلى الله عليه وسلم: ما رواه عبد الله بن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لنسائه: «ليت شعري أيتكن صاحبة الجمل الأذنب تخرج فتنبحها كلاب الحوأب يقتل عن يمينها ويسارها قتلى كثير وتنجو بعد ما كادت تقتل- فقيل: إن عائشة رضي الله عنها لما وصلت إلى مياه بني عامر ليلا نبحتها الكلاب فقالت: ما هذا؟ قالوا: الحوأب، قالت: ما أظنني إلا راجعة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لنا ذات يوم: «كيف بإحداكن إذا نبح عليها كلاب «الحوأب

پھر بیہقی (المتوفی: 458ھ-) نے دلائل النبوہ میں اس پر باب قائم کیا

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِخْبَارِهِ بِأَنَّ وَاحِدَةً مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ وَمَا رُوِيَ فِي إِشَارَتِهِ عَلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِأَنْ يَرْفُقَ بِهَا

اور اسی صدی میں مرنے والے امام حاکم نے مستدرک میں اس کو لکھا

چھٹی صدی میں قاضی عیاض (المتوفی: 544ھ) نے الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ میں اس کا شمار نبوت کے دلائل میں کیا

وَبِنُبَاحِ كِلَابِ الْحَوْأَبِ «6» عَلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ «7» وَأَنَّهُ «8» يُقْتَلُ حَوْلَهَا قَتْلَى كَثِيرٌ وَتَنْجُو بَعْدَ مَا كَادَتْ.. فَنَبَحَتْ عَلَى عَائِشَةَ «9» عِنْدَ خُرُوجِهَا إِلَى الْبَصْرَةِ.

نویں صدی میں إمتاع الأسماع بما للنبی من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع میں المقریزی (المتوفی: 845ھ) نے اس واقعہ کا شمار دلائل النبوہ میں کیا

دسویں صدی میں المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ میں قسطلانی (المتوفی: 923ھ) اور الخصائص الکبری میں السیوطی (المتوفی: 911ھ) نے اس کا ذکر کیا

اہل تشیع اور حواب کی روایت

حواب کے کتے بھونکیں گے والی روایت اہل تشیع کی معتمد الیہ کتب میں موجود نہیں ہے مثلا الکافی از کلینی میں اس روایت کا اندارج نہیں کیا گیا۔ شیعہ عالم محمد بن علی بن حسین بن موسی بن بابویہ قمی صدوق نے چوتھی ہجری میں کتاب من لایحضرہ الفقیہ میں بلا سند درج کیا

أول شهادة شهد بها بالزور في الاسلام شهادة سبعين رجلا حين انتهوا إلى ماء الحوأب فنبحتهم كلابها فأرادت صاحبتهم الرجوع، و قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه واله يقول لازواجه: (إن إحديكن تنبحها كلاب الحوأب

اسلام میں سب سے پہلی جھوٹی گواہی ستر مردوں نے دی جب وہ حواب تک پہنچے اور ان پر کتے بھونکے اور ان کے مصاحبین نے رجوع کا ارادہ کیا اور وہ بولیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا تم میں سے ایک پر حواب کے کتے بھونکیں گے

یہ قول امام جعفر سے منسوب ہے۔ میرزا حسین النوری الطبرسی المتوفی ۱۳۲۰ نے مستدرک الوسائل میں امام جعفر سے قول منسوب کیا— امام جعفر سے منسوب قول بلا سند لکھا جاتا رہا اور حیرت ہے کہ کسی نے راویوں کا ذکر نہ کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل تشیع میں یہ واقعہ سندا ثابت نہیں اور مصادر اہل سنت میں سے انہوں نے اس واقعہ کو لے لیا ہے۔

حواب بنی عامر کا تالاب نہیں تھا

علم جغرافیہ سے متعلق کتب میں موجود ہے کہ حواب کا تالاب بنو عامر کا نہیں تھا لہٰذا قیس بن ابی حازم کا کلام باطل ہے۔ معجم ما استعجم من اسماء البلاد والمواضع از ابو عبید عبد اللہ بن عبد العزیز بن محمد البکری الاندلسی (المتوفی: 487ھ) کے مطابق

وسمّى هذا الموضع بالحوأب بنت كلب بن وبرة

اس مقام کو حواب کا نام کلب بن وبرۃ کی بیٹی کی وجہ سے ملا

معجم البلدان از یاقوت الحموی (المتوفی: 626ھ) میں ہے

قال أبو زياد: ومن مياه أبي بكر بن كلاب الحوأب

ابو زیاد نے کہا اور ابو بکر بن کلاب کے پانیوں میں سے الحواب ہے

کلب عربی میں کتے کو کہتے ہیں اور کلاب اس کی جمع ہے – حواب کے حوالے سے یہ دونوں الفاظ لوگوں کے ذہن میں تھے یعنی ابی بکر بن کلاب اور کلب بن وبرۃ – حواب کا تعلق بنی ابو بکر سے تھا - قیس بن ابی حازم نے عالم اختلاط میں اس سب کو ملا دیا اور کہنے لگا کہ حواب میں کتے بھونکے

بلکہ عصام بن قدامۃ کی روایت میں ہے صاحِبَةُ الجَمَلِ الأَدْبَبِ، تَنْبَحُها كِلابُ الحَوْأب بہت بالوں والے اونٹ والی یہ بھی اسی طرح ہے۔ التکملۃ والذیل والصلۃ لکتاب تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ از الحسن بن محمد بن الحسن الصغانی (المتوفی: 650ھ) کے مطابق

والأَدَبُّ من الإبِلِ بمنزلة الأَزَبّ، وهو الكثير الشَّعَر. ... ودُبُّ بن كَلْبِ بنِ وَبَرَةَ بنِ حَيْدانَ

اور الاَدَبُّ بہت بالوں والا اونٹ ہے . . . اور دُبُّ بن کَلْبِ بنِ وَبَرَۃَ بنِ حَیدانَ ہے

یاد رہے دب اصل میں کَلْبِ بنِ وَبَرَۃَ کا بیٹا ہے جس سے حواب کا تالاب منسوب تھا

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ان الفاظ کو استعمال کرتے ہوئے حواب کے کتوں کی روایت بنائی گئی ہے۔ روایت کے مطابق عائشہ رضی اللہ عنہا کا لشکر مِيَاهَ بَنِي عَامِرٍ پر پہنچا یعنی بنو عامر کے تالاب پر – جبکہ یہ تالاب بنو عامر کا نہیں بلکہ بنو ابی بکر بن کلاب کا ہے

قاضی ابی بکر ابن العربی کون ہیں جو العواصم والقوآصم ص ۱۵۹ پر اس روایت کو رد کرتے ہیں لکھتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کچھ نہیں کہا

وأما الذي ذكرتم من الشهادة على ماء الحوأب، فقد بؤتم في ذكرها بأعظم حوب . ما كان قط شيء مما ذكرتم ، ولا قال النبي صلى الله عليه وسلم ذلك الحديث ، ولا جرى ذلك الكلام .اهـ

اور جو تم نے حواب کے پانی پر شہادت دی ہے تو پس تم نے اس کا ذکر کرکے ایک گناہ کبیر اٹھالیا اس میں وہ چیز نہیں جو تم نے کہی اور ایسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا بھی نہیں اور نہ یہ کلام ان سے ادا ہوا

لشکر عائشہ بصرہ پہنچنے پر

المستدرک علی الصحیحین میں ہے

فَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ الْفَقِيهُ، وَعَلِيُّ بْنُ حَمْشَاذٍ، قَالَا: ثنا بِشْرُ بْنُ مُوسَى، ثنا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا أَبُو مُوسَى يَعْنِي إِسْرَائِيلَ بْنَ مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: " جَاءَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ إِلَى الْبَصْرَةِ فَقَالَ لَهُمُ النَّاسُ: مَا جَاءَكُمْ؟ قَالُوا: نَطْلُبُ دَمَ عُثْمَانَ قَالَ الْحَسَنُ: أَيَا سُبْحَانَ اللَّهِ، أَفَمَا كَانَ لِلْقَوْمِ عُقُولٌ فَيَقُولُونَ: وَاللَّهِ مَا قَتَلَ عُثْمَانَ غَيْرُكُمْ؟ قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ عَلِيٌّ إِلَى الْكُوفَةِ، وَمَا كَانَ لِلْقَوْمِ عُقُولٌ فَيَقُولُونَ: أَيُّهَا الرَّجُلُ إِنَّا وَاللَّهِ مَا ضَمَنَّاكَ ".

إِسْرَائِيلَ بْنَ مُوسَى نے کہا میں نے حسن بصری سے سنا کہ طلحہ اور زبیر بصرہ پہنچے لوگوں نے ان سے کہا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا ہم عثمان کا خون کا قصاص طلب کرنے آئے ہیں – حسن بصری نے کہا سبحان اللہ کہ قوم میں عقل ہوتی پس (بصرہ کے) لوگوں نے (طلحہ اور زبیر) کہا تمہارے سوا کون ہے جس نے عثمان کا قتل کیا؟ حسن نے کہا جب علی کوفہ پہنچے اور قوم میں عقل نہیں تھی قوم نے (علی سے) کہا اے شخص اللہ کی قسم ہم تمہارے ساتھ نہیں

یعنی بصرہ والوں میں عقل کی کمی تھی پہلے طلحہ وزبیر پر قتل عثمان کا الزام دیا پھر علی پہنچے تو ان کا ساتھ دینے سے بھی انکار کر دیا

حسن بصری کا سماع کسی بدری صحابی سے نہیں لہذا یہ حسن کا تجزیہ و تاریخ ہے

لشکر علی کی ساخت

قتل عثمان اصلا حکم نبوی "امراء قریش میں سے ہوں گے" کے خلاف بغاوت تھی۔لشکر علی ایک غیر فطری صورت میں بنا تھا اس میں قبائلی عصبیت نمایاں تھی۔قبائل قحطان و مضر واسد یہ قریش مخالف ہو چکے تھے اور صرف ایک قریشی علی کے ہمدرد بن گئے تھے۔ یہ قبائل چاہتے تھے کہ امراء غیر قریشی مقرر کیے جائیں۔مثلا اذان کا محکمہ قبیلہ ازد کے پاس ہو اور بیت المال کسی اور کے پاس۔ ہر طرف قریشی ہی مقرر نہ کیے جائیں جیسا شیخین و عثمان کی سنت چلی آ رہی ہے۔ ابن عباس اور علی کا مکالمہ ہوا جس میں ابن عباس نے علی کو سمجھایا کہ قریش سے دور نہ جاو بالاخر غلبہ قریش کا ہی ہو گا لیکن علی نہیں مانے۔طبرانی اپنی المعجم الکبیر میں روایت ۱۰۶۱۳ ہے

حدثنا يحيى بن عبد الباقي الأذني، ثنا أبو عمير بن النحاس، ثنا ضمرة بن ربيعة، عن ابن شوذب، عن مطر الوراق، عن زهدم الجرمي قال: كنا في سمر ابن عباس، فقال: إني محدثكم بحديث ليس بسر ولا علانية: إنه لما كان من أمر هذا الرجل ما كان - يعني عثمان - قلت لعلي: اعتزل؛ فلو كنت في جحر طلبت حتى تستخرج، فعصاني، وايم الله ليتأمرن عليكم معاوية، وذلك أن الله عز وجل يقول {ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لوليه سلطانا فلا يسرف في القتل إنه كان منصورا} [الإسراء: 33] ، ولتحملنكم قريش على سنة فارس والروم، وليتمنن عليكم النصارى واليهود والمجوس، فمن أخذ منكم يومئذ بما يعرف نجا، ومن ترك، وأنتم تاركون، كنتم كقرن من القرون فيمن هلك

تابعی ابو مسلم زھدم بن مضرب جرمی نے کہا ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہاں رات کو گئے۔انہوں نے کہا میں تمہیں ایسی بات بیان کرنے والا ہوں جو نہ مخفی ہے نہ ظاہر۔جب عثمان (کی شہادت والا) معاملہ ہوا تو میں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا اس معاملے سے دُور رہیں، اگر آپ کسی بِل میں بھی ہوں گے تو (خلافت کے لیے) آپ کو تلاش کر کے نکال لیا جائے گا، لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی۔اللہ کی قسم معاویہ ضرور تمہارے امیر بنیں گے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: {وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا

يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ إِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا} (الاسرائ17:33)(اور جو شخص ظلم سے قتل کر دیا جائے، ہم نے اس کے ولی کو اختیار دیا ہے، وہ قتل کرنے میں زیادتی نہ کرے، اس کی ضرور مدد کی جائے گی) ضرور قریش تم پر سوار ہو جائیں گے فارس اور روم کی طریقے پر۔ ضرور تم پر نصاری یہود، مجوس احسان جتلائیں گے۔ پس تم میں سے جس اس سے اس (قتل عثمان کے) دن وہ چیز لے لی جس کو وہ پہچانتا ہے (یعنی فتنہ سے الگ رہنا) تو اس نے نجات پالی اور جس نے وہ چیز (قصاص عثمان) چھوڑ دی اور تم چھوڑنے والے ہی ہو تو تم ان بستیوں کی طرح ہو جاوگے جو ھلاک ہوئیں

جنگ جمل اصلا غیر قریشی اصحاب رسول کی قریشی اصحاب رسول کے خلاف بغاوت ہے جن میں ان کو اہل بیت کی تائید ملی۔ غیر قریشی قبائل میں یمن سے منسلک قبائل کی کثرت ہے یعنی بنو اسد ان کو ۱۷ ہجری میں عمر نے ان کے علاقے سے کوفہ منتقل ہونے کا حکم کیا قحطان سے منسلک قبائل جن میں راسب اور المرادی ہیں یہ مدینہ کے جنوب کے ہیں بنو تمیم کے لوگ یہ مدینہ کے مشرق کے ہیں

سن ۳۱ ہجری کا واقعہ ہے جو صحیح البخاری میں ہی ہے

حدیث نمبر: 3717حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ، قَالَ: أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتَّى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصَى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ: "اسْتَخْلِفْ، قَالَ: وَقَالُوهُ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ، فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ، فَقَالَ: عُثْمَانُ وَقَالُوا، فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ هُوَ فَسَكَتَ، قَالَ: فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرَ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

. ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ مجھے مروان بن حکم نے خبر دی کہ جس سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری پھوٹ پڑی تھی اس سال عثمان رضی اللہ عنہ کو اتنی سخت نکسیر پھوٹی کہ آپ حج کے لیے بھی نہ جاسکے، اور (زندگی سے مایوس ہو کر) وصیت بھی کر دی، پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک صاحب گئے اور کہا کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنادیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیا یہ سب کی خواہش ہے، انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کسے بناؤں؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھے،۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنادیں، آپ نے ان سے بھی پوچھا کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے پوچھا: لوگوں کی رائے کس کے لیے ہے؟ اس پر وہ بھی خاموش ہو گئے، تو آپ نے خود فرمایا: غالباً زبیر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق بھی وہی ان میں سب سے بہتر ہیں اور بلاشبہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں بھی ان میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔

یہ خبر کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کا نام بطور خلیفہ لیا جارہا ہے امت میں پھیل چکی تھی۔اس کی خبر کوفیوں کو بھی ہوئی اور مصریوں کو بھی۔حدیث نبوی کے مطابق جو عھدہ مانگے اس کو وہ نہ دو لہٰذا علی رضی اللہ عنہ یہ مطالبہ نہیں کر سکتے تھے کہ ان کو عامل مقرر کیا جائے لیکن ان کے ہمدرد یہ کر سکتے تھے لہٰذا کوفہ کے لوگ عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچا شروع ہوئے کہ امراء کو تبدیل کیا جائے

کوفی مسلسل دردسر بن چکے تھے۔ امراء کے خلاف جھوٹے سچے قصے گھڑ کر مدینہ پہنچ جاتے اور عثمان رضی اللہ عنہ پر زور ڈالتے کہ ان کو تبدیل کرو لیکن عثمان اس سب کو بھانپ چکے تھے کہ ان کا مقصد کیا ہے۔ان کوفی

ہمدردروں کے نام معلوم ہیں اور یہ سب اصحاب علی ہیں (میل بن زیاد ، والأشتر النخعی ، مالک بن یزید ، و علقمہ بن قیس النخعی ، وثابت بن زید النخعی ، و جندب بن زھیر العامری ، و جندب بن کعب الأزدی ، وعروۃ بن الجعد ، وعمرو بن الحمق الخزائی، وصعصعۃ بن صوحان ، وأخوہ زید بن صوحان و ابن الکوا) ان کے شیعہ ہیں یعنی یہ ہمدرد علی کو بتائے بغیر بالا ہی بالا ان کے حق میں ایک تحریک چلا رہے تھے

مسند احمد کی روایت جس کو شعیب اور البانی صحیح کہتے ہیں میں ہے

عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ – رضي الله عنه – قَالَ: قَالَ لِي أَبِي: يَا بُنَيَّ , إِنْ وَلِيتَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ شَيْئًا فَأَكْرِمْ قُرَيْشًا , فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ – صلى الله عليه وسلم – يَقُولُ: " مَنْ أَهَانَ قُرَيْشًا , أَهَانَهُ اللهُ – عز وجل

عَمرِو بنِ عُثمَانَ بنِ عَفَّانَ نے کہا کہ میرے باپ رضی اللہ عنہ نے کہا اے بیٹے اگر تجھ کو والی لوگوں پر کیا جائے تو قریش کی تکریم کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے قریش کی اہانت کی اللہ عز وجل اس کی اہانت کرے گا

شیعان علی میں کثیر تعداد یمنی کوفیوں کی تھی جن کو اس پر اعتراض تھا کہ قریشی امراء ہی کیوں مقرر کیے جا رہے ہیں۔ اگلے صفحوں پر موجود لسٹ الاِصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ از ابن حجر سے مرتب کی گئی ہے اس میں وہ نام شامل کیے گئے ہیں جن کو محدثین و مورخین نے بیان کیا ہے بعض پر ابن حجر اختلاف کرتے ہیں

الإصابة في معرفة الصحابة از ابن حجر کے مطابق جنگ جمل میں شرکت کرنے والے اصحاب رسول اور قاتلین عثمان میں شریک اصحاب رسول تھے

عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں اصحاب رسول	علي رضی اللہ عنہ کے لشکر میں اصحاب رسول
اہل مکہ اور خاص کر (قریش کے لوگوں کی اکثریت ہے)	یمنی قبائل ، بنو (اسد اور دیگر کی اکثریت ہے)

محدثین و مورخین کے مطابق اصحاب رسول میں سے قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ اصحاب رسول تھے	الزبير بن العوام
قاتلین میں جو اصحاب رسول ہیں وہ نوٹ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے خاص اصحاب ہیں ان میں کوئی سبائی نہیں ہے تاریخ ابن خلدون کے مطابق یہ تمام اصحاب رسول حاجی بن کر شوّال میں نکلے	طلحة بن عبيد اللَّه القرشيّ التيميّ
محمد بن أبي حذيفة	عبد الرحمن بن عبد اللَّه بن عثمان
ابن حجر العسقلاني في الإصابة في معرفة الصحابة - (ج 3 / ص 59 کے مطابق	محمد بن طلحة بن عبيد اللَّه القرشيّ التيميّ
	أشرف بن حميري

عثمان رضی الله عنہ کا لے پالک فلسطین میں قتل ہوا
اصحاب شجرہ میں سے عبد الرحمن بن عديس البلوي
ابن عبد البر ، الإستيعاب في معرفة الأصحاب – (ج 1 / ص 254) کے مطابق
ان کا فلسطین میں قتل ہوا
كنانة بن بشر الليثي
ابن حجر ، الإصابة في معرفة الصحابة – (ج 3 / ص 19)کے مطابق
ان کا فِلِسْطِينَ میں معاویہ بن خدیج نے قتل کیا
زيد بن صوحان (جنگ جمل میں قتل ہوا)
الإصابة از ابن حجر کے مطابق
زید اہل کوفہ کے لیڈر تھے
زياد بن النضر الحارثي
الإصابة از ابن حجر کے مطابق

جون بن قتادة
ربيعة بن أبيّ الضبي
شييم بن عبد العزّى بن خطل
شيمان ابن عكيف بن كيّوم بن عبد
عبد اللَّه بن حكيم بن حزام القرشي الأسدي
عبد اللَّه بن خلف بن أسعد بن عامر
عبد اللَّه بن مسافع بن طلحة بن أبي طلحة القرشي العبدري
عبد الرحمن بن عبد اللَّه القرشي التيمي
عكراش ابن ذؤيب بن حرقوص

کوفی ہیں صفین میں بھی شرکت کی	عبد اللَّه بن عامر بن كريز القرشي
حكيم بن جبلة	
ابن عبد البر في الإستيعاب (ج 1 / ص 108) کے مطابق	عبد اللَّه بن معبد بن الحارث الأسدي القرشي
یہ صحابی فاتح مکران ہیں اور عثمان نے ان کو عامل مقرر کیا لیکن بعد میں باغی ہوئے اور أهل البصرة کے لیڈر تھے	عبد الرحمن بن حميد العامري القرشي
حرقوص بن زهير السعدي	الوليد بن يزيد بن ربيعة بن عبد شمس القرشيّ
مصری ٹولے کے سرغنہ	يعلى بن أمية التميميّ الحنظليّ، حليف قريش
ابن الأثير ، أسد الغابة – (ج 1 / ص 251)کے مطابق	أبو سفيان بن حويطب بن عبد العزى القرشي العامري
یہ صحابی خارجی ہوئے یعنی علی کو خلیفہ ماننے سے انکار کیا	عبد الرحمن بن عتّاب الأموي (یہ جویریة بنت أبي جهل کے بیٹے ہیں جن سے علی شادی کرنا چاہتے تھے کہا جاتا ہے ان کا قتل علی کے سامنے کیا گیا اور وہ دیکھ رہے تھے)

بقیہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم
حسن بن على
حسين بن على
عبد الله بن عباس
عَمَّارٍ
البراء بن عازب
سهل بن حنيف
عثمان بن حنيف
عمر بن أبي سلمة
عمرو بن فروة بن عوف الأنصاري
شريح بن هانئ

عتبة بن أبي سفيان بن حرب بن أمية الأموي
علي بن عديّ بن ربيعة
عقيم بن زياد بن ذهل
عمرو بن الأشرف العتكيّ
كعب بن سور
أبو الجعد الضمريّ

عائذ بن سعيد
مالك بن الحارث
جندب بن زهير
حجر ابن عدي بن معاوية
حجر بن يزيد بن سلمة
حسان بن خوط
الحارث بن زهير
الخرّيت بن راشد الناجي
خَالِدُ بْنُ أَبِي دُجَانَةَ
خالد بن المعمّر
سيحان بن صوحان (جنگ جمل میں قتل ہوا)ہ
عبد الرحمن بن حنبل الجمحيّ

عمرو بن المرجوم
فروة بن عمرو بن ودقة
.محمد بن إياس بن البكير الليثيّ المدنيّ
المنذر بن الجارود
معقل بن قيس الرّياحي
هند بن عمرو
القعقاع بن عمرو التميمی
حنظل یا حنظلة بن ضرار (یہ چیخ و پکار کر کے ام المومنین کے اونٹ کو مضطرب کرتے رہے)
الحتات ابن زيد بن علقمة
عائشہ کے لشکر کو چھوڑ کر علی سے مل گئے
حنظلة بن الربيع بن صيفي

علی کو جنگ کے بیچ میں چھوڑ دیا
عبد اللَّه بن المعتمّ
علی کو جنگ کے بیچ میں چھوڑ دیا

ذوالخویصرۃحرقوص بن زہیر التمیمی پر اہل سنت مشتبہ ہیں

کہا جاتا ہے یہ ہی ذوالخویصرۃحرقوص بن زہیر التمیمی ہے جس کا ذکر حدیث میں ہے

البدء والتاریخ از المقدسی

کہا جاتا ہے یہ اصحاب شجرہ میں سے ہے

وذكر بعض من جمع المعجزات إنّ النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال: «لا یدخل النّار إحد شهد الحدیبیّة إلّا واحد» فكان ہو حرقوص بن زہیر

ابن حجر اصابہ اور فتح الباری 443/7 میں کہتے ہیں کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ میں سے ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو حدیبیہ میں موجود تھے ان میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے گا سوائے ایک کے اور یہ حرقوص ان میں سے ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ: وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنَ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا، وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ (1) ، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ "، قِيلَ: وَمَنِ الْغُرَبَاءُ؟ قَالَ: " النُّزَّاعُ مِنَ الْقَبَائِلِ

عَبْدِ اللہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام اجنبت میں شروع ہوا اور ایسا ہی ہو جائے گا پس خوش خبری ہو اجنبیوں کے لئے – کہا گیا اجنبی کون ؟ فرمایا قبائل کا فساد

اس روایت کے متن میں یہ ہے کہ یہ سب عرب قبائل کے فساد کے وقت ہوگا – ایسا متعدد بار ہوا جنگ جمل بھی قبائل کا فساد ہے – بنو امیہ اور بنو عباس کا فساد بھی قبائل کا اپس کا فساد ہے[11]

11

بعض کے نزدیک روایت کا حصہ جس میں ہے کہ ایمان مدینہ میں آئے گا یہ حدیث پوری ہوئی

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں بدر الدین العینی (التوفی: 855ھ-) نے کہا

قلت: بَدَأَ إِنَّمَا كَانَ فِي زمن النَّبِي، صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، وَالْخُلَفَاء الرَّاشِدين إِلَى انْقِضَاء الْقُرُون الثَّلَاثَة، وَهِي تسعون سنة، وَإِمَا بعد ذَلِك فقد تغيرت الْأَحْوَال وَكَثُرت الْبدع خُصُوصا فِي زماننا بَدَا على مَا لَا يخفى.

یہ بات دور نبوی کی تھی اور خلفاء راشدین سے تین قرون پورے ہونے تک اور یہ ۹۰ سال ہیں پس ان کے بعد تغیر آیا ہے اور بدعات کی کثرت ہوئی ہے اس زمانے میں جو کسی سے مخفی نہیں

کشف المشکل من حدیث الصحیحین میں ابن جوزی کا قول ہے

إن الْإِيمَان ليأرز إِلَى الْمَدِينَة)) إِي يجْتَمع إِلَيْهَا بهجرة الْمُهَاجِرين)

ایمان مدینہ کی طرف سرکے گا یعنی جمع ہو گا جب مہاجرین (اصحاب رسول) نے اس کی طرف ہجرت کی تھی

یعنی یہ قول دور نبوی میں پورا ہو چکا یا العینی کے بقول اس میں نوے سال کی مدت کا ذکر ہے

مصابیح الجامع از بدر الدین المعروف بالدماینی، و بابن الدمامینی (المتوفی: 827ھ-) کے مطابق
قال الداودی: کان ہذا فی حیاۃ النبی – صلی اللہ علیہ وسلم -] (4)، والقَرن الذی یلیہ، ومن یلیہ -اِیضاً
الداودی نے کہا ایسا رسول اللہ کی زندگی میں ہوا اور اس قرن میں جو ان کے دور سے ملا ہوا ہے اور وہ جو اس سے ملا ہوا ہے

یعنی الداودی کے بقول اس حدیث کی شرح خیر القرون قرنی والی روایت سے ہوتی ہے یہ وقت گزر چکا

پھر اس پر اور قول بھی ہیں ملا علی القاری نے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح میں کہا
وَہَذَا إِخْبَارٌ عَنْ آخِرِ الزَّمَانِ حِينَ يَقِلُّ الْإِسْلَامُ، وَقِيلَ: ہَذَا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – لِاجْتِمَاعِ الصَّحَابَةِ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ فِيہَا، أَوِ الْمُرَادُ بِالْمَدِينَةِ جَمِيعُ الشَّامِ فَإِنَّہَا مِنَ الشَّامِ خُصَّتْ بِالذِّكْرِ لِشَرَفِہَا، وَقِيلَ: الْمُرَادُ الْمَدِينَةُ وَجَوَانِبُہَا وَحَوَالَيْہَا لِيَشْمَلَ مَكَّةَ فَيُوَافِقَ رِوَايَةَ الْحِجَازِ وَہَذَا أَظْہَرُ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.
یہ آخری زمانہ میں ہو گا جب اسلام کی قلّت ہو گی اور کہا گیا کہ دور نبوی میں ہو چکا جب اصحاب رسول اس میں جمع ہوئے یا مدینہ سے مراد ملک شام ہے کیونکہ شام کی فضیلت ہے اور کہا گیا مدینہ کا قرب وجوار ہے اس میں مکہ شامل ہے جو حجاز ہے اور یہ ظاہر ہے واللہ اعلم

علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ قبائل جنگ جمل و صفین تک رہے اس کے بعد قبائل کو انداز ہو گیا کہ علی ان کی نہیں سن رہے لہٰذا جب معاویہ سے صلح ہوئی تو ازدی، وقحطانی و مرادی قبائل کی اکثریت ان کے لشکر سے نکل گئی اور خوارج بن گئی۔

اس دور میں یہ مشہور ہوا کہ علی کے بعد قحطان سے ایک مرد نکلے گا اور لوگوں کو ڈنڈے سے ہانکے گا اسی طرح مشرق میں عمان و عرب امارات کا علاقہ خوارج کا گھڑ بن گیا۔ یہ خبر بعض راویوں نے غلطی سے حدیث نبوی سمجھ لی اور یہ اب صحیح بخاری میں بھی موجود ہے[12]

12

قحطان کا قبیلہ عربوں کا قدیم یمنی قبیلہ ہے جرھم کے لوگ اسی قبیلے سے نکلے تھے جن کا ایک پڑاؤ مکہ میں ہوا اور جرھم کی ایک خاتون سے اسمٰعیل علیہ السلام کا نکاح ہوا اس سے قریش نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ بارہ خلفاء قریش میں سے ہوں گے

اس کے علاوہ بعض روایات میں ہے کہ قحطان کا کوئی شخص بھی عمل دار ہو گا۔ روایت سرسری سی ہے اور اغلباً راوی مبہم انداز میں کہنا چاہتا ہے کہ خلافت قریش سے نکل کر قحطان میں چلی جائے گی۔ یہ گمان بعض قحطان مخالف راویوں کو ہوا جب قحطان کی اکثریت علی رضی اللہ عنہ کے کیمپ میں شامل ہوئی اور ان کے ساتھ جنگ جمل اور صفین میں لڑی اور لگنے لگا کہ قحطان سے خلیفہ ہو جائے گا۔ بعض قحطانیوں نے اختلاف کیا اور بالاخر ایک قحطانی عبد الرحمٰن ابن ملجم بن عمرو نے علی رضی اللہ عنہ کا قتل کیا

بعض محدثین اس روایت کی علتوں کو بھانپ نہ سکے اور یہ روایت متفق علیہ بن گئی

صحیح بخاری کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ، حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ، يَسُوقُ النَّاسَ «بِعَصَاهُ

صحیح مسلم کی سند ہے

وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ «رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ

سالم ابی الغیث، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک قحطان قبیلے کا ایک شخص نہ نکلے جو لوگوں کو اپنی چھڑی سے ہانکے گا.

موسوعۃ اقوال الامام احمد بن حنبل فی رجال الحدیث وعللہ کے مطابق امام احمد کہتے ہیں

سالم، ابو الغیث المدنی، مولی عبد اللہ بن مطیع. قال ابو الحسن المیمونی، عن احمد بن حنبل، وسألتہ عن ابی الغیث، الذی یروی، عن ابی ہریرۃ. فقال: لا اعلم احداً روی عنہ إلا ثور، واحادیثہ متقاربۃ

سالم، ابو الغیث المدنی، مولی عبد اللہ بن مطیع. ابو الحسن المیمونی نے کہا امام احمد سے اس پر سوال کیا تو انہوں نے کہا اس سے سوائے ثور کوئی اور روایت نہیں کرتا اس کی احادیث سرسری یا واجبی سی ہیں

مقارب الحدیث یا واحادیثہ متقاربۃ اس وقت بولا جاتا ہے جب راوی بہت مشہور نہ ہو اور اس کی مرویات میں کوئی خاص بات نہ ہو بلکہ واجبی سی ہوں

مغلطای کتاب إکمال تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں کہتے ہیں

. و قال احمد بن حنبل: ابو الغیث سالم - الذی یروی عنہ ثور ثقۃ، و قال: و قال مرۃ اخری: لیس بثقۃ

امام احمد نے کہا ابو الغیث سالم جس سے ثور روایت کرتا ہے ثقہ ہے اور دوسری دفعہ کہا ثقہ نہیں ہے

میزان الآعتدال از الذھبی کے مطابق ابن معین نے بھی اسکو ثقہ اور پھر غیر ثقہ کہا

لہذا یہ راوی مشتبہ ہو گیا اور روایت اس سند سے ضروری نہیں صحیح ہو

کتاب الفتن از ابو نعیم کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ، وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ إِيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ اِوْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَجَدْتُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ: يَوْمَ غَزْوَنَا يَوْمَ الْيَرْمُوكِ «إِلَّا بَكْرٍ الصِّدِّيقُ إِصَبْتُمُ اسْمَهُ، عُمَرُ الْفَارُوقُ قَرْنٌ مِنْ حَدِيدٍ إِصَبْتُمُ اسْمَهُ، عُثْمَانُ ذُو النُّورَيْنِ اُوتِيَ كِفْلَيْنِ مِنَ الرَّحْمَةِ بِاَنَّهُ قُتِلَ مَظْلُومًا إِصَبْتُمُ اسْمَهُ، ثُمَّ يَكُونُ سَفَّاحٌ، ثُمَّ يَكُونُ مَنْصُورٌ، ثُمَّ يَكُونُ مَهْدِيٌّ، ثُمَّ يَكُونُ الْاَمِينُ، ثُمَّ يَكُونُ سِينٌ وَسَلَامٌ، يَعْنِي صَلَاحًا وَعَافِيَةً، ثُمَّ يَكُونُ اِمِيرُ الْغَضَبِ، سِتَّةٌ مِنْهُمْ مِنْ وَلَدِ كَعْبِ بْنِ لُوَيٍّ، وَرَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ، كُلُّهُمْ صَالِحٌ لَا يُبَرِي مِثْلُهُ»

عُقْبَةَ بْنِ اِوْسٍ، عبد اللہ بن عمرو سے روایت کرتا ہے کہ میں نے بعض کتب میں پایا جنگ یرموک کے دن.... قحطان کا آدمی یہ سب صالح ہیں ان سا کوئی نہیں

سوالات ابن الجنید لابی زکریا یحییٰ بن معین کے مطابق

قال ابن الغلابی: یزعمون اِن عقبۃ بن اِوس السدوسی لم یسمع من عبد اللہ بن عمرو

ابن الغلابی کہتے ہیں (محدثین) دعوی کرتے ہیں کہ عقبہ نے عبد اللہ بن عمرو سے نہیں سنا

مسند احمد اور صحیح بخاری کی روایت ہے

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ العَاصِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُونُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ، فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ، فَقَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ [ص: 65] رِجَالًا مِنْكُمْ يُحَدِّثُونَ أَحَادِيثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ، وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أُولَئِكَ جُهَّالُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَالأَمَانِيَّ الَّتِي تُضِلُّ أَهْلَهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ هَذَا الأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ، لَا يُنَازِعُهُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَكَبَّهُ اللَّهُ عَلَى وَجْهِهِ، مَا أَقَامُوا الدِّينَ»

امام الزُّہْرِیّ کہتے ہیں کہ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ نے بتایا کہ وہ معاویہ کے پاس پہنچے اور وہ ایک قریشی وفد کے ساتھ تھے – عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ عنقریب بادشاہت قحطان میں سے ہو گی اس پر معاویہ غضب ناک ہوئے اور کہا اللہ کی حمد کی جس کا وہ اہل ہے پھر کہا پس مجھے پہنچا ہے کہ تم میں سے بعض مرد ایسی احادیث بیان کرتے ہو جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں نہ ہی اثر میں ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا، یہ لوگ تمہارے جاہل ہیں ان سے بچو اور انکی خواہشات سے جس سے گمراہ ہوئے پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے انہوں نے کہا یہ امر قریش میں رہے گا اس میں کسی کا جھگڑا نہ ہو گا سوائے اس کے کہ وہ اوندھا ہو جائے گا اپنے چہرے پر – جب تک یہ دین قائم کریں

اسکی سند میں بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ ہے جو اپنے باپ سے روایت کر رہا ہے محدثین کا اس پر اختلاف ہے کہ اس نے اپنے باپ سے سنا یا نہیں - امام یحییٰ ابن معین اور امام احمد کے مطابق نہیں سنا - یعنی مسند احمد کی یہ روایت خود امام احمد کے نزدیک منقطع ہے لیکن امام بخاری نے اس کو متصل سمجھ لیا ہے

صحیح بخاری کی سند ہے

حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، يُحَدِّثُ

اسکی سند میں اِبو الیمان الحکم بن نافع البہرانی الحمصی جو شُعَیب بن اِبی حَمزَۃَ سے روایت کر رہے ہیں جن کے لئے الذھبی کتاب سیر اِعلام النبلاء میں لکھتے ہیں

سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو البَرْذَعِيُّ: عَنْ أَبِي زُرْعَةَ الرَّازِيِّ، قَالَ: لَمْ يَسْمَعْ أَبُو اليَمَانِ مِنْ شُعَيْبٍ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا، وَالبَاقِي إِجَازَةً

سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو البَرْذَعِيُّ نے اِبی زُرْعَۃَ الرَّازِیِّ سے روایت کیا انہوں نے کہا ابو الیمَانِ نے شُعَیبٍ سے صرف ایک ہی حدیث روایت کی اور باقی اجازہ ہے

تہذیب الکمال کے مطابق احمد کہتے ہیں

فَكَانَ وَلَدُ شُعَيْبٍ يَقُولُ: إِنَّ أَبَا اليَمَانِ جَاءَنِي، فَأَخَذَ كُتُبَ شُعَيْبٍ مِنِّي بَعْدُ، وَهُوَ يَقُولُ: أَخْبَرَنَا. فَكَأَنَّهُ اسْتَحَلَّ ذَلِكَ، بِأَنْ سَمِعَ شُعَيْبًا يَقُولُ لِقَوْمٍ: ارْوُوهُ عَنِّي

قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ: سَمِعْتُ أَبَا الْيَمَانِ يَقُولُ: قَالَ لِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: كَيْفَ سَمِعْتَ الْكُتُبَ مِنْ شُعَيْبٍ؟ قُلْتُ: قَرَأْتُ عَلَيْهِ بَعْضَهُ، وَبَعْضُهُ قَرَأَهُ عَلَيَّ، وَبَعْضُهُ إِجَازَةً لِي، وَبَعْضُهُ مُنَاوَلَةً. قَالَ: فَقَالَ فِي كُلِّهِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

شُعَیب کے بیٹے کہتے تھے کہ اَبَا الیمَانِ میرے پاس آیا اور مجھ سے والد کی کتب لیں اور کہنے لگا اخبرنا ! پس اس نے اس کو جائز سمجھا اور میرے والد ایک قوم سے کہتے یہ مجھ سے روایت (کیسے) کرتا ہے

إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ نے کہا میں نے اَبَا الیمَانِ کو کہتے سنا وہ کہتے مجھ سے امام احمد نے کہا تم شُعَیب سے کتاب کیسے سنتے ہو؟ میں نے کہا بعض میں اس پر پڑھتا ہوں اور بعض وہ مجھ کو سناتا ہے اور بعض کی اس نے اجازت دی اور بعض کا مناولہ کہا میں نے اس سب پر کہا اخبرنا شُعَیبٌ

یعنی اَبَا الیمَانِ الحکم بن نافع اس کا کھلم کھلا اقرار کرتے تھے کہ ہر بات جس پر وہ اخبرنا شُعَیبٌ کہتے ہیں اس میں سے ہر حدیث ان کی سنی ہوئی نہیں ہے

حدیث منکر ہے خلافت قریش سے نکل کر منگول اور ترکوں میں چلی گئی اور قحطانیوں کو نہ ملی جیسا کہ گمان تھا

امام احمد، امام بخاری و مسلم کے دور میں خلافت عباسیوں یعنی قریشیوں کے پاس ہی تھی ان کو نہیں پتا تھا کہ سینٹرل ایشیا کی اقوام کو منتقل ہو جائے گی

الذھبی سیر الاعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۶۰۵ میں اس روایت کے تحت لکھتے ہیں

وَرَوَاهُ: شُعْبَةُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، فَقَالَ: كَانَ مُحَمَّدُ بنُ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ، عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي الأُمَرَاءِ، فَقَالَ صَالِحٌ جَزَرَةُ، وَالزُّهْرِيُّ: إِذَا قَالَ: كَانَ فُلاَنٌ يُحَدِّثُ، فَلَيْسَ هُوَ بِسَمَاعٍ.

امام شُعْبَةُ، امام الزُّہْرِیِّ سے روایت کرتے ہیں کہ محمد بن جبیر، معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے امراء کے بارے میں (رجل قحطانی والی روایت) اس پر صالح جَزَرَةُ اور الزہری نے کہا جب یہ روایت کرے کہ فلاں نے بیان کیا تو سمجھ لو سماع نہیں ہے

الذھبی مزید کہتے ہیں

قُلْتُ: خَبَرُ الأُمَرَاءِ غَرِيْبٌ، مُنْكَرٌ، وَالأَمْرُ اليَوْمَ لَيْسَ فِي قُرَيْشٍ

میں کہتا ہوں الأُمَرَاءِ والی خبر منکر ہے اور آج امر (خلافت) قریش کے پاس نہیں ہے

قصاص کا مطالبہ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا لشکر بصرہ تک قصاص کی راہ ہموار کرنے گیا تھا۔جنگ میں بہت شدت سے لڑ رہا تھا لیکن ایک طرف قریشی تھے اور دوسری طرف تمام قبائل۔شیعہ حضرات روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تیر چلائے۔کتاب جمل من اِنساب الأشراف از البَلاذُری (المتوفی: 279ھ-) کے مطابق

وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو النصر، حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو:عَنِ ابْنِ حَاطِبٍ قَالَ: أَقْبَلْتُ مَعَ عَلِيٍّ يَوْمَ الْجَمَلِ إِلَى الْهَوْدَجِ وَكَأَنَّهُ شَوْكُ قُنْفُذٍ مِنَ النَّبْلِ، فَضَرَبَ الْهَوْدَجَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ حُمَيْرَاءَ إِرَمَ هَذِهِ أَرَادَتْ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلَتْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ. فَقَالَ لَهَا أَخُوهَا مُحَمَّدٌ: هَلْ أَصَابَكِ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ: مِشْقَصٌ فِي عَضُدِي. فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ ثُمَّ جَرَّهَا إِلَيْهِ فَأَخْرَجَهُ.

ابن حاطب کہتے ہیں کہ میں علی کے ساتھ عائشہ کے ہودج کے قریب آیا: اس وقت یہ ہودج تیروں کی بوچھار سے خاردار چوہے کی طرح لگ رہا تھا۔تو علی نے اس ہودج کو مارا اور کہا: یہ حمیراء (عائشہ) ہے،اس پر تیر چلاؤ! یہ مجھے قتل کرنا چاہتی ہے جس طرح اس نے عثمان کو قتل کیا۔عائشہ کے بھائی محمد بن ابی بکر نے عائشہ سے پوچھا: آپ کو کوئی تیر لگا تو نہیں؟ عائشہ نے کہا: میرے بازو میں ایک تیر پیوست ہے۔پھر محمد بن ابی بکر نے اپنا سر ھودج میں داخل کیا اور عائشہ کو اپنی طرف کھینچ کر تیر نکال دیا۔

سند میں راوی إسحاق بن سعید ہے جو مجھول ہے. شیعہ کہتے ہیں کہ اس کی سند میں إسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید ہیں لیکن ان کی روایت عن إبیہ، عن ابن عمر سے مروی ہیں. اس کا دوسرا راوی عمرو بن سعید ہے جو مجھول ہے. روافض نے اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے سند ہی بدل دی ہے لہٰذا ان کی طرف سے یہ شوشہ چھوڑا جاتا ہے کہ اسحاق بن سعید اور عمر بن سعید کے درمیان عن غلط ہے اسے بن سمجھا جائے تو یہ ایک راوی ہو جاتا ہے لیکن یہ دعوی بلا دلیل ہے اور اسی صورت قبول ہو گا جب اور نسخوں میں ایسا ہو یا خارجی قرائین موجود ہوں

المصنف ابن ابی شیبہ کی روایات

مصنف ابن ابی شیبہ میں جنگی ماحول پر روایات جمع کی گئی ہیں اب ان کا جائزہ لیتے ہیں

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٣٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا مَسْعُودُ بْنُ سَعْدٍ الْجُعْفِيُّ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ ، قَالَ : لَمَّا انْهَزَمَ أَهْلُ الْجَمَلِ ، قَالَ عَلِيٌّ : لَا يَطْلُبَنَّ عَبْدٌ خَارِجًا مِنَ الْعَسْكَرِ ، وَمَا كَانَ مِنْ دَابَّةٍ ، أَوْ سِلَاحٍ فَهُوَ لَكُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ أُمٌّ وَلَدٍ وَالْمَوَارِيثُ عَلَى فَرَائِضِ اللهِ ، وَأَيُّ امْرَأَةٍ قُتِلَ زَوْجُهَا فَلْتَعْتَدَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ، قَالُوا : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، تَحِلُّ لَنَا دِمَاؤُهُمْ وَلَا تَحِلُّ لَنَا نِسَاؤُهُمْ ، قَالَ : فَخَاصَمُوهُ ، فَقَالَ : كَذَلِكَ السِّيرَةُ فِي أَهْلِ الْقِبْلَةِ ، قَالَ : فَهَاتُوا سِهَامَكُمْ وَاقْرَعُوا عَلَى عَائِشَةَ فَهِيَ رَأْسُ الْأَمْرِ وَقَائِدُهُمْ ، قَالَ : فَعَرَفُوا وَقَالُوا : نَسْتَغْفِرُ اللَّهَ ، قَالَ : فَخَصَمَهُمْ عَلِيٌّ .

(۳۸۹۳۵) ابو بختری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب اہل جمل (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لشکر) شکست کھا چکا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی آدمی لشکر سے باہر کسی کی تلاش نہ کرے (یعنی شکست کھانے والوں کا پیچھا نہ کرے) جو سواری یا ہتھیار یہاں سے ملے ہیں وہ تمہارا ہے لیکن تمہارے لیے کوئی ام ولد نہیں (یعنی کوئی باندی تمہارے لیے نہیں) اور وراثتیں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حصوں کے مطابق تقسیم ہوں گی اور جس عورت کا خاوند فوت ہو چاہے وہ اپنی عدت چار مہینے دس دن (آزاد عورت کی طرح) پوری کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کے لشکر والے کہنے لگے اے امیر المومنین آپ ان کا مال ہمارے لیے حلال کرتے ہیں مگر ان کی عورتیں حلال نہیں کرتے۔ پس لشکر والے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر غالب آ گئے۔ آپ نے فرمایا اہل قبلہ کے اخلاق ایسے ہی ہوتے ہیں پھر فرمایا لاؤ اپنے تیر مجھے دو اور سب سے پہلے قرعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ڈالو وہ کس کے حصے میں آتی ہیں (جو تمہاری سب کی ماں ہے) کیونکہ وہ لشکر کی قائد تھیں۔ پس یہ سن کر وہ منتشر ہو گئے اور اللہ سے مغفرت کرنے لگے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ ان پر غالب آ گئے حجت اور دلیل میں (یعنی مسلمانوں کی عورتوں کو باندی نہیں بنایا جا سکتا)

سند منقطع ہے ابو البختری کا سماع علی سے نہیں ہے۔ جامع التحصیل فی احکام المراسیل از صلاح الدین ابو سعید خلیل بن کیکلدی بن عبد اللہ الدمشقی العلائی (المتوفی: 761ھ) میں ہے

سعید بن فیروز ابو البختری الطائی کثیر ارسال عن عمر و علی و ابن مسعود و حذیفۃ و غیرہم رضی اللہ عنہم قال شعبۃ کان ابو اسحاق یعنی السبیعی اکبر من ابی البختری و لم یدرک ابو البختری علیا

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٣٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ يَوْمَ الْجَمَلِ يَقُولُ : إِنَّا كُنَّا أَدْهَنَّا فِي أَمْرِ عُثْمَانَ فَلاَ نَجِدُ بُدًّا مِنَ المبايعة.

(۳۸۹۳۶) حکیم ابن جابر فرماتے ہیں کہ میں نے طلحہ بن عبید اللہ کو فرماتے ہوئے سنا جنگ جمل کے دن کہ ہم نے حضرت عثمان کے

ارے میں دورخا رویہ اپنایا پس ہم نہیں پاتے بیعت کے بغیر چارہ کار۔

یعنی طلحہ کی رائے میں لوگ عثمان کے قصاص کے مطالبے سے ہٹ گئے جب علی نے اس میں کوئی پیش رفت نہ کی

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٣٧) حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، قَالَ : لَمْ يَشْهَدِ الْجَمَلَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ إِلاَّ عَلِيٌّ وَعَمَّارٌ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَإِنْ جَاؤُوا بِخَامِسٍ فَأَنَا كَذَّابٌ. (احمد ٤٠٩٦)

(۳۸۹۳۷) حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جنگ جمل کے دن کوئی صحابی رسول شریک نہیں ہوئے حضرت علی۔ عمار، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کے سوا اگر کوئی پانچواں صحابی شریک ہوا ہو تو میں کذاب ہوں۔

سند ضعیف ہے منصور بن عبد الرحمٰن الغدانی نا قابل دلیل اور ابن حزم کے نزدیک ضعیف ہے—اس کا قول تاریخا غلط ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٣٨) حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ ، قَالَ : قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ : إِنَّ أُمَّنَا سَارَتْ مَسِيرَنَا هَذَا ، وَإِنَّهَا وَاللهِ زَوْجَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَلَكِنَّ اللَّهَ ابْتَلاَنَا بِهَا لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ نُطِيعُ أَمْ إِيَّاهَا . (حاکم ٦)

(٣٨٩٣٨) عبداللہ بن زیاد سے روایت ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہماری ماں (حضرت عائشہ) ہمارے اس راستے پر چلیں اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا آخرت میں زوجہ محترمہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے ذریعے آزمایا تا کہ اللہ تعالیٰ جان لے ہم اس کی اطاعت کرتے ہیں یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

سند منقطع ہے—اعمش کا سماع شمر بن عطیہ سے نہیں ہے

وفی کتاب «سؤالات حرب الکرمانی» قال ابو عبد اللہ : الأعمش لم یسمع منہ شمر بن عطیۃ

اعمش کا سماع شمر بن عطیہ سے نہیں ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٤١) حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، عَنْ عَبْدِالْجَبَّارِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْهَجَنَّعِ ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ :قِيلَ لَهُ:مَا مَنَعَك أَنْ تَكُونَ قَاتَلْت عَلَى بُصَيْرتك يَوْمَ الْجَمَلِ، قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:يَخْرُجُ قَوْمٌ هَلْكَى لَا يُفْلِحُونَ، قَائِدُهُمُ امْرَأَةٌ، قائدهُمْ فِي الْجَنَّةِ.(مسند ٤٤٠٨)

(۳۸۹۴۱)ابوبکرہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے کہا آپ کو جنگ جمل کے دن کس شئے نے منع کیا قتال میں شرکت سے اہل بصرہ کی طرف سے؟ تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ایک ہلاک ہونے والی قوم نکلے گی جو کامیاب نہ ہوگی ان کی سردار ایک عورت ہوگی پھر فرمایا وہ جنت میں ہوں گے۔

: دیوان الضعفاء والمتروکین میں الذھبی کہتے ہیں عمر بن الہجنع عن ابی بکرۃ الثقفی، نکرۃ لا یعرف نہیں معلوم کون ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٤٤) حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنْ جُوَيْبِرٍ ، عَنِ الضَّحَّاكِ ، أَنَّ عَلِيًّا لَمَّا هَزَمَ طَلْحَةَ وَأَصْحَابَهُ أَمَرَ مُنَادِيَهُ أَنْ لَا يُقْتَلَ مُقْبِلٌ وَلَا مُدْبِرٌ ، وَلَا يُفْتَحَ بَابٌ ، وَلَا يُسْتَحَلَّ فَرْجٌ وَلَا مَالٌ.

(۳۸۹۴۴) حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جب طلحہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی شکست کھا گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے منادی کو حکم دیا کہ وہ اعلان کرے کہ اب سامنے سے آنے والے اور پیٹھ پھیر کر جانے والے کو قتل نہ کیا جائے اور نہ ہی کوئی دروازہ کھولا جائے اور نہ کسی کے لیے باندی بنانا حلال ہے اور نہ ہی مال حلال ہے۔

سند میں جویبر بن سعید الازدی الخراسانی سخت ضعیف کوئی چیز نہیں ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٤٥) حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَلْعٍ ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ ، قَالَ :أَمَرَ عَلِيٌّ مُنَادِيًا فَنَادَى يَوْمَ الْجَمَلِ :أَلَا لَا يُجْهَزَنَّ عَلَى جَرِيحٍ وَلَا يُتْبَعَ مُدْبِرٌ.

(۳۸۹۴۵) عبد خیر رایشید سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے دن منادی کو حکم دیا کہ وہ نداء لگائے خبردار کوئی زخمی کو

قتل نہ کرے اور نہ ہی پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے کا پیچھا کرے۔

سند صحیح ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٤٦) حَدَّثنا وَكِيع ، عَنْ فِطْرٍ ، عَنْ مُنْذِرٍ ، عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ ، قَالَ : حَمَلَت عَلَى رَجُلٍ يَوْمَ الْجَمَلِ ، فَلَمَّا ذَهَبْت أَطْعَنُهُ ، قَالَ :أَنَا عَلَى دِينِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَعَرَفْت الَّذِي يُرِيدُ ، فَتَرَكْته.

(۳۸۹۴۶) ابن حنفیہ رایشید سے روایت ہے کہ جنگ جمل کے دن میں ایک شخص پر غالب تھا جب میں اس کو نیزہ مارنے لگا تو اس نے کہا میں علی رضی اللہ عنہ کے دین پر ہوں (یعنی میں ان کے ساتھ ہوں) میں جان گیا یہ کیا چاہتا ہے میں نے اسے چھوڑ دیا۔

اسی سند سے ہے

(٣٨٩٧٥) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ فِطْرٍ ، عَنْ مُنْذِرٍ ، عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ ، أَنَّ عَلِيًّا قَسَمَ يَوْمَ الْجَمَلِ فِي الْعَسْكَرِ مَا أَجَافُوا عَلَيْهِ مِنْ سِلَاحٍ ، أَوْ كُرَاعٍ.

(۳۸۹۷۵) حضرت ابن حنفیہ فرماتے ہیں کہ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہر طرح کا مال غنیمت میں تقسیم فرمایا۔

سند میں فطر بن خلیفہ غالی ہے خشبیہ میں سے ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٤٧) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ جَعْفَرٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ ، قَالَ : أَرْسَلَنِي عَلِيٌّ إِلَى طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ يَوْمَ الْجَمَلِ ، قَالَ : فَقُلْتُ لَهُمَا : إِنَّ أَخَاكُمَا يُقْرِئُكُمَا السَّلَامَ وَيَقُولُ لَكُمَا: هَلْ وَجَدْتُمَا عَلَيَّ حَيْفًا فِي حُكْمٍ ، أَوِ اسْتِئْثَارٍ بِفَيْءٍ ، أَوْ بِكَذَا ، أَوْ بِكَذَا ، قَالَ : فَقَالَ الزُّبَيْرُ : لَا فِي وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا ، وَلَكِنْ مَعَ الْخَوْفِ شِدَّةُ الْمَطَامِعِ.

(۳۸۹۴۷) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف جنگ جمل کے دن بھیجا۔ میں نے ان سے کہا آپ دونوں کے بھائی آپ کو سلام کہہ رہے ہیں اور آپ دونوں کو کہہ رہے ہیں کیا تم نے مجھے کسی حکم میں ظلم کرتے ہوئے پایا یا اس طرح کی کوئی اور بات ہے؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان میں سے کوئی نہیں مگر خوف کے ساتھ ان کے اندر لالچ بھی ہے۔

سند صحیح ہے۔یعنی زبیر رضی اللہ عنہ کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ میں ظلم تو نہیں لیکن لالچ آ جانے کا خوف ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٤٨) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا أَبُو مَالِكٍ الأَشْجَعِيُّ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ ، قَالَ : كُنَّا فِي الشِّعْبِ فَكُنَّا نَنْتَقِصُ عُثْمَانَ ، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَفْرَطْنَا ، فَالْتَفَتُّ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ ، فَقُلْتُ لَهُ : يَا أَبَا عَبَّاسٍ ، تَذْكُرُ عَشِيَّةَ الْجَمَلِ ، أَنَا عَنْ يَمِينِ عَلِيٍّ ، وَأَنْتَ عَنْ شِمَالِهِ ، إِذْ سَمِعْنَا الصَّيْحَةَ مِنْ قِبَلِ الْمَدِينَةِ ، قَالَ : فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : نَعَمْ الَّتِي بَعَثَ بِهَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ ، فَأَخْبَرَهُ ، أَنَّهُ وَجَدَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ وَاقِفَةً فِي الْمِرْبَدِ تَلْعَنُ قَتَلَةَ عُثْمَانَ ، فَقَالَ عَلِيٌّ : لَعَنَ اللَّهُ قَتَلَةَ عُثْمَانَ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ وَالْبَرِّ وَالْبَحْرِ ، أَنَا عَنْ يَمِينِ عَلِيٍّ ، وَهَذَا عَنْ شِمَالِهِ ، فَسَمِعْته مِنْ فِيهِ إِلَى فِي ، وَابْنُ عَبَّاسٍ ، فَوَاللهِ مَا عِبْت عُثْمَانَ إِلَى يَوْمِي هَذَا.

(۳۸۹۴۸) محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ایک گروہ میں بیٹھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کمی بیان کر رہے تھے، جب ہم نے حد سے تجاوز کیا تو میں حضرت عبداللہ ابن عباس کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا اے ابن عباس کیا آپکو جنگ جمل کی شام یاد ہے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب تھا اور آپ بائیں جانب جب ہم نے مدینہ کی طرف سے ایک چیخ سنی تھی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جی ہاں جب فلاں کو اس کی خبر لانے کے لیے بھیجا تھا۔ پس اس نے خبر دی تھی کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹوں کے باڑے میں کھڑے ہو کر عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر لعنت کر رہی تھیں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لعنت ہو عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر وہ

چاہے نرم زمین میں ہوں، یا پہاڑوں میں، خشکی میں ہوں، یا تری میں، میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب تھا اور یہ بائیں جانب تھے پس میں نے اور ابن عباس نے آمنے سامنے یہ سنا۔ اللہ کی قسم میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا آج تک کوئی عیب بیان نہیں کیا۔

سند متصل ہے سالم پر عقیلی کا کہنا ہے متروک ہے

قال العقیلی: کان یفرط فی التشیع، ویبغض ابا بکر وعمر، ویتناول عثمان۔ رضی اللہ عنہم۔ فترک لذلک، وبحق ترک.

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٥١) حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ ، عَنْ لَيْثٍ ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ ، أَنَّ عَلِيًّا أَجْلَسَ طَلْحَةَ يَوْمَ الْجَمَلِ ، وَمَسَحَ عَنْ وَجْهِهِ التُّرَابَ ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى حَسَنٍ ، فَقَالَ :إِنِّي وَدِدْت أَنِّي مِتّ قَبْلَ هَذَا. (ابن ابی الدنیا ١٥٥)

(٣٨٩٥١) حضرت طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے دن حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو بٹھایا اور ان کے چہرے سے مٹی صاف کی پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کاش میں ان سے پہلے مرجاتا۔

طلحۃ بن مصرف (112ھ-) کا سماع ابن عباس سے ہے، علی سے نہیں ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٥٢) حَدَّثَنَا قَبِيصَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ خُمَيْرِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ عَمَّارٌ لِعَلِيٍّ يَوْمَ الْجَمَلِ: مَا تَرَى فِي سَبْيِ الذُّرِّيَّةِ ، قَالَ ، فَقَالَ :إِنَّمَا قَاتَلْنَا مَنْ قَاتَلَنَا ، قَالَ :لَوْ قُلْتَ غَيْرَ هَذَا خَالَفْنَاك. (بیهقی ١٨١)

(٣٨٩٥٢) حضرت خمیر بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ جمل کے دن حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ کا قیدیوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے صرف ان سے قتال کیا ہے جو ہم سے لڑائی کے لیے آئے (یعنی ہم قیدیوں کو غلام نہیں بنائیں گے) حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اگر آپ اس کے خلاف کوئی بات کہتے تو ہم آپ کی مخالفت کرتے۔

سند میں خُمَیرِ بنِ مَالِکٍ مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۸۹۵۳) حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ہم مدینے پہنچے ہمارا حج کرنے کا ارادہ تھا۔ اپنی منزل پر پہنچ کر ہم نے اپنے کجاوے رکھے کہ اچانک آنے والے نے کہا کہ لوگ مسجد میں پریشان حال جمع ہیں۔ پس میں مسجد پہنچا اور لوگوں کو وہاں جمع دیکھا۔ حضرت علی، زبیر، طلحہ اور سعد بن وقاص رضی اللہ عنہم بھی وہاں موجود تھے۔ میں بھی اس طرح کھڑا ہو گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے۔ کسی نے کہا یہ عثمان رضی اللہ عنہ ہیں ان کے سر پر زرد رنگ کا کپڑا تھا جس سے انہوں نے سر ڈھانپا ہوا تھا فرمانے لگے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں؟ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ پھر فرمایا یہ حضرت زبیر ہیں؟ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ پھر فرمایا یہ طلحہ رضی اللہ عنہ ہیں لوگوں نے جواب دیا جی ہاں۔ پھر فرمایا یہ سعد ہیں لوگوں نے کہا جی ہاں۔ پھر فرمانے لگے میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ کیا تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو فلاں قبیلے کے باڑے کو خرید لے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں گے۔ پس میں نے اسے بیس یا پچیس ہزار درہم کے عوض خریدا اور حاضر خدمت ہو کر میں نے عرض کیا تھا کہ میں نے خرید لیا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسکو مسجد بنا دو اور تمہارے لیے اجر ہے؟ تو لوگوں نے کہا بالکل اسی طرح ہے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو؟ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو بئر رومہ (کنواں) خرید لے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں گے۔ پھر میں نے اسے خریدا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ میں نے کنواں خرید لیا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے مسلمانوں کے لیے وقف کر دو اس کا اجر اللہ تم کو دے گا۔ لوگوں نے کہا جی بالکل ایسے ہے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ جانتے ہو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ کے چہروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہ جو ان لوگوں کو سامان جنگ مہیا کرے گا (غزوہ تبوک میں) اللہ تعالیٰ اس کے مغفرت فرمائیں گے۔ پس میں نے ان لوگوں کو سامان جنگ دیا حتیٰ کہ لگام اور اونٹ باندھنے کی رسی تک میں نے مہیا کی؟ لوگوں نے کہا جی بالکل ایسے ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین دفعہ فرمایا اے اللہ تو گواہ رہنا۔ احنف کہتے ہیں کہ میں چلا اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا کہ اب آپ مجھے کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ اور میرے لیے (بیعت کے لیے) کس کو پسند کرتے ہو؟ کیونکہ ان کو (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) شہید ہوتے دیکھ رہا ہوں۔ دونوں نے جواب دیا ہم آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ میں نے پھر عرض کیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم دے رہے ہیں اور آپ

میرے لیے ان پر راضی ہیں دونوں نے جواب دیا ہاں۔

پھر میں حج کے لیے مکہ روانہ ہوا کہ اس دوران حضرت عثمان کی شہادت کی خبر پہنچی۔ مکہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی قیام فرما تھیں۔ میں ان سے ملا اور ان سے عرض کیا کہ اب میں کن سے بیعت کروں انہوں نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ میں نے عرض کیا آپ مجھے علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کا حکم دے رہی ہیں اور آپ اس پر راضی ہیں انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے واپسی پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی مدینہ میں۔ پھر میں بصرہ لوٹ آیا۔ پھر میں نے معاملے کو مضبوط ہوتے ہوئے ہی دیکھا۔ اسی اثناء میں ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کہنے لگا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ خریبہ مقام پر قیام فرماں ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کیوں آئے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا وہ آپ سے مدد چاہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے میں جو مظلوم شہید ہوئے ہیں۔ احنف نے فرمایا مجھ پر اس سے زیادہ پریشان کرنے والا معاملہ کبھی نہیں آیا۔ میرا ان سے (طلحہ رضی اللہ عنہ زبیر رضی اللہ عنہ) جدا ہونا بڑا دشوار کن مرحلہ ہے جبکہ ان کے ساتھ ام المومنین اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی ہیں۔ اور دوسری طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد سے قتال کرنا بھی چھوٹی بات نہیں جب کہ ان کی بیعت کا حکم وہ (طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، ام المومنین رضی اللہ عنہا) خود دے چکے ہیں۔ جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ کہنے لگے کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ کے سلسلہ میں مدد لینے کے لیے آئے ہیں جو مظلوم قتل ہوئے ہیں۔ احنف کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے ام المومنین! میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ مجھے کس کی بیعت کا حکم دیتی ہیں؟ آپ نے فرمایا تھا علی رضی اللہ عنہ کا میں نے پھر کہا تھا کہ آپ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم دیتی ہیں اور آپ میرے لیے ان پر خوش ہیں تو آپ نے فرمایا تھا ہاں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا بالکل ایسے ہی ہے لیکن اب علی رضی اللہ عنہ بدل چکے ہیں۔ پھر یہی بات میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہی انہوں نے بھی اسی طرح اقرار کیا اور فرمایا اب حضرت علی رضی اللہ عنہ بدل چکے ہیں۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں تم سے قتال نہیں کروں گا جبکہ تمہارے ساتھ ام المومنین بھی ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی قتال نہیں کروں گا کیونکہ تم لوگوں نے خود ہی مجھے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا حکم دیا ہے۔ میرے لیے تین باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کر لو یا تو میرے لیے باب جسر کھول دو تا کہ میں عجمیوں کے وطن چلا جاؤں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ کر دے یا پھر مجھے مکہ جانے دیا جائے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ نہ فرما دیں یا پھر میں علیحدہ ہو جاتا ہوں اور قریب میں قیام کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم مشورہ کرتے ہیں پھر تمہیں پیغام بھیجتے ہیں پس انہوں نے مشورہ کیا اور کہنے لگے کہ ہم اس کے لیے باب جسر کھول دیتے ہیں تو اس کے ساتھ منافق اور جدا ہونے والے مل جائیں گے اور پھر یہ مکہ چلا جائے گا اور ممکن ہے تمہارے بارے میں مکہ والوں کی رائے کو بدلے اور تمہاری خبریں ان کو بتلائیں لہذا یہ مضبوط رائے نہیں ہے۔ اس کو قریب ٹھہراؤ تا کہ معاملے پر تم غالب آجاؤ اور اس پر نگاہ بھی رکھو۔ پس وہ مقام جلعاء میں ٹھہرے جو بصرہ سے دو فرسخ پر ہے اس کے ساتھ چھ ہزار کا لشکر بھی علیحدہ ہو گیا۔

پھر لشکر کی مڈبھیڑ ہوئی پس پہلے شہید طلحہ رضی اللہ عنہ تھے اور کعب بن سور کے پاس قرآن کریم بھی تھا اور دونوں لشکروں کو نصیحت

کر رہے تھے اسی دوران وہ بھی شہید ہو گئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بصرہ کے مقام سفوان پہنچ گئے جیسے تم سے مقام قادسیہ ہے۔ پس ان سے بنو مجاشع کا ایک شخص ملا اور کہنے لگا اے صحابی رسول آپ کہاں جا رہے ہیں۔ میں میری پناہ میں آ جائیں آپ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ پس وہ اس کے ساتھ چل دیئے پھر احنف کے پاس ایک آدمی آیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اطلاع دی تو وہ کہنے لگے ان کو کس نے امن دیا ہے انہوں نے تو مسلمانوں کو مدمقابل لا کھڑا کیا یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کے در بانوں کو تلواروں سے مار رہے ہیں۔ اور اب خود وہ اپنے گھر اور اہل کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ یہ بات عمیر بن جرموز اور غواۃ غواء بن تمیم (سے) فضالہ بن حابس اور نفیع نے سنی پس وہ ان کی طلب میں نکلے اور حضرت زبیر سے ملے جب کہ ان کے ساتھ وہ شخص بھی تھا جس نے ان کو پناہ دی تھی۔ پس ان کے پاس عمیر بن جرموز آیا اس حال میں کہ گھوڑے پر تھا۔ اس نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو طعنہ دیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا اس حال میں کہ آپ بھی گھوڑے پر تھے جس کا نام ذوالخمار تھا۔ جب عمیر بن جرموز نے گمان کیا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اسے قتل کر دیں گے تو اس نے اپنے دو ساتھیوں کو آواز دی اے نفیع اے فضالہ پس ان سب نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور انہیں شہید کر دیا۔

سند ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ جَاوَانَ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ،

سند میں عُمَر بْن جاوان، ويُقال: عَمْرو بْن جاوان مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٥٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ أَمِ الصَّيْرَفِيِّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ : لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ قُلْتُ : مَا يُقِيمُنِي بِالْعِرَاقِ ، وَإِنَّمَا الْجَمَاعَةُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ، قَالَ: فَخَرَجْت فَأُخْبِرْت، أَنَّ النَّاسَ قَدْ بَايَعُوا عَلِيًّا، قَالَ: فَانْتَهَيْت إِلَى الرَّبَذَةِ وَإِذَا عَلِيٌّ بِهَا، فَوُضِعَ لَهُ رَحْلٌ فَقَعَدَ عَلَيْهِ، فَكَانَ كَقِيَامِ الرَّجُلِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ إِنَّ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ قد بَايَعَا طَائِعَيْنِ غَيْرَ مُكْرَهَيْنِ، ثُمَّ أَرَادَا أَنْ يُفْسِدَا الأَمْرَ وَيَشُقَّا عَصَا الْمُسْلِمِينَ ، وَحَرَّضَ عَلَى قِتَالِهِمْ، قَالَ: فَقَامَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ، فَقَالَ : أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّ الْعَرَبَ سَتَكُونُ لَهُمْ جَوْلَةٌ عِنْدَ قَتْلِ هَذَا الرَّجُلِ ، فَلَوْ أَقَمْت بِدَارِكَ الَّتِي كُنْتَ بِهَا ، يَعْنِي الْمَدِينَةَ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ تُقْتَلَ بِحَالٍ مَضْيَعَةٍ لَا نَاصِرَ لَكَ ، قَالَ : فَقَالَ عَلِيٌّ : اجْلِسْ فَإِنَّمَا تَخِنُّ كما تخن الْجَارِيَةُ ، أو إِنَّ لَكَ خَنِينًا كَخَنِينِ الْجَارِيَةِ ، آللهِ أَجْلِسُ بِالْمَدِينَةِ كَالضَّبُعِ تَسْتَمِعُ اللَّدَمَ ، لَقَدْ ضَرَبْت هَذَا الأَمْرَ ظَهْرَهُ وَبَطْنَهُ ، أَوْ رَأْسَهُ وَعَيْنَيْهِ ، فَمَا وَجَدْت إِلاَّ السَّيْفَ ، أَوِ الْكُفْرَ. (حاکم ١١٥)

(٣٨٩٥٤) طارق بن شہاب سے روایت ہے کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان کو قتل کیا گیا میں نے دل میں سوچا کہ مجھے کس شئے نے عراق میں ٹھہرایا ہوا ہے حالانکہ جماعت تو مدینہ میں ہے مہاجرین اور انصار کے پاس کہتے ہیں میں نکلا مجھے خبر ملی کہ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے کہتے ہیں کہ میں ربذہ مقام پر پہنچا تو وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ان کے لیے ایک شخص نے بیٹھنے کے لیے نشست رکھی۔پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہونے کی حالت میں تھے۔انہوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت خوشی خوشی کی تھی نہ کہ حالت اکراہ میں۔اب چاہتے ہیں کہ وہ معاملے کو بگاڑ دیں اور مسلمانوں کی لاٹھی (جمعیت) کو توڑ ڈالیں،حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کرنے کے لیے لوگوں کو ابھارا۔پھر حسن رضی اللہ عنہ بن

علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں نے آپ کو نہیں کہا تھا کہ عرب ان کے ساتھ جمع ہو جائیں گے اگر اس شخص (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کو شہید کیا گیا۔اگر آپ اپنے گھر میں رہتے یعنی مدینہ میں تو مجھے ڈر تھا کہ آپ کو بھی اسی لاپرواہی سے قتل کر دیا جاتا اور آپ کا کوئی مددگار نہ ہوتا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم بیٹھ جاؤ تم ایسے گنگناتے ہو جیسے دوشیزہ گنگناتی ہے یا یہ فرمایا کہ تمہارے لیے ایسا گنگنانا ہونا ہے جیسے دوشیزہ کے لیے گنگنانا ہونا۔اللہ کی قسم میں مدینہ میں اس بھیڑیے کی طرح بیٹھا تھا جو زمین پر پتھر گرنے کی آواز سن رہا ہو۔پس میں نے اس معاملے کا بہت گہرائی سے مشاہدہ کیا میں نے سوائے تلوار یا کفر کے کچھ نہیں پایا۔

سند میں صفوان بن قبیصۃ. مجہول ہے میزان میں الذھبی نے ذکر کیا ہے عن طارق بن شہاب. وعنہ اِمی الصیرفی، وآخران. مجہول.

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٥٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، قَالَ :حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، قَالَ :حَدَّثَنِي سَيْفُ بْنُ فُلَانِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْعَنَزِيُّ ، قَالَ :حَدَّثَنِي خَالِي ، عَنْ جَدِّي ، قَالَ :لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجَمَلِ وَاضْطَرَبَ النَّاسُ ، قَامَ النَّاسُ إِلَى عَلِيٍّ يَدَّعُونَ أَشْيَاءَ ، فَأَكْثَرُوا الْكَلَامَ ، فَلَمْ يَفْهَمْ عَنْهُمْ ، فَقَالَ :أَلَا رَجُلٌ يَجْمَعُ لِي كَلَامُهُ فِي خَمْسِ كَلِمَاتٍ ، أَوْ سِتٍّ ، فَاحْتَفَزْت عَلَى إِحْدَى رِجْلَى ، فَقُلْتُ :إِنْ أَعْجَبَهُ كَلَامِي وَإِلَّا لَجَلَسْت مِنْ قَرِيبٍ ، فَقُلْتُ :يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، إِنَّ الْكَلَامَ لَيْسَ بِخَمْسٍ وَلَا بِسِتٍّ ، وَلَكِنَّهُمَا كَلِمَتَانِ ، هَضْمٌ ، أَوْ قِصَاصٌ ، قَالَ :فَنَظَرَ إِلَيَّ فَعَقَدَ بِيَدِهِ ثَلَاثِينَ ، ثُمَّ قَالَ :أَرَأَيْتُمْ مَا عَدَدْتُمْ فَهُوَ تَحْتَ قَدَمِي هَذِهِ. (عبدالرزاق ١٨٥٨٦)

(۳۸۹۵۵) سیف بن فلاں بن معاویہ عنزی اپنے ماموں اور وہ میرے نانا سے نقل کرتے ہیں کہ جب جنگ جمل کا دن آیا تو لوگ پریشان تھے۔ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف کھڑے ہوتے اور مختلف چیزوں کا دعوی کرتے۔ جب آوازیں زیادہ ہوگئیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کی آوازوں کو سمجھ نہ پائے تو فرمایا کیا کوئی ایسا شخص نہیں جو اپنی بات پانچ یا چھ کلمات میں سمیٹ دے۔ پس میں جلدی سے ایک ٹانگ پر کھڑا ہوا اور کہا کہ اگر میں اپنی بات سمیٹ نہ سکا تو قریب میں بیٹھ جاؤں گا پس میں نے کہا اے امیر المومنین! میرا کلام پانچ یا چھ لفظوں کا نہیں بلکہ صرف دو الفاظ کا ہے حملہ یا قصاص۔ انہوں نے میری طرف دیکھا اور اپنے ہاتھ سے تیس تک گنا۔ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میری طرف دیکھا اور جو تم نے گنا (شمار کیا) وہ میرے ان قدموں کے نیچے ہے۔

سند میں ہے سَيْفُ بْنُ فُلَانِ نے اپنے خالو انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا یہ تینوں مجہول ہیں

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٥٩) حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سَوَّارٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ :أَرْسَلَ إِلَيَّ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ فِي حَاجَةٍ فَأَتَيْته ، قَالَ :فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْمَسْجِد ، فَقَالُوا :يَا أَبَا عِيسَى ، حدثنا فِي الْأُسَارَى لَيْلَتَنَا ، فَسَمِعْتهمْ يَقُولُونَ :أَمَّا مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ فَإِنَّهُ مَقْتُولٌ بُكْرَةً ، فَلَمَّا صَلَّيْت الْغَدَاةَ جَاءَ رَجُلٌ يَسْعَى الْأُسَارَى الْأُسَارَى ، قَالَ :ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فِي أَثَرِهِ يَقُولُ :مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ ، مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ قَالَ : فَانْطَلَقْت ، فَدَخَلْتُ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَسَلَّمْت ، فَقَالَ :أَتَبَايِعُ تَدْخُلُ فِيمَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ قُلْتُ :نَعَمْ ، قَالَ :هَكَذَا ، وَمَدَّ يَدَهُ فَبَسَطَهُمَا قَالَ :فَبَايَعْته ، ثُمَّ قَالَ :ارْجِعْ إِلَى أَهْلِك وَمَالِك ، قَالَ :فَلَمَّا رَأَنِي النَّاسَ قَدْ خَرَجْت ، قَالَ :جَعَلُوا يَدْخُلُونَ فَيُبَايِعُونَ.

(۳۸۹۵۹) حضرت سوار رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ نے مجھے کسی ضرورت کے لیے اپنے پاس بلایا میں حاضر خدمت ہوا۔ میں ان کے پاس بیٹھا تھا کہ اسی اثنا میں مسجد کے کچھ لوگ حضرت موسیٰ بن طلحہ کے پاس آئے اور کہا اے ابوعیسیٰ ہمیں ہماری رات کے اساری کے بارے میں بتایئے، حضرت سوار رحمہ اللہ صبح کے وقت قتل کر دیئے جائیں گے پس جب میں نے صبح کی نماز ادا کی تو ایک شخص دوڑتا ہوا آیا جو پکارتے ہوئے کہہ رہا تھا الا ساری الا ساری پھر ایک دوسرا شخص اس کے نقش قدم پر چلتا ہوا آیا وہ پکار رہا تھا موسیٰ بن طلحہ موسیٰ بن طلحہ حضرت سوار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پس میں چلا اور امیر المومنین کے پاس آیا اور سلام کیا۔ امیر المومنین نے کہا کہ کیا تم نے بیعت کر لی؟ جہاں لوگ داخل ہوئے تم داخل ہو گئے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ سوار فرماتے ہیں کہ اس طرح (ہاتھ پھیلائے ہوئے) امیر المومنین نے اپنے ہاتھ پھیلائے۔ پھر کہا تم نے بیعت کر لی پھر کہا تم اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ جاؤ جب لوگوں نے مجھے نکلتے ہوئے دیکھا تو وہ داخل ہونا شروع ہوئے اور بیعت کرنے لگے۔

سند میں اِشعث بن سوار الکندی ضعیف ہے اس کا باپ مجہول الحال ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٦٥) حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ ، قَالَ :حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ أَبِي الضُّحَى ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ، قَالَ : سَمِعَ عَلِيٌّ يَوْمَ الْجَمَلِ صَوْتًا تِلْقَاءَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ ، فَقَالَ :انْظُرُوا مَا يَقُولُونَ ، فَرَجَعُوا فَقَالُوا :يَهْتِفُونَ بِقَتَلَةِ عُثْمَانَ ، فَقَالَ :اللَّهُمَّ جَلِّلْ بِقَتَلَةِ عُثْمَانَ خِزْيًا. (ابن عساکر ٤٥٧)

(۳۸۹۶۵)ابوجعفر سے روایت ہے کہ جنگ جمل کے دن ام المومنین کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک آواز سنی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں سے کہا دیکھو یہ کیا کہہ رہے ہیں۔کچھ لوگوں نے دیکھ کر بتایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین کو ملامت کر رہے ہیں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔اے اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ذلیل کر دے

سند میں ابو حوص مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٦٧) حَدَّثَنَا عَفَّانُ ، قَالَ :حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ ، قَالَ :أَتَيْتُ عَلِيًّا يَوْمَ الْجَمَلِ ، وَعِنْدَهُ الْحَسَنُ وَبَعْضُ أَصْحَابِهِ ، فَقَالَ عَلِيٌّ حِينَ رَآنِي :يَا ابْنَ صُرَدٍ ، تَنَاْنَاْتَ وَتَزَحْزَحْتَ وَتَرَبَّصْتَ ، كَيْفَ تَرَى اللَّهَ صَنَعَ ، قَدْ أَغْنَى اللَّهُ عَنْك ، قُلْتُ :يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، إِنَّ الشَّوْطَ بَطِينٌ وَقَدْ بَقِيَ مِنَ الْأُمُورِ مَا تَعْرِفُ فِيهَا عَدُوَّك مِنْ صِدِّيقِك ، قَالَ: فَلَمَّا قَامَ الْحَسَنُ لَقِيته ، فَقُلْتُ: مَا أَرَاك أَغْنَيْت عَنِّي شَيْئًا وَلَا عَذَرْتنِي عِنْدَ الرَّجُلِ، وَقَدْ كُنْت حَرِيصًا عَلَى أَنْ تَشْهَدَ مَعَهُ، قَالَ: هَذَا يَلُومُك عَلَى مَا يَلُومُك ، وَقَدْ قَالَ لِي يَوْمَ الْجَمَلِ: حين مَشَى النَّاسُ بَعْضُهُمْ إلَى بَعْضٍ :يَا حَسَنُ ثَكِلَتْك أُمُّك ، أَوْ هَبِلَتْك أُمُّك مَا ظَنُّك بِأَمْرِي جَمَعَ بَيْنَ هَذَيْنِ الْغَارَّيْنِ ، وَاَللهِ مَا أَرَى بَعْدَ هَذَا خَيْرًا ، قَالَ :فَقُلْتُ :اُسْكُتْ ، لَا يَسْمَعُك أَصْحَابُك ، فَيَقُولُوا :شَكَكْت ، فَيَقْتُلُونَك.

(نعیم بن حماد ٢٠٧)

(٣٨٩٦٧) سلیمان بن صرد سے منقول ہے کہتے ہیں کہ میں جنگ جمل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے پاس حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور ان کے بعض ساتھی بھی تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا اے ابن صرد کمزور اور ڈھیلے پڑ گئے اور پیچھے ٹھہر گئے۔ اللہ کے ساتھ تمہارا کیا معاملہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے بے نیاز کر دیا میں نے کہا اے امیر المومنین معاملہ بڑا سخت ہو گیا۔ معاملات ایسے ہو گئے ہیں کہ آپ کے دوست اور دشمن میں امتیاز مشکل ہو چکا کہتے ہیں کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو میں نے ان سے عرض کیا آپ نے میری ذرا بھی حمایت نہیں کی اور نہ ہی میری طرف سے کوئی عذر اسی شخص (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے پاس کیا؟ حالانکہ میں اس بات کا متمنی تھا ان کے پاس میری گواہی ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہوں نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ) جو ملامت آپ پر کرنی تھی سو وہ کی۔ حالانکہ مجھے جنگ جمل کے دن فرمایا کہ لوگ ایک دوسرے کی طرف جا رہے ہیں اے حسن تیری ماں تجھے گم کرے! تیرا میرے اس معاملے کے بارے میں کیا خیال ہے۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہیں اللہ کی قسم میں اس کے بعد خیر نہیں دیکھتا۔ میں نے کہا آپ خاموش ہو جائیے آپ کے ساتھی نہ سن لیں پس کہنے لگیں کہ تو نے معاملہ مشکوک کر دیا اور تجھے قتل کر دیں۔

سند صحیح ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٧٠) حَدَّثَنَا عَفَّانُ ، قَالَ :حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ ، عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ لَمَّا قَدِمَ الْبَصْرَةَ دَخَلَ بَيْتَ الْمَالِ ، فَإِذَا هُوَ بِصَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ ، فَقَالَ :يَقُولُ الله :﴿وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَذِهِ﴾ ﴿وَأُخْرَى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا﴾ فَقَالَ :هَذَا لَنَا.

(۳۸۹۷۰) حضرت اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ زبیر بن عوام جب بصرہ تشریف لائے بیت المال میں داخل ہوئے وہاں سونے چاندی کے ڈھیر تھے پھر فرمایا ''وعدہ کیا تم سے اللہ نے بہت غنیمتوں کا کہ تم ان کو لو گے، سو جلدی پہنچا دی تم کو یہ غنیمت'' (الفتح ۲۱) اور ایک فتح اور جو تمہارے بس میں نہیں تھی وہ اللہ کے قابو میں ہے۔ پھر فرمایا یہ ہمارے لیے ہے۔

سند میں اِبی حَرب بن الأسود مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٧١) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ، عَنْ جَعْفَرٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ :أَمَرَ عَلِيٌّ مُنَادِيَهُ فَنَادَى يَوْمَ الْبَصْرَةِ :لَا يُتْبَعُ مُدْبِرٌ وَلَا يُذَفَّفُ عَلَى جَرِيحٍ ، وَلَا يُقْتَلُ أَسِيرٌ ، وَمَنْ أَغْلَقَ بَابًا آمِنَ ، وَمَنْ أَلْقَى سِلَاحَهُ فَهُوَ آمِنٌ ، وَلَمْ يَأْخُذْ مِنْ مَتَاعِهِمْ شَيْئًا. (بیہقی ۱۸۱)

(۳۸۹۷۱) حضرت جعفر رحمہ اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ بصرہ (کی لڑائی) کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منادیوں کو یہ ندا لگانے کا حکم دیا کہ کوئی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کرے، کوئی زخمی کو قتل نہ کرے۔ کوئی قیدی کو قتل نہ کرے، جو اپنے دروازے بند کر لے اسے امن ہے، جو اپنا ہتھیار ڈال دے اسے بھی امن حاصل ہے اور ان کے سامان سے کوئی شئے نہ لی جائے۔

سند صحیح ہے

مصنف ابن ابی شیبہ

(٣٨٩٧٢) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ ، قَالَ :لَمَّا أُصِيبَ زَيْدُ بْنُ صُوحَانَ يَوْمَ الْجَمَلِ ، قَالَ :هَذَا الَّذِي حَدَّثَنِي خَلِيلِي سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ :إِنَّمَا يُهْلِكُ هَذِهِ الْأُمَّةَ نَقْضُهَا عُهُودَهَا.

(٣٨٩٧٢) حضرت ابوالعلاء رحمہ اللہ سے منقول ہے کہتے ہیں کہ جنگ جمل کے دن جب زید بن صوحان کو مصیبت پہنچی تو کہنے لگے یہ وہی بات ہے جس کی میرے دوست سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی تھی کہ یہ امت اپنے عہد و پیماں کو توڑنے سے ہلاک ہوگی۔

یہ روایت سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ سند سے نقل ہوئی ہے۔ سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ البصری المتوفی ۱۴۴ ھ سے اس روایت کو عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى نے لیا ہے

العلل از عبد اللہ بن احمد میں ہے

و قال عبد الله : حدثني أبي . قال : سألت ابن علية عن الجريري . فقلت : له : يا أبا بشر، إكان الجريري اختلط؟ قال : لا، كبر الشيخ فرق

عبد اللہ نے کہا میرے باپ احمد نے بیان کیا کہ میں نے ابن علیہ سے پوچھا الجریری کے بارے میں

ابن علیہ سے میں نے کہا اے ابا بشر کیا الجریری مختلط تھے انہوں نے کہا نہیں بوڑھے عمر رسیدہ تھے لہذا فرق آ گیا تھا

اس دور میں بصرہ میں سن ۱۳۲ھ میں الطاعون آیا (الکامل از ابن عدی) اور اسکے بعد الجریری میں یہ اختلاط کی کیفیت پیدا ہوئی اور بہت سے محدثین نے کہا کہ اس میں ہم نے ان سے سنا اور وہ واقعی مختلط تھے

اسی کتاب میں ہے قبل موتہ بسبع سنین یہ اختلاط یا کیفیت الجریری پر مرنے سے قبل سات سال رہی

ابن علیہ کے برعکس امام یحییٰ بن سعید القطان سختی سے الجریری کی عالم اختلاط والی روایات کا انکار کرتے

قَالَ سَمِعت من الْجریرِی سنۃ إِحْدَی أَو 142 وَكَانَ قد انکر امام یزید بن ہارُون کہتے ہیں

میں نے الجریری سے سن ۱۴۱ یا ۱۴۲ میں سنا اور اس وقت ان کا انکار کیا جاتا تھا

یعنی ابن علیہ کی رائے سے یزید بن ہارُون متفق نہیں ہیں - عالم اختلاط کی ہے جس کو بعض محدثین پہچان گئے بعض نہ پہچان سکے - شعیب الأرنؤوط نے صحیح ابن حبان کی تعلیق میں ایک روایت پر لکھا ہے

والجریری: هو سعيد بن إياس الجريري، وسماع عبد الأعلى بن عبد الأعلى منه قديم، جریری کا سماع عبد الاعلی سے قدیم ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٧٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، قَالَ :حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ ، عَنْ عَاصِمٍ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، قَالَ :قَالَ عَلِيٌّ يَوْمَ الْجَمَلِ: وَدِدْت أَنِّي كُنْت مِتُّ قَبْلَ هَذَا بِعِشْرِينَ سَنَةً.

(۳۸۹۷۹) ابو صالح سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے دن فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ میں اس واقعہ سے بیس

سال پہلے مر چکا ہوتا۔

عاصِم بن بھدلہ نے اِبی صالحٍ ذکوان سے روایت کیا ہے – عاصم مختلط ہوئے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٨٠) حَدَّثَنَا ابْنُ آدَمَ ، قَالَ : حدَّثَنَا شَرِيكٌ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ صُبَيْعَةَ الْعَبْسِيِّ ، عَنْ عَلِيٍّ ، أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْجَمَلِ : لاَ يُتْبَعُ مُدْبِرٌ وَلاَ يُذَفَّفُ عَلَى جَرِيحٍ.

(۳۸۹۸۰) یزید بن ضبیعہ عبسی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے جنگ جمل کے دن فرمایا کوئی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کرے اور نہ ہی زخمی کو قتل کرے۔

سند میں یَزِیدَ بْنِ صُبَیْعَۃَ مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٨١) حَدَّثنا مَحَمَّدَ بْنَ الحَسَنِ ، قَالَ : حدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي صُبَيْعَةَ ، قَالَ : لَمَّا قَدِمَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ نَزَلاَ فِي بَنِي طَاحِيَةَ ، فَرَكِبْت فَرَسِي فَأَتَيْتهمَا فَدَخَلْت عَلَيْهِمَا الْمَسْجِدَ ، فَقُلْتُ : إنَّكُمَا رَجُلاَنِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نشدتكما بالله فِي مسيركما ، أعهد إلَيْكما فيه رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَمْ رَأْيٌ رَأَيْتُمَا ؟ فَأَمَّا طَلْحَةُ فَنَكَسَ رَأْسَهُ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ ، وَأَمَّا الزُّبَيْرُ ، فَقَالَ : حُدِّثْنَا أَنَّ هَاهُنَا دَرَاهِمَ كَثِيرَةً فَجِئْنَا نَأْخُذُ مِنْهَا.

(۳۸۹۸۱) ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ بنوضبیعہ کے ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ جب طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما بنوطاحیہ میں تشریف فرما ہوئے تو میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ان کے پاس آیا اور ان کے پاس مسجد میں داخل ہوا۔ میں نے ان سے کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں! کیا یہ کوئی رائے ہے جسے آپ دیکھ رہے ہیں پس حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے تو سر جھکا لیا اور کوئی بات نہیں کی اور زبیر نے کلام کیا اور فرمایا کہ ہمیں اطلاع دی گئی ہے کہ یہاں کافی سارے دراہم ہیں ہم انہیں لینے کے لیے آئے ہیں۔

سند میں رَجُلٍ، مِنْ بَنِی صُبَیْعَۃَ مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٨٢) حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي حَيَّةَ، قَالَ: خَلَا عَلِيٌّ بِالزُّبَيْرِ يَوْمَ الْجَمَلِ ، فَقَالَ :أَنْشُدُكَ بِاللهِ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَأَنْتَ لَاوٍ يَدِي فِي سَقِيفَةِ بَنِي فُلَانٍ :لَتُقَاتِلَنَّهُ وَأَنْتَ ظَالِمٌ لَهُ، ثُمَّ لَيُنْصَرَنَّ عَلَيْكَ، قَالَ :قَدْ سَمِعْتُ لَا جَرَمَ، لَا أُقَاتِلُكَ.

(٣٨٩٨٢)عبدالسلام سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل کے دن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے علیحدگی میں ملے اور فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں بتاؤ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے نہیں سنا جبکہ تم فلاں قبیلے کے چھپر کے نیچے میرے ہاتھ پر جھکے کھڑے تھے تم اس سے قتال کرو گے اور تم اس پر ظلم کرنے والے ہو گے پھر تم پر تمہارے خلاف مدد کی جائے گی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے سنا ہے یقیناً اور اب میں آپ سے قتال نہیں کروں گا۔

سند میں رَجُلٌ مِنْ بَنِي حَيَّةَ مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٨٣) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ رَأَى الزُّبَيْرَ يَقْعُصُ الْخَيْلَ بِالرُّمْحِ قَعْصًا ، فنوه بِهِ عَلِيٌّ :يَا عَبْدَ اللهِ يَا عَبْدَ اللهِ ، قَالَ :فَأُقْبِلَ حَتَّى الْتَقَتْ أَعْنَاقُ دَوَابِّهِمَا قَالَ : فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ :أَنْشُدُكَ بِاللهِ ، أَتَذْكُرُ يَوْمَ أَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُنَاجِيكَ ، فَقَالَ :أَتُنَاجِيهِ ، فَوَاللهِ لَيُقَاتِلَنَّكَ يَوْمًا وَهُوَ لَكَ ظَالِمٌ ، قَالَ :فَضَرَبَ الزُّبَيْرُ وَجْهَ دَابَّتِهِ فَانْصَرَفَ. (مسند ٩٠٩)

(٣٨٩٨٣)اسود بن قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھنے والے نے بتایا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو زور سے نیزہ مارا پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو پکارا اے اللہ کے بندے اے اللہ کے بندے پس حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تشریف لائے یہاں تک کہ دونوں حضرات کے جانوروں کے کان ایک دوسرے کے قریب ہو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا پس آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں آپ کو وہ دن یاد ہے جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور میں آپ سے سرگوشی کر رہا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اس سے سرگوشی کر رہے ہو۔ اللہ کی قسم یہ ایک دن تمہارے ساتھ قتال کرے گا اور یہ تم پر ظلم کرنے والا ہو گا پس حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کو ہانکا اور واپس چلے گئے۔

سند میں مَنْ رَأَى الزُّبَيْرَ مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٨٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ ، قَالَ : حَدَّثَنَا شَرِيكٌ ، عَنْ إِسْحَاقَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، قَالَ : مَرَّ عَلِيٌّ عَلَى قَتْلَى مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ ، فَقَالَ : اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ ، وَمَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ، فَقَالَ : أَحَدُهُمَا لِلآخَرِ : مَا نَسْتَمِعُ مَا يَقُولُ ، فَقَالَ لَهُ الآخَرُ : اسْكُتْ ، لاَ يَزِيدُكَ.

(۳۸۹۸۴) عبداللہ بن محمد سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل بصرہ کے شہداء کے پاس سے گزرے اور دعا کی! اے اللہ ان کی مغفرت فرما، ان کے ساتھ محمد بن ابو بکر اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بھی تھے پس ایک دوسرے سے کہا کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیا کہتے ہوئے سن رہے ہیں؟ دوسرے نے فرمایا خاموش ہو جاؤ کہیں تمہاری وجہ سے اور اضافہ کر دیں۔

سند میں عبداللہ بن محمد مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٨٨) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ، قَالَ: حدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ عمر بْنِ قَيْسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: أَقْبَلَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ حَتَّى نَزَلاَ الْبُصْرَةَ وَطَرَحُوا سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ ، فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيًّا ، وَعَلِيٌّ كَانَ بَعَثَهُ عَلَيْهَا ، فَأَقْبَلَ حَتَّى نَزَلَ بِذِي قَارٍ ، فَأَرْسَلَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ إِلَى الْكُوفَةِ فَأَنْطَوُا عَلَيْهِ ، ثُمَّ أَتَاهُمْ عَمَّارٌ فَخَرَجُوا ، قَالَ زَيْدٌ : فَكُنْتُ فِيمَنْ خَرَجَ مَعَهُ ، قَالَ :فَكَفَّ عَنْ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَأَصْحَابِهِمَا ، وَدَعَاهُمْ حَتَّى بَدَؤُوهُ فَقَاتَلَهُمْ بَعْدَ صَلاَةِ الظُّهْرِ ، فَمَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَحَوْلَ الْجَمَلِ عَيْنٌ تَطْرِفُ مِمَّنْ كَانَ يَذُبُّ عَنْهُ ، فَقَالَ عَلِيٌّ :لاَ تُتْبِعُوا جَرِيحًا وَلاَ تَقْتُلُوا مُدْبِرًا وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ وَأَلْقَى سِلاَحَهُ فَهُوَ آمِنٌ فَلَمْ يَكُنْ قِتَالُهُمْ إِلاَّ تِلْكَ الْعَشِيَّةَ وَحْدَهَا .

٢- فَجَاؤُوا بِالْغَدِ يُكَلِّمُونَ عَلِيًّا فِي الْغَنِيمَةِ فقرأ عَلَيَّ هَذِهِ الآيَةَ ، فَقَالَ :أَمَا إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ :﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ﴾ أَيُّكُمْ لِعَائِشَةَ فَقَالُوا :سُبْحَانَ اللهِ ، أُمُّنَا ، فَقَالَ :أَحَرَامٌ هِيَ ، قَالُوا :نَعَمْ ، قَالَ عَلِيٌّ :فَإِنَّهُ يَحْرُمُ مِنْ بَنَاتِهَا مَا يَحْرُمُ مِنْهَا

قَالَ :أَفَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ أَنْ يَعْتَدِدْنَ مِنَ الْقَتْلَى أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ، قَالُوا :بَلَى ، قَالَ :أَفَلَيْسَ لَهُنَّ الرُّبُعُ وَالثُّمُنُ مِنْ أَزْوَاجِهِنَّ ، قَالُوا :بَلَى ، قَالَ :ثُمَّ قَالَ :مَا بَالُ الْيَتَامَى لاَ يَأْخُذُونَ أَمْوَالَهُمْ ، ثُمَّ قَالَ :يَا قُنْبُرُ ، مَنْ عَرَفَ شَيْئًا فَلْيَأْخُذْهُ ، قَالَ زَيْدٌ :فَرَدَّ مَا كَانَ فِي الْعَسْكَرِ وَغَيْرِهِ .

٣- قَالَ :وَقَالَ عَلِيٌّ لِطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ :أَلَمْ تُبَايِعَانِي ؟ فَقَالاَ: نَطْلُبُ دَمَ عُثْمَانَ ، فَقَالَ عَلِيٌّ :لَيْسَ عِنْدِي دَمُ عُثْمَانَ ، قَالَ :قَالَ عمر بْنُ قَيْسٍ :فَحَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ يُقَالُ لَهُ أَبُو قَيْسٍ ، قَالَ :لَمَّا نَادَى قُنْبُرٌ مَنْ عَرَفَ شَيْئًا فَلْيَأْخُذْهُ ، مَرَّ رَجُلٌ عَلَى قِدْرٍ لَنَا وَنَحْنُ نَطْبُخُ فِيهَا فَأَخَذَهَا ، فَقُلْنَا :دَعْهَا حَتَّى يَنْضَجَ مَا فِيهَا ، قَالَ :فَضَرَبَهَا بِرِجْلِهِ ، ثُمَّ أَخَذَهَا. (طحاوی ٢١٢)

(٣٨٩٨٨) زید بن وہب سے منقول ہے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بصرہ تشریف لائے اور سہل بن حنیف کے سامنے معاملہ پیش کیا یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو اس بات پر آمادہ کیا تھا پس حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ذی قار مقام میں قیام فرمایا پھر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا کوفہ والوں نے پس وپیش سے کام لیا پھر عمار رضی اللہ عنہ کوفہ والوں کے پاس آئے پھر کوفہ والے نکل پڑے زید کہتے ہیں کہ میں بھی انہی لوگوں میں شامل تھا جو حضرت عمار رضی اللہ عنہ ساتھ نکلے تھے پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں سے ہاتھ روکے رکھا اور ان کو حق کی طرف بلاتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے خود ہی لڑائی کی ابتدا کی پس ان کے ساتھ نماز ظہر کے بعد قتال کیا سورج غروب نہیں ہوا تھا کہ اونٹ کے گرد اونٹ کا دفاع کرتے ہوئے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم زخمی کو قتل نہ کرو اور نہ ہی واپس بھاگنے والے کو قتل کرو اور جو اپنا دروازہ بند کرے اور اپنا ہتھیار پھینک دے اس کو امن ہے پس قتال نہیں ہوا مگر صرف اسی شام کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی اگلی صبح کو آئے اور

حضرت علی سے مال غنیمت سے مال غنیمت کا مطالبہ کرنے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول یہ آیت تھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ﴾ تم میں سے کون ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے تو انہوں نے کہا سبحان اللہ وہ تو ہماری ماں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا وہ حرام ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں! پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو ان سے (ام المومنین رضی اللہ عنہا سے) حرام ہے وہ ان کی بیٹیوں سے بھی حرام ہے۔ پھر فرمایا کہ کیا ان کے مقتول شوہروں کی وجہ سے ان کی عدت چار ماہ دس دن نہیں؟ تو لوگوں نے جواب دیا کیوں نہیں۔ پھر فرمایا کیا ان بیواؤں کے لیے ربع اور ثمن نہیں ان کے شوہروں کے اموال سے؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں۔ تو پھر یتیموں کو کیوں حق نہیں کہ وہ ان کے اموال نہ لیں۔

پھر فرمایا اے قنبر جو اپنی شئے پہچان لے وہ اپنی شئے اٹھا لے۔ پس جو لشکر کے پاس مدمقابل لوگوں کا سامان تھا لوٹا دیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے بیعت نہیں کی تھی میرے ہاتھ پر؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون میرے سر تو نہیں عمرو بن قیس کہتے ہیں کہ مجھے ابوقیس جو حضرموت سے تعلق رکھتے تھے کہا جب قنبر نے ندا لگائی کہ اپنی چیزوں کو پہچان کر لے لو تو ایک شخص ہمارے پاس سے گزرا ہم دیگچی میں کچھ پکا رہے تھے۔ اس نے اس دیگچی کو اٹھا لیا ہم نے کہا اسے چھوڑ دو یہاں تک کہ اس میں جو ہے پک جائے ابوقیس کہتے ہیں کہ اس نے دیگچی میں ٹانگ ماری اور اس کو پکڑ کر چلتا ہوا۔

سند میں رُیدِ بنِ وَہبٍ ہے جس کی خبر علی اور جنگ کے حوالے سے غلط سلط ہوتی ہیں۔ جنگ کے بعد علی نے زبیر و طلحہ سے کیسے کلام کیا جبکہ ان دونوں کی شہادت جنگ میں ہوئی؟

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٨٩) حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، قَالَ : دَخَلَ أَبُو مُوسَى ، وَأَبُو مَسْعُودٍ عَلَى عَمَّارٍ وَهُوَ يَسْتَنْفِرُ النَّاسَ ، فَقَالاَ : مَا رَأَيْنَا مِنْك مُنْذُ أَسْلَمْت أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدَنَا مِنْ إسْرَاعِك فِي هَذَا الأَمْرِ ، فَقَالَ عَمَّارٌ : مَا رَأَيْت مِنْكُمَا مُنْذُ أَسْلَمْتُمَا أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدِي مِنْ إبْطَائِكُمَا عَنْ هَذَا الأَمْرِ ، قَالَ : فَكَسَاهُمَا حُلَّةً حُلَّةً ، وَخَرَجُوا إلَى الصَّلاَةِ جَمِيعًا .

(۳۸۹۸۹) ابووائل سے منقول ہے کہ ابوموسیٰ اور ابومسعود حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ وہ لوگوں کو (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے) ابھار رہے تھے۔ پس ان دونوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب سے آپ ایمان لائے ہیں ہم نے آپ کے معاملے میں جلدی کرنے سے زیادہ ناپسندیدہ عمل نہیں دیکھا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب سے تم مسلمان ہوئے ہو میں نے تمہارے اس معاملے میں کوتاہی کرنے سے زیادہ ناپسندیدہ عمل نہیں دیکھا۔ پس حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک ایک جوڑا پہنایا اور پھر سب کے سب نماز کے لیے چلے گئے۔

سند صحیح ہے

عائشہ (رض) کی سواری کو قتل کر دیا گیا

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٨٦) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ، قَالَ :حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي الْمُغِيرَةِ ، عَنِ ابْنِ أَبْزَى ، قَالَ :انْتَهَى عَبْدُ اللهِ بْنُ بُدَيْلٍ إِلَى عَائِشَةَ وَهِيَ فِي الْهَوْدَجِ يَوْمَ الْجَمَلِ ، فَقَالَ :يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ ، أَنْشُدُكِ بِاللهِ ، أَتَعْلَمِينَ أَنِّي أَتَيْتُكِ يَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ ، فَقُلْتُ :إِنَّ عُثْمَانَ قَدْ قُتِلَ فَمَا تَأْمُرِينِي ، فَقُلْتِ لِي :الْزَمْ عَلِيًّا ، فَوَاللهِ مَا غَيَّرَ وَلَا بَدَّلَ ، فَسَكَتَتْ ، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَسَكَتَتْ، فَقَالَ :اعْقِرُوا الْجَمَلَ، فَعَقَرُوهُ، قَالَ :فَنَزَلْتُ أَنَا وَأَخُوهَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَاحْتَمَلْنَا الْهَوْدَجَ حَتَّى وَضَعْنَاهُ بَيْنَ يَدَيْ عَلِي ، فَأَمَرَ بِهِ عَلِيٌّ فَأُدْخِلَ فِي

مَنْزِلِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُدَيْلٍ ، قَالَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي الْمُغِيرَةِ :وَكَانَتْ عَمَّتِي عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُدَيْلٍ ، فَحَدَّثَتْنِي عَمَّتِي ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهَا :أَدْخِلِينِي ، قَالَتْ :فَأَدْخَلْتُهَا الدَّاخِلَ وَأَتَيْتُهَا بِطَشْتٍ وَإِبْرِيقٍ وَأَجَفْتُ عَلَيْهَا الْبَابَ ، قَالَتْ :فَاطَّلَعْتُ عَلَيْهَا مِنْ خَلَلِ الْبَابِ وَهِيَ تُعَالِجُ شَيْئًا فِي رَأْسِهَا مَا أَدْرِي شَجَّةٌ ، أَوْ رَمْيَةٌ.

(۳۸۹۸۶) ابن ابزی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ عبداللہ بن بدیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے وہ ہودج میں تھیں جنگ جمل کے دن پھر عرض کیا اے ام المومنین آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ جانتی ہو کہ میں آپ کے پاس اس دن حاضر ہوا تھا جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تھا۔ میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اب آپ مجھے کیا حکم دیتی ہیں تو آپ نے فرمایا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لازم پکڑو۔ اللہ کی قسم وہ بدلے نہیں پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں پھر یہی بات عبداللہ بن بدیل نے تین دفعہ دہرائی پس وہ خاموش رہیں۔ عبداللہ بن بدیل نے اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کا حکم دیا تو اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی گئیں پس میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابو بکر اترے اور ان کے ہودج کو اٹھا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا۔ پھر ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے عبداللہ بن بدیل کے گھر میں داخل کر دیا۔ جعفر بن ابو مغیرہ کہتے ہیں کہ میری پھوپھی عبداللہ بن بدیل کے ہاں تھیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا مجھے اندر داخل کر دو پس میں نے انہیں اندر داخل کر دیا اور میں نے ان کو ایک سفلچی (ہاتھ وغیرہ دھونے کا برتن) اور جگ ان کے پاس رکھ دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ کہتی ہیں کہ میں دروازے کی دراڑوں میں سے دیکھ رہی تھی کہ وہ اپنے سر کا علاج کر رہی تھیں میں نہیں جانتی کہ ان کے سر میں کوئی زخم تھا یا تیر کا زخم۔

جعفر بن ابی المغیرۃ کو صرف ابن شاہین اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے – سند میں یعقوب بن عبد اللہ القمی جس کو الدار قطنی نے لیس بالقوی قوی نہیں قرار دیا ہے

فتح الباری از ابن حجر ج ۱۳ ص ۵۷ پر ابن حجر نے إرشاد الساری ج ۱۰ ص ۱۹۶ پر قسطلانی نے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے[13]

أَخْرَجَ بن أَبِي شَيْبَةَ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى قَالَ انْتَهَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُدَيْلِ بْنِ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ إِلَى عَائِشَةَ يَوْمَ الْجَمَلِ وَهِيَ فِي الْهَوْدَجِ فَقَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَتَعْلَمِينَ أَنِّي أَتَيْتُكِ....

ام المومنین کو بلا باندی حجرہ میں قید کر دیا گیا جبکہ وہ اغلباً زخمی تھیں

ایک روایت میں دھمکی کا بھی ذکر ہے- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

1313

اس کے برعکس محمد بن عبد اللہ بن عبد القادر غبان الصبحی نے فتنۃ مقتل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں اس کو واقدی کی وجہ سے سخت ضعیف کہا ہے إسنادہ ضعیف جداً بالواقدی. راقم کہتا ہے المصنف کی روایت سے معلوم ہوا کہ اس میں واقدی کا تفرد نہیں ہے-

(٣٨٩٨٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، قَالَ :حدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ ، عَنْ جَحْشِ بْنِ زِيَادٍ الضَّبِّيِّ ، قَالَ :سَمِعْتُ الأَحْنَفَ بْنَ قَيْسٍ يَقُولُ :لَمَّا ظَهَرَ عَلِيٌّ عَلَى أَهْلِ الْجَمَلِ أَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ :ارْجِعِي إِلَى الْمَدِينَةِ وَإِلَى بَيْتِكَ ، قَالَ : فَأَبَتْ ، قَالَ :فَأَعَادَ إِلَيْهَا الرَّسُولَ ؛ وَاللهِ لَتَرْجِعَنَّ ، أَوْ لأَبْعَثَنَّ إِلَيْكِ نِسْوَةً مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ مَعْهُنَّ شِفَارٌ حِدَادٌ يَأْخُذْنَكِ بِهَا ، فَلَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ خَرَجَتْ.

(۳۸۹۸۵) احنف بن قیس فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل بصرہ کے پاس آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ مدینے اپنے گھر لوٹ جاؤ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر اپنے پیغام رساں کو بھیجا کہ اللہ کی قسم تم لوٹ جاؤ ورنہ میں تمہاری طرف بکر بن وائل کی ایسی عورتوں کو بھیجوں گا جس کے پاس تیز دھار والی چھریاں ہیں وہ تجھ پر ان سے حملہ کریں گی۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھا تو وہ چلی گئیں۔

سند میں جَحْشِ بْنِ زِيَادٍ الضَّبِّيِّ مجہول ہے

تاریخ طبری میں ہے جنگ کے بعد علی نے عائشہ سے کہا

حدثني عبد الله بن أحمد، قال: حدثني أَبِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا يَزِيدَ الْمَدِينِيَّ يَقُولُ: قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعَائِشَةَ- رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا- حِينَ فَرَغَ الْقَوْمُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، مَا أَبْعَدَ هَذَا الْمَسِيرُ مِنَ الْعَهْدِ الَّذِي عُهِدَ إِلَيْكِ! قَالَتْ: أَبُو اليقظان! قال: نَعَمْ، قَالَتْ: وَاللَّهِ إِنَّكَ- مَا عَلِمْتُ- قَوَّالٌ بِالْحَقِّ، قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي قَضَى لِي عَلَى لِسَانِكِ

اَبَایَزِیدَ الْمَدِینِیَّ نے کہا عمار نے عائشہ سے کہا جب قوم فارغ ہوئی۔ام المومنین یہ کتنے آگے تک آ گئیں آپ اس عہد سے جو آپ پر تھا! عائشہ نے کہا اَبُو الیقظان ! عمار نے کہا جی –عائشہ نے کہا اللہ کی قسم میں کیا جانو، حق کی باتوں کو –عمار نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کی زبان پر میرے لئے فیصلہ دیا

سند میں اِبویزید المَدینیؒ مجہول ہے اس سے بصریوں نے روایت لی ہے—امام مالک سے اس پر سوال ہوا فرمایا لا اِعرفہ اس کو نہیں جانتا۔ سؤالات اِبی داود للاِمام اِحمد بن حنبل فی جرح الرواۃ وتعدیلھم میں ہے ابو داود نے احمد سے اس کے بارے میں پوچھا

قلت لِأَحْمَد أَبُو زيد الْمدنِي قَالَ أَي شَيْء يسْأَل عَن رجل روى عَنهُ أَيُّوب

احمد نے کہا یا چیز اسکے بارے میں ؟ تم نے اس شخص پر سوال کیا ہے جس سے ایوب نے روایت کیا ہے

راقم کہتا ہے ایوب اغلبًا اِیوب السّختیانیؒ ہیں جو مدلس ہیں

اِکرم بن محمد زیادۃ الفالوجی الاثری نے المعجم الصغیر لرواۃ الاِمام ابن جریر الطبری

میں اس کو مقبول کہا ہے جو متاخرین کی اصطلاح میں وہ مجہول ہوتا ہے جس سے کوئی ثقہ روایت کر دے

اِبویزید، ہو: المدینی، نزیل البصرۃ، من الرابعۃ، مقبول

افسوس اس کی سند صحیح نہیں لیکن فتح الباری میں ابن حجر نے اس کو صحیح کہہ دیا ہے اور لکھا

وَقَدْ أَخْرَجَ الطَّبَرِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيح عَنْ أَبِي يَزِيدَ الْمَدِينِيّ قَالَ قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعَائِشَةَ لَمَّا فَرَغُوا مِنَ الْجَمَلِ مَا أَبْعَدَ هَذَا الْمَسِيرِ مِنَ الْعَهْدِ الَّذِي عُهِدَ إِلَيْكُمْ يُشِيرُ إِلَى قَوْله تَعَالَى وَقرن فِي بيوتكن فَقَالَتْ أَبُو الْيَقْظَانِ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ وَاَللَّهِ إِنَّكَ مَا عَلِمْتَ لَقَوَّالٌ بِالْحَقِّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي قَضَى لِي عَلَى لِسَانِكِ

الغرض کبار اصحاب رسول میں طلحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور لشکر علی نے علی کے ہی پھوپھی زاد بھائی زبیر رضی اللہ عنہ کا قتل کر دیا۔ زبیر رضی اللہ عنہم مظلوم شہید ہوئے[14]۔امت مسلمہ کی اکثریت زبیر کی عثمان کے

14

صحیح بخاری میں ہے

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابواسامہ سے پوچھا' کیا آپ لوگوں سے ہشام بن عروہ نے یہ حدیث اپنے والد سے بیان کی ہے کہ ان سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جمل کی جنگ کے موقع پر جب زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا میں ان کے پہلو میں جا کر کھڑا ہو گیا' انہوں نے کہا بیٹے! آج کی لڑائی میں ظالم مارا جائے گا یا مظلوم میں سمجھتا ہوں کہ آج میں مظلوم قتل کیا جاؤں گا اور مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے قرضوں کی ہے۔ کیا تمہیں بھی کچھ اندازہ ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد ہمارا کچھ مال بچ سکے گا؟ پھر انہوں نے کہا بیٹے! ہمارا مال فروخت کر کے اس سے قرض ادا کر دینا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک تہائی کی میرے لیے اور اس تہائی کے تیسرے حصہ کی وصیت میرے بچوں کے لیے کی' یعنی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بچوں کے لیے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اس تہائی کے تین حصے کر لینا اور اگر قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارے اموال میں سے کچھ بچ جائے تو اس کا ایک تہائی تمہارے بچوں کے لیے ہو گا۔ ہشام راوی نے بیان کیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بعض لڑکے زبیر رضی اللہ عنہ کے لڑکوں کے ہم عمر تھے۔ جیسے خبیب اور عباد۔ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے اس وقت نو لڑکے اور نو لڑکیاں تھیں۔ عبداللہ بن زبیر نے بیان کیا کہ پھر زبیر رضی اللہ عنہ مجھے اپنے قرض کے سلسلے میں وصیت کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ بیٹا! اگر قرض ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ تو میرے مالک و مولا سے اس میں مدد چاہنا۔ عبداللہ نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی! میں ان کی بات نہ سمجھ سکا' میں نے پوچھا کہ بابا آپ کے مولا کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ پاک! عبداللہ نے بیان کیا' قسم اللہ کی! قرض ادا کرنے

بعد خلیفہ کے طور پر لینا چاہتی تھی۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا مدینہ واپس تشریف لے آئیں اور قصاص کے مطالبہ کا کام امیر شام معاویہ نے اپنے ذمہ لیا۔

المعجم الکبیر از سلیمان بن اِحمد بن اِیوب بن مطیر اللخمی الشامی، اِبو القاسم الطبرانی (المتوفی: 360ھ) میں ہے

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْحُبَابِ أَبُو خَلِيفَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْحَجَبِيُّ، ثنا حَزْمٌ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، قَالَ: سَمِعْتُ طَلِقَ بْنَ خَشَّافٍ، يَقُولُ: وَفَدْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَنَنْظُرَ فِيمَ قُتِلَ عُثْمَانُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا مَرَّ مِنَّا بَعْضٌ إِلَى عَلِيٍّ، وَبَعْضٌ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، وَبَعْضٌ إِلَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ، فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهَا فَرَدَّتِ السَّلَامَ، فَقَالَتْ: وَمَنِ الرَّجُلُ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، فَقَالَتْ: مِنْ أَيِّ أَهْلِ الْبَصْرَةِ؟ قُلْتُ: مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، قَالَتْ: مِنْ أَيِّ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ؟ قُلْتُ: مِنْ بَنِي قَيْسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَتْ: أَمِنْ أَهْلِ فُلَانٍ؟ فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، فِيمَ قُتِلَ عُثْمَانُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ؟ قَالَتْ: «قُتِلَ وَاللهِ مَظْلُومًا، لَعَنَ اللهُ قَتَلَتَهُ، أَقَادَ اللهُ ابْنَ أَبِي بَكْرٍ بِهِ، وَسَاقَ اللهُ إِلَى أَعْيُنِ بَنِي تَمِيمٍ هَوَانًا فِي بَيْتِهِ،

میں جو بھی دشواری سامنے آئی تو میں نے اسی طرح دعا کی کہ اے زبیر کے مولا! ان کی طرف سے ان کا قرض ادا کرادے اور ادائیگی کی صورت پیدا ہو جاتی تھی۔ چنانچہ جب زبیر رضی اللہ عنہ (اسی موقع پر) شہید ہو گئے تو انہوں نے ترکہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑے بلکہ ان کا ترکہ کچھ تو اراضی کی صورت میں تھا اور اسی میں غابہ کی زمین بھی شامل تھی۔ گیارہ مکانات مدینہ میں تھے' دو مکان بصرہ میں تھے' ایک مکان کوفہ میں تھا اور ایک مصر میں تھا۔ عبداللہ نے بیان کیا کہ ان پر جو اتنا سارا قرض ہو گیا تھا اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ جب ان کے پاس کوئی شخص اپنا مال لے کر امانت رکھنے آتا تو آپ اسے کہتے کہ نہیں البتہ اس صورت میں رکھ سکتا ہوں کہ یہ میرے ذمے بطور قرض رہے۔ کیونکہ مجھے اس کے ضائع ہو جانے کا بھی خوف ہے۔ زبیر رضی اللہ عنہ کسی علاقے کے امیر کبھی نہیں بنے تھے۔ نہ وہ خراج وصول کرنے پر کبھی مقرر ہوئے اور نہ کوئی دوسرا عہدہ انہوں نے قبول کیا

وَأَهْرَاقَ اللهُ دِمَاءَ بَنِي بُدَيْلٍ عَلَى ضَلَالَةٍ، وَسَاقَ اللهُ إِلَى الْأَشْتَرِ سَهْمًا مِنْ سِهَامِهِ» ، فَوَاللهِ مَا مِنَ الْقَوْمِ رَجُلٌ إِلَّا أَصَابَتْهُ دَعْوَتُهَا

أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بن نوفل بن خويلد بن أسد القرشی الأسدی نے نے روایت کیا کہ میں نے طلق بن خشّاف سے سناوہ کہہ رہے تھے کہ ہم مدینہ پہنچے یہ جاننے کہ لئے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کیوں قتل ہوئے ؟ پس ہم میں سے بعض علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، بعض حسین رضی اللہ عنہ کے پاس اور بعض اُمَّہَاتِ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُم کے پاس لیکن میں ام الْمُؤْمِنِينَ عائشہ رضی اللہ عنہاکے پاس گیا اور سلام کیا۔انہوں نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا بصری ہوں۔ ام الْمُؤْمِنِينَ عائشہ نے پوچھا اہل بصرہ میں سے کون ؟ میں نے کہا بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ میں سے۔انہوں نے پوچھا بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ سے کون ؟ میں نے کہا بَنِي قَيْسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ میں سے۔انہوں نے پوچھا ان میں اہل فلان کون ؟ میں نے کہا (یہ سب چھوڑیں) یہ بتائیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو کس نے قتل کیا؟ ام الْمُؤْمِنِينَ عائشہ نے کہا اللہ کی قسم مظلوم قتل ہوئے ،اللہ ان کے قاتلوں پر لعنت کرے، اللہ اس کا محمد بن ابی بکر سے بدلہ لے (پھر بَنِي تَمِيمٍ اور بَنِي بُدَيْلٍ کو بد دعا دی) ،.... الْأَشْتَرِ پر اللہ کے تیروں میں تیر لگے۔ طلق بن خشّاف نے کہا اللہ کی قسم تمام قاتلین کو عائشہ کی بد دعا لگی

راقم کہتا ہے یہ روایت تاریخا درست نہیں ہے۔ قتل عثمان کے وقت ام الْمُؤْمِنِينَ عائشہ مکہ میں تھیں پھر وہاں سے سیدھا بصرہ گئیں۔ان کو روکنے علی نے حسن کو بصرہ بھیجا اور پھر خود وہاں پہنچے اور جنگ جمل ہوئی اور علی پھر واپس مدینہ نہ جاسکے ، عراق ، میں ہی رہے۔ ام الْمُؤْمِنِينَ عائشہ کو واپس مدینہ بھیجا گیا

لہٰذا یہ ممکن نہیں کہ کوئی وفد ایسا ہو جس کو قتل عثمان کے بعد ام الْمُؤْمِنِينَ عائشہ اور علی ایک ساتھ مدینہ میں ملے ہوں۔ یہ اس روایت کا صریح سقم ہے۔ یہ روایت مشکوک متن والی ہے۔

حالت افسوس کے فرضی قصے

تاریخ دمشق کی روایت ہے

كتب إلي أبو عبد الله محمد بن أحمد بن إبراهيم الرازي أخبرنا (3) أبو محمد عبد الرحمن بن أبي الحسن (1) بن إبراهيم أنبأ سهل بن بشر قالا أنا أبو الحسن محمد بن الحسين بن محمد بن الطفال أنا القاضي أبو الطاهر محمد بن أحمد بن عبد الله نا محمد بن عبدوس هو ابن كامل نا سليمان بن عمر الرقي نا إسماعيل بن علية عن أبي سفيان بن العلاء أخي أبي عمرو بن العلاء عن ابن أبي عتيق قال قالت عائشة لابن عمر ما منعك أن تنهاني عن مسيري قال رأيت رجلا قد استولى على أمرك وظننت أنك تخالفيه يعني ابن الزبير قالت أما أنك لو نهيتني ما خرجت قال وكانت تقول إذا مر ابن عمر فأرونيه فإذا مر قيل لها هذا ابن عمر فلا تزال تنظر إليه

ابن اِبی عتیق (عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن اِبی بکر الصدیق) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ابن عمر سے کہا تم کو کس بات نے منع کیا کہ مجھے میرے راستے سے روک دیتے؟ ابن عمر نے کہا میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنے کاموں پر ایک شخص (یعنی زبیر) کو مقرر کیا ہوا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر تم نے مجھ کو منع کیا ہوتا تو میں نہ نکلتی اور کہا وہ کہا کرتیں کہ ابن عمر گزریں تو مجھے دیکھانا۔ لیکن جب ابن عمر گزرے تو ان کو بتایا گیا کہ یہ ابن عمر ہیں تو جب تک وہ گزرے، ام المومنین انہیں دیکھتی رہ گئیں

یہ روایت صحیح نہیں ہے اس میں ام المومنین پر اتہام ہے کہ وہ جلد بازی میں فیصلہ کر بیٹھیں اور غلطی کے بعد نادم ہوئیں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا اور ابن عمر کی ملاقات نہیں ہوئی ــ فتنہ کے وقت وہ مکہ میں تھیں اور وہیں سے بصرہ گئیں۔ ابن عمر مدینہ میں تھے اور انہوں نے علی کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور علی کی آفر کو بھی ٹھکرا دیا کہ وہ ان کو شام پر مقرر کر دیں گے۔ روایت میں سلیمان بن عمر الرقی مجھول ہے جو ابن علیہ سے اس کو نقل کر رہا ہے ــ اسی طرح اِبی سفیان بن العلاء بھی مجھول ہے ــ افسوس اس حوالے کو الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب میں ابن

عبد البر نقل کرتے ہیں اور البانی بھی سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ وشیء من فقہا وفوائدہا (854/1) میں پیش کرتے ہیں کہتے ہیں

ولا شك أن عائشة رضي الله عنها المخطئة لأسباب كثيرة وأدلة واضحة

اور اس میں شک نہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بہت سے اسباب کی بناپر غلطی پر تھیں جن پر دلائل واضح ہیں

وہ واضح دلائل کیا ہیں؟ وہ جھوٹی حواب کے کتوں والی روایت ہے

حلیہ اولیاء از ابو نعیم الأصبہانی (المتوفی: 430ھ) میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ مَالِكٍ، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، حَدَّثَنِي مَنْ، سَمِعَ عَائِشَةَ، " تَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ: {فَمَنَّ اللهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ} [الطور: 27] " فَتَقُولُ: «مِنَّ عَلَيَّ وَقِنِي عَذَابَ السَّمُومِ» قَالَ: وَحَدَّثَنِي مَنْ، سَمِعَ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا " تَقْرَأُ {وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ} [الأحزاب: 33] فَتَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ خِمَارَهَا [ص:49]

ابی الضُّحیٰ نے روایت کیا اس سے جس نے عائشہ سے سنا وہ نماز میں آیت پڑھتیں ... اور کہتیں مجھ پر علی نے احسان کیا عذاب سموم سے بچایا اور روایت کیا اس نے جس نے سنا کہ عائشہ جب آیت {وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ} [الأحزاب: 33] (گھر میں بیٹھی رہو) پڑھتیں تو خوب روتیں کہ دوپٹہ بھیگ جاتا

سند میں مجہول راوی ہے وہ جس نے سنا کون ہے معلوم نہیں ہے – راقم کہتا ہے یہ تو ام المومنین کے لئے فخر کی بات ہے کہ انہوں نے حق کے لئے بصرہ تک کا سفر کیا - آیت {وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ} [الأحزاب: 33] مکمل نہیں لکھی جاتی اس میں ہے جاہلیت کی طرح زینت و خوبصورتی مت دکھاو

تَبَرُّج لغات کے مطابق (اسم): الْمُبَالَغَة فِي إِظْهَار الزِّينَة وَالْمَحَاسِن زینت میں اظہار مبالغہ ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا مکمل پردہ میں تھیں - ہودج میں تھیں

عبد الرحمان کیلانی نے اور مودودی نے اس مکذوبہ و بلا سند روایت کو قبول کرکے پھیلایا—عبد الرحمان کیلانی نے کتاب خلافت و جمہوریت میں مودودی کے حوالے سے لکھا

خود حضرت عائشہؓ کا اپنا خیال اس باب میں کیا تھا۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد الزھد میں، اور ابن المنذر، ابن ابی شیبہ اور ابن سعد نے اپنی کتابوں میں مسروق کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہؓ جب تلاوتِ قرآن کرتے ہوئے اس آیت (وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ) پر پہنچتی تھیں تو بے اختیار رو پڑتی تھیں یہاں تک کہ ان کا دوپٹہ بھیگ جاتا تھا۔ کیونکہ اس پر انھیں اپنی وہ غلطی یاد آجاتی تھی جو ان سے جنگِ جمل میں ہوئی تھی۔ (تفہیم القرآن۔ ج ۴ صـ۹۱)

ام المومنین جنگ جمل میں ہودج میں مکمل حجاب میں تھیں لیکن فوج کو حکم دے رہی تھیں -

اسی کتاب میں دوسری سند ہے

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مَسْعُودٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، ثنا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عَوْفُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ الطُّفَيْلِ، وَهُوَ ابْنُ أَخِي عَائِشَةَ لِأُمِّهَا: أَنَّ عَائِشَةَ، ... قَالَ عَوْفٌ: ثُمَّ سُمِعَتْ بَعْدَ ذَلِكَ تَذْكُرُ نَذْرُوهَا ذَلِكَ فَتَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ دُمُوعُهَا خِمَارَهَا

اس کی سند میں محمد بن کثیر بن ابی عطاء الثقفی مولاہم ،ابو یوسف الصنعانی ضعیف ہے—یہ آخری عمر میں مختلط ہوا تھا—احمد کہتے کہ یمن میں اس کے ہاتھ کوئی کتاب لگی اس سے اس نے روایت کرنا شروع کر دیا تھا

لیکن تمام قصہ گو اس کو سناتے ہیں

کتاب المتمنین لابن ابی الدنیا کی روایت ہے

دَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ ثَكِلْتُ عَشَرَةً كُلُّهُمْ مِثْلُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، وَأَنِّي لَمْ أَسِرْ مَسِيرِي الَّذِي سِرْتُ»

اور فرماتیں: کاش! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے بیس بیٹے ہوتے، جو سب کے سب عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام کی مانند ہوتے اور میں سفر نہ کرتی

اس کی سند میں قیس بن ابی حازم ہے جس کا سماع ام المومنین سے نہیں ہے اور یہ مختلط ہو گیا تھا- اس میں إسماعیل بن ابی خالد مدلس کا عنعنہ ہے

مستدرک حاکم میں ہے کہ کاش میں ابن زبیر کے ساتھ نہ گئی ہوتی

حدثنا الحسن بن يعقوب العدل ، ثنا محمد بن عبد الوهاب [. . .] ، ثنا جعفر بن عون ، أنا إسماعيل بن أبي خالد ، عن هشام ، وقيس ، عن عائشة قالت : وددت أني كنت ثكلت عشرة مثل الحارث بن هشام ، وأني لم أسر مسيري مع ابن الزبير

سند ضعیف ہے- إسماعیل بن ابی خالد مدلس کا عنعنہ ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(٣٨٩٧٢) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ ، قَالَ :قَالَتْ عَائِشَةُ :وَدِدْت أَنِّي كُنْت غُصْنًا رَطْبًا وَلَمْ أَسِرْ مَسِيرِي هَذَا.

(۳۸۹۷۲) عبداللہ بن عبید بن عمیر رہائیڈ سے منقول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں پسند کرتی ہوں کہ میں ایک تر شاخ ہوتی اور اپنا یہ سفر طے نہ کرتی (جنگ جمل کے لیے سفر)

اس کی سند منقطع ہے—سند میں عبد اللہ بن عبید بن عمیر بن قتادۃ ہے ابن حزم کے نزدیک اس کا سماع نہیں ہے

ابن حزم: لم یسمع من عائشۃ رضی اللہ عنہا.

وفات النبی کے بعد امہات المومنین نے حج بھی کیا ہے اور بلا محرم کیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے امہات المومنین کے ساتھ عبد الرحمان بن عوف اور عثمان رضی اللہ عنہم کو ساتھ بھیجا جو امہات المومنین کے لئے نا محرم تھے۔ یہ مرد صرف صعوبت سفر میں مددگار تھے —امام مالک کا فتوی موطا میں ہے

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ، فِي الصَّرُورَةِ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَمْ تَحُجَّ قَطُّ: إِنَّهَا، إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا ذُو مَحْرَمٍ يَخْرُجُ مَعَهَا، أَوْ كَانَ لَهَا، فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا: أَنَّهَا لاَ تَتْرُكُ فَرِيضَةَ اللهِ عَلَيْهَا فِي الْحَجِّ. وَلْتَخْرُجْ فِي جَمَاعَةِ مِنَ النِّسَاءِ.

وہ عورتیں جنہوں نے بالکل حج نہ کیا ہو اور ان کا محرم نہ ہو تو وہ سب مل کر ایک ساتھ (گروپ خواتین کی صورت) حج کے لئے نکل کھڑی ہوں ان کو فریضہ حج ترک نہیں کرنا چاہیے اور ایک عورتوں کی جماعت کی طرح نکلنا چاہیے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ایک وقت آئے گا کہ عرب میں ایک عورت حج کے لئے عراق سے نکلے گی اور اس کو سوائے اللہ کسی کا خوف نہ ہوگا۔ صحیح بخاری میں عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضی اللہ عنہ المتوفی ۶۸ھ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خبر دی[15]

فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الحِيرَةِ، حَتَّى تَطُوفَ بِالكَعْبَةِ لاَ تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ

اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم کو دیکھو گے کہ الحِيرَةِ سے اکیلی عورت سفر کرتی آئے گی حتی کہ طواف کعبہ کرے گی اس کو سوائے اللہ کسی کا خوف نہ ہوگا

مصطفی البغا تعلق میں لکھتے ہیں

الظعينة هو في الأصل اسم الهوج ثم قيل للمرأة في الهودج وقد تقال للمرأة مطلقا

الظَّعِينَةَ سے مراد عورت ہے جو ہودج میں ہو اور کہتے ہیں صرف عورت کو بھی کہا جاتا ہے

15

قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: كَانَ عَدِيُّ بنُ حَاتِمٍ عَلَى طَيِّئ يَوْمَ صِفِّيْنَ مَعَ عَلِيٍّ

عدی رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں علی کے ساتھ تھے

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے یہ ارشاد نبوی کافی تھا کہ وہ بصرہ تک سفر کر سکتی تھیں

یہ ماحول دور ابو بکر رضی اللہ عنہ میں ہی بن چکا تھا - مشرکین عرب مسلمان ہو چکے تھے – جھوٹے نبی قتل ہو چکے تھے - مرتدین کے قبائل کے فتنہ پرداز لوگوں کو قتل کیا جا چکا تھا– لہٰذا مسلمان عورتوں پر سفر میں آسانی ہو چکی تھی البتہ عرب معاشرہ اس کو ذہنی طور پر قبول نہیں کر سکا تھا کہ عورت خود باہر نکلے - لہٰذا مرد عورتوں کو لگام دے کر رکھیں کے قائل راویوں نے علی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ بولا - عبد الرحمان کیلانی نے خلافت و جمہوریت میں الامامہ والسیاسہ از ابن قتیبہ کے حوالے سے لکھا

اور قصاص کے جذبہ شدید کی وجہ سے جنگ میں شمولیت اختیار کی۔ تو حضرت علیؓ نے اس اقدام کے متعلق انھیں لکھا کہ :

فانك خرجت غاضبةً لله ولرسوله تطلبين امرا كان عليك موضوعًا مابال النسوة والحرب واصلاح بين الناس - (الامامة والسياسة لابن قتيبة ص ٧٠)

"آپ اللہ اور رسول (کے احکام۔ قصاص) کے لیے غضبناک ہو کر ایک ایسے معاملہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے لیے نکلی ہیں جس کی ذمہ داری سے آپ سبکدوش تھیں بھلا عورتوں کا جنگ اور لوگوں میں مصالحت سے کیا تعلق ہے"؟

راقم کو الامامہ والسیاسہ از ابن قتیبہ میں یہ الفاظ نہیں ملے - یقینا یہ کسی اور نے ابن قتیبہ پر جھوٹ بولا اور عبد الرحمان کیلانی نے وہاں سے لیا بلکہ اصلا جھوٹ علی رضی اللہ عنہ پر باندھا گیا ہے

بعض نے ام المومنین کے حوالے سے جھوٹ گھڑا کہ ان کو محمد بن ابی بکر کی موت کا افسوس تھا اور وہ اس وجہ سے معاویہ رضی اللہ عنہ کو دھمکی دیتی تھیں۔ راقم کہتا ہے جھوٹوں پر اللہ کی اس کے فرشتوں کی تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو۔

کتاب اسد الغابہ میں مورخ ابن اثیر ایک بات نقل کرتا ہے جو بلا سند ہے اور اس کا کذب ہونا ظاہر ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی موت کا افسوس ہوا اور پھر بھنا ہوا گوشت نہیں کھایا۔ بعض مورخ (آٹھویں صدی کے) لکھتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نماز میں قنوت پڑھتی تھیں اور عمرو بن العاص کے لئے بد دعا کرتی تھیں لیکن یہ بھی بلا سند بات ہے[16]

وَرَوى ابْنُ سَعْدٍ فِي الطَّبَقَاتِ بِسَنَدِهِ، قَالَ: ’أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْن، حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ دِيْنَار، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَر عَنْ عَائِشَةَ رضى اللہ عنہا فَقَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لَهَا، أَمَا عَلِمْتَ مَا كَانَتْ تَقُوْلُ: يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ شَجَرَةً، يَا لَيْتَنِي كُنْتُ حَجَرًا، يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَدَرَةً، قُلْتُ: وَمَا ذَاكَ مِنْهَا، قَالَ:

16

محمّد بن ابی بکر کے بیٹے قاسم ایک ثقہ تابعی ہیں. کتاب سوَالات ابن الجنید لأبی زکریا یحیٰی بن معین کے مطابق ولم یلق القاسم بن محمد اباہ قاسم بن محمّد نے اپنے باپ کو نہیں پایا۔ ان کی تربیت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کی۔ کتاب سیر اعلام النبلاء کے مطابق وَرُبِّیَ القَاسِمُ فِی حَجْرِ عَمَّتِہِ اُمِّ المُؤمِنِینَ عَائِشَۃَ، وَتَفَقَّہَ مِنہَا، وَاَکثَرَ عَنہَا. اور قاسم کی پرورش پھوپی عائشہ کے حجرے میں ہوئی اور ان سے علم حاصل کیا اور بہت کچھ روایت کیا۔ دوسرے بیٹے عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر الصدیق ہیں جو روایت حدیث میں ثقہ ہیں۔ یہ کمال تربیت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وجہ ہے۔ ان بچوں کا ناہنجار باپ ابن ابی بکر الفاسق تو قتل ہو چکا تھا

.تَوْبَةٌ
امام ابن سعدنے ''الطبقات الکبری'' میں اپنی سندکے ساتھ فضل بن دُکین سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے کہا: ہمیں عیسیٰ بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے امام ابو جعفر (محمد الباقر) سے اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متعلق سوال کیا تو اُنہوں نے فرمایا: میں اُن کے لیے اللہ تعالیٰ سے رفع درجات کی دعا کرتا ہوں، تمہیں معلوم ہے وہ کیا فرمایا کرتی تھیں: اے کاش! میں ایک درخت ہوتی، اے کاش! میں ایک پتھرہوتی اور اے کاش! میں مٹی کا ایک ڈھیلا ہوتی۔ میں نے پوچھا: اس سے اُن کا کیا مطلب تھا؟ فرمایا: توبہ۔
ذكره ابن سعد في الطبقات الكبرى، 74/8
سند منقطع ہے
امام الباقر کا سماع ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں ہے

متکلم الباقلانی نے تمہید الاوائل و تلخیص الدلائل/552 میں ذکر کیا

وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ: إِنَّهُمْ تَابُوْا مِنْ ذَلِكَ، وَيُسْتَدَلُّ بِرُجُوْعِ الزُّبَيْرِ وَنَدَمِ عَائِشَةَ إِذَا ذَكَرُوْا لَهَا يَوْمَ الْجَمَلِ وَبُكَاءِهَا حَتَّى تَبُلَّ خِمَارَهَا وَقَوْلِهَا: وَدِدْتُ أَنْ لَوْ كَانَ لِي عِشْرُوْنَ وَلَدًا مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم كُلُّهُمْ مِثْلُ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ الْحَرِثِ بْنِ هِشَامٍ وَأَنِّيْ ثَكِلْتُهُمْ وَلَمْ يَكُنْ مَا كَانَ مِنِّيْ يَوْمَ الْجَمَلِ. وَقَوْلِهَا: لَقَدْ أَحْدَقَتْ بِي يَوْمَ الْجَمَلِ الأَسِنَّةُ حَتَّى صِرْتُ عَلَى الْبَعِيْرِ مِثْلَ اللُّجَّةِ. وَأَنَّ طَلْحَةَ قَالَ لِشَابٍّ مِنْ عَسْكَرِ عَلِيٍّ وَهُوَ يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ: اُمْدُدْ يَدَكَ أُبَايِعْكَ لِأَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ. وَمَا هَذَا نَحْوَهُ، وَالْمُعْتَمَدُ عِنْدَهُمْ فِي ذَلِكَ قَوْلُ النَّبِي صلى الله عليه وآله وسلم: عَشْرَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعَدَّ فِيْهِمْ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ، قَالُوْا: وَلَمْ يَكُنْ لِيُخْبِرَ بِذَلِكَ إِلَّا عَنْ عِلْمٍ مِّنْهُ بِأَنَّهُمَا سَيَتُوْبَانِ مِمَّا أَحْدَثَاهُ وَيُوَافِيَانِ بِالنَّدَمِ وَالإِقْلَاعِ.

امام باقلانی نے اپنی کتاب ''تمہید الاوائل'' میں بیان کیا ہے: بعض علماء نے کہا ہے کہ اُن میں سے بعض نے توبہ کرلی تھی، اور اُنہوں نے زبیر کے پلٹ جانے اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی افسردگی سے اس امر پر دلیل اخذ کی ہے۔ جب بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے لوگ جنگ جمل کا تذکرہ کرتے تو آپ رو پڑتیں یہاں تک کہ آنسوؤں سے اپنی اوڑھنی تر کر دیتیں اور فرماتیں: کاش! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے بیس بیٹے ہوتے، جو سب کے سب عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام کی مانند ہوتے اور میں سب کو کھو کر اُن پر رو چکی

ہوتی، پھر بھی وہ صدمہ مجھ پر جنگ جمل کے دن سے زیادہ بھاری نہ ہوتا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا یہ قول کہ جنگ جمل کے دن نیزہ برادروں نے مجھے اس طرح حصار میں لے رکھا تھا کہ میں اونٹ پر سوار گرداب کی مانند ہو چکی تھی۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے جنگ جَمل کے دن علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ایک نوجوان سے کہا جبکہ آپ جاں بلب تھے کہ ہاتھ آگے بڑھاؤ تاکہ میں تمہارے ہاتھ پر امیر المومنین کی بیعت کر لوں۔ اس طرح کی متعدد روایات ہیں، اور علماء کرام کے نزدیک اس مسئلہ میں سب سے زیادہ معتمد بات یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے دس افراد کو جنتی قرار دیا تھا، اور طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کو بھی اُن میں سے ذکر فرمایا تھا۔ علماء نے بیان کیا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اس لیے فرمایا تھا کہ آپ کو علم تھا کہ وہ دونوں عنقریب اُس غلطی سے رجوع کر لیں گے جو اُن سے سرزد ہو گی، اور ندامت وافسردگی اور کنارہ کشی سے اپنے کیے کی تلافی کر لیں گے۔

راقم کہتا ہے الباقلانی نے تحقیق نہیں کی—ان کی پیش کردہ ان احادیث میں سے کسی بھی سند مضبوط نہیں[17]

17

الفاظ أُمْدُدْ يَدَكَ أُبَايِعْكَ لِأَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (آگے بڑھاؤ تاکہ میں تمہارے ہاتھ پر امیر المومنین کی بیعت کر لوں) کے ساتھ کوئی صحیح السند روایت نہیں جس میں ہو کہ طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایسا کہا ہو۔

مستدرک الحاکم میں ہے کہ ثَوْرِ بْنِ مَجْزَاةَ نے خبر دی کہ جان کنی کے عالم میں طلحہ نے علی کے ایک لشکری سے کہا کہ میں تیرے ہاتھ پر علی کی بیعت کرتا ہوں

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُؤَمَّلِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عِيسَى، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، ثَنَا جَنْدَلُ بْنُ وَالِقٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْمَازِنِيُّ، عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ مَجْزَأَةَ، قَالَ: مَرَرْتُ بِطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ يَوْمَ الْجَمَلِ وَهُوَ صَرِيعٌ فِي آخِرِ رَمَقٍ، فَوَقَفْتُ عَلَيْهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: إِنِّي لَأَرَى وَجْهَ رَجُلٍ كَأَنَّهُ الْقَمَرُ، مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ:

الذہبی نے سیر إعلام النبلاء، 177/2 میں لکھا

وَقَالَ الْحَافِظُ الذَّهَبِيُّ فِي ‹‹سِيَرِ الْأَعْلَامِ النُّبَلَاءِ››: وَلَا رَيْبَ أَنَّ عَائِشَةَ رضى الله عنها نَدِمَتْ نَدَامَةً كُلِّيَّةً عَلَى مَسِيْرِهَا إِلَى الْبَصْرَةِ وَحُضُوْرِهَا يَوْمَ الْجَمَلِ وَمَا ظَنَّتْ أَنَّ الأَمْرَ يَبْلُغُ مَا بَلَغَ، فَعَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَمَّنْ سَمِعَ عَائِشَةَ رضى الله عنها إِذَا قَرَأَتْ: ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ [الأحزاب، 33/33]، بَكَتْ حَتَّى تَبُلَّ خِمَارَهَا.

اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ کی طرف اپنے خروج اور جَمل میں اپنی موجودگی پر کلیتًا افسردہ ہوئی تھیں، کیونکہ اُنہیں یہ گمان نہیں تھا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا جہاں پہنچا تھا۔ عمارہ بن عمیر اُس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا تھا کہ جب وہ یہ آیت تلاوت فرماتیں: ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ 'اور اپنے گھروں میں سکون سے قیام پذیر رہنا' تو اس قدر روتی تھیں کہ دوپٹہ تر کر لیتی تھیں۔

مِنْ أَصْحَابِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ، فَقَالَ: ابْسُطْ يَدَكَ أُبَايِعُكَ،فَبَسَطْتُ يَدِي وَبَايَعَنِي، فَفَاضَتْ نَفْسُهُ، فَأَتَيْتُ عَلِيًّا فَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِ طَلْحَةَ، فَقَالَ: «اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَى اللَّهُ أَنْ «يَدْخُلَ طَلْحَةَ الْجَنَّةَ إِلَّا وَبَيْعَتِي فِي عُنُقِهِ

سند میں نَوْرِ بْنِ مَجْزَأَةَ مجہول الحال ہے - رجال الحاکم فی المستدرک کے مؤلف مُقْبِلُ بنُ هَادِي بنِ مُقْبِلِ بنِ قَائِدَةَ الهَمْدَانِي الوادعِيُّ (المتوفى: 1422ھ-) کو بھی اس پر کوئی معلومات نہیں ملیں-اس راوی پر کوئی کلام کتب شیعہ میں بھی منقول نہیں ہے

راقم کہتا ہے کہ امام الذھبی نے ایک مجہول کا قول دیدہ دلیری سے نقل کر دیا ہے۔ عَمَّنْ سَمِعَ عَائِشَةَ کون ہے؟
یہ مقام افسوس ہے کہ باوجود علم حدیث پر کتب لکھنے کے الذھبی کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ سند کا سقم دیکھ سکیں

مختصر سیرت رسول میں تحریف

مختصر سیرت رسول کے نام سے محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان التمیمی النجدی (المتوفی: 1206ھ-) کی مشہور کتاب ہے- اس کا ایک ترجمہ اہل حدیث کی جانب سے پیش کیا گیا- ایک مترجم جہلم کے غیر مقلد حافظ محمد اسحاق ہیں جنہوں نے ۱۹۹۰ میں ترجمہ کیا اور جامعہ علوم اثریہ نے اس کو چھپوایا- دوسرا ترجمہ محمد خالد سیف کا ہے جو پہلی بار ۱۳۹۹ھ یعنی ۱۹۷۹ع میں چھپا لیکن اب اس کو جدید ترجمہ کہہ کر اہل حدیث ویب سائٹ پر پیش کر رہے ہیں

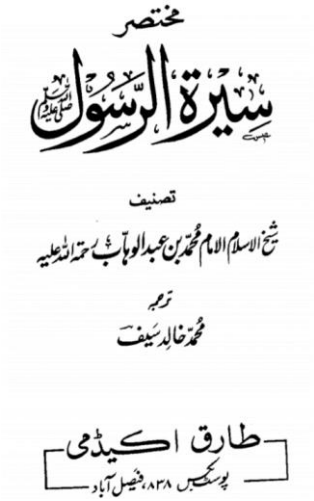

https://kitabosunnat.com/kutub-library/mukhtasir-seerat-ul-rasool-jadeed-audition

https://ia800400.us.archive.org/24/items/FP158199/158199.pdf

https://kitabosunnat.com/kutub-library/mukhtasar-seerat-ul-rasool

اب ہم اصل کتاب کا متن دیکھیں گے اور اس کا تقابل ترجموں سے کرتے ہیں۔ جنگ جمل کے حوالے سے النجدی لکھتے ہیں

مختصر
سيرة الرسول ﷺ
تأليف الإمام الشيخ
محمد بن عبد الوهاب

ثم التقى علي وعائشة . فاعتذر كل منهما للآخر . ثم جهزها إلى

= آخر ترجمة عثمان رضي الله عنه وفضائله : الذين قتلوه ، أو ألبوا عليه : قتلوا إلى عفو الله ورحمته . والذين خذلوه : خذلوا ، وتنغص عيشهم . وكان الملك بعده في نائبه معاوية وبنيه . ثم في وزيره مروان وثمانية من ذريته ، استطالوا حياته وملوه ، مع فضله وسوابقه . فتملك عليهم من هو من بني عمه بضعاً وثمانين سنة . فالحكم لله العلي الكبير . هذا لفظ الذهبي بحروفه .

- ٣١٢ -

المدينة . وأمر لها بكل شيء ينبغي لها . وأرسل معها أربعين امرأة من نساء أهل البصرة المعروفات .

أشرفت وكالة شؤون المطبوعات والنشر بالوزارة على إصداره
عام ١٤١٨ هـ

ثم التقى علي وعائشة. فاعتذر كل منهما للآخر. ثم جهزها إلى المدينة. وأمر لها بكل شيء ينبغي لها. وأرسل معها أربعين امرأة من نساء أهل البصرة المعروفات.

اور علی اور عائشہ کی ملاقات ہوئی دونوں نے ایک دوسرے سے معذرت کی پھر علی نے عائشہ کو مدینہ بھیج دیا اور حکم دیا کہ ان کو وہ سب دیا جائے جو درکار ہو اور ان کے ساتھ بصرہ کی چالیس معروف عورتوں کو کیا

اب اس متن کے اردو ترجمے دیکھتے ہیں

حافظ محمد اسحاق کا ترجمہ

گیا۔ رات تک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی کجاوے میں رہیں، پھر ان کے بھائی محمدؓ نے ان کو بصرہ پہنچایا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو مدینہ منورہ بھیج دیا۔ وہ جانے لگیں تو لوگ اُن کو وداع کرنے کے لیے دُور تک ان کے ساتھ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفر خرچ کا انتظام کیا، اس طرح وہ بحفاظت اور صحیح سلامت گھر پہنچیں۔ بعد میں وہ اپنے اس سفر کو یاد کر کے اس قدر روتیں

لہ کیونکہ رات فریقین کا نظریہ صلح و آشتی کا تھا، مگر قاتلین عثمان (رضی اللہ عنہم) دونوں فوجوں میں گھس گئے، اور صبح کے وقت جنگ کی آگ بھڑکا دی جبکہ ہر فریق نے یہی سمجھا کہ دوسرے فریق نے غداری کی ہے اور عہد توڑ دیا ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ آنسوؤں سے ان کا دوپٹہ بھیگ جاتا۔ اور کہتیں: "کاش! میں پیدا ہی نہ ہوتی۔ کاش! میں اس واقعہ سے بیس سال پہلے ہی مر جاتی۔"

محمد خالد سیف کا ترجمہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم پر یہ ہاتھ اٹھانے والا کون ہے؟ اللہ اسے نذرِ آتش کرے! محمد نے کہا" بہن یہ بھی کہیے کہ دنیا کی آتش میں' آپ نے فرمایا" ہاں دنیا کی آتش میں؛ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ جنگِ جمل جمادی الآخرہ ۳۶ھ میں ہوئی تھی ۔

پھر حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کی ملاقات ہوئی تو ہر ایک نے دوسرے کے سامنے معذرت کی اور پھر حضرت علیؓ نے آپ کو ضروری ساز و سامان اور اہل بصرہ کی چالیس معروف عورتوں کے ہمراہ مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔

اس سال حضرت حذیفہؓ حضرت ابو رافعؓ اور حضرت قدامہ بن مظعون نے وفات پائی ۔

جوالنجدی نے عربی میں لکھا اس کا صحیح ترجمہ محمد خالد سیف نے کیا لیکن حافظ محمد اسحاق نے متن بالکل ہی بدل دیا اور اس کو النجدی سے منسوب کیا۔ حافظ محمد اسحاق نے یہ کذب کا راستہ صرف بغض ام المومنین میں اختیار کیا۔

النجدی نے لکھا تھا

البصرة . وكان في العسكرين ناس من الخوارج . فخافوا من تمالُؤِ العسكرين عليهم . فتحيلوا حتى أثاروا الحرب بينهما من غير رأي . فكانت وقعة الجمل المشهورة . لأن عائشة كانت في هودج ، على جمل . وعُقر الجمل ذلك اليوم . فأمر علي بحمل الهودج ، فحمله محمد بن أبي بكر ، وعمار ابن ياسر . فأدخل محمد يده في الهودج ، فقالت من ذا الذي يتعرض لحرم رسول الله ﷺ ؟ أحرقه الله بالنار . فقال : يا أختاه ، قولي بنار الدنيا . فقالت : بنار الدنيا ، فكان الأمر كذلك .

وكانت وقعة الجمل في جمادى الآخرة سنة ست وثلاثين .

اس کا ترجمہ خالد سیف نے درست کیا

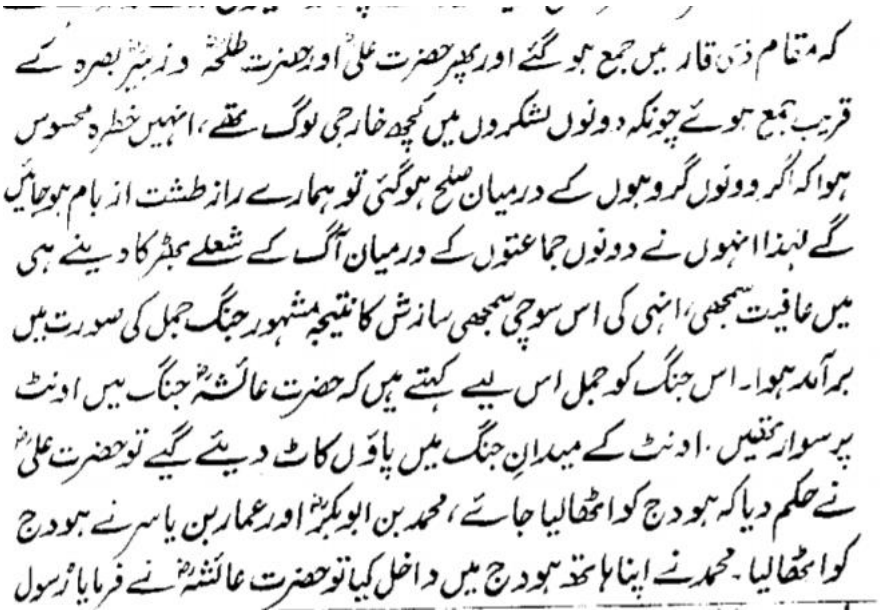

کہ مقام ذی قار میں جمع ہو گئے اور پھر حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ بصرہ کے قریب جمع ہوئے چونکہ دونوں لشکروں میں کچھ خارجی لوگ تھے، انہیں خطرہ محسوس ہوا کہ اگر دونوں گروہوں کے درمیان صلح ہوگئی تو ہمارے راز طشت از بام ہو جائیں گے لہذا انہوں نے دونوں جماعتوں کے درمیان آگ کے شعلے بھڑکا دینے ہی میں عافیت سمجھی، انہی کی اس سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ مشہور جنگ جمل کی صورت میں برآمد ہوا۔ اس جنگ کو جمل اس لیے کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ جنگ میں اونٹ پر سوار تھیں۔ اونٹ کے میدانِ جنگ میں پاؤں کاٹ دیئے گیے تو حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ ہودج کو اٹھالیا جائے، محمد بن ابوبکرؓ اور عمار بن یاسر نے ہودج کو اٹھالیا۔ محمد نے اپنا ہاتھ ہودج میں داخل کیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا رسول

www.KitaboSunnat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم پر یہ ہاتھ اٹھانے والا کون ہے؟ اللہ اسے نذرِ آتش کرے! محمد نے کہا" بہن یہ بھی کہیے کہ دنیا کی آتش میں' آپ نے فرمایا" ہاں دنیا کی آتش میں؛ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ جنگِ جمل جمادی الآخرہ ۳۶ھ میں ہوئی تھی ۔

اس متن کو ہٹا کر حافظ اسحاق نے اپنا خود ساختہ ترجمہ بیان کیا

حامیوں کو عملی شکست ہوگئی۔ اونٹ کے پاس قتلِ عام ہوا، اور اس کی مہار قابو رکھنے میں بہت سے ہاتھ کٹ گئے۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی کونچیں کاٹنے کا حکم دیا، جس سے اونٹ گر گیا۔ رات تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی کجاوے میں رہیں، پھر ان کے بھائی محمد نے ان کو بصرہ پہنچایا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو مدینہ منورہ بھیج دیا۔ وہ جانے لگیں تو لوگ اُن کو وداع کرنے کے لیے دُور تک ان کے ساتھ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سفر خرچ کا انتظام کیا،

یہ جھوٹ کئی دہائیوں تک چھپتا رہا اور کسی نے نکیر نہیں کی اور آج نوبت یہاں آن پہنچی ہے کہ اہل حدیث رافضی بن رہے ہیں۔ قابل غور ہے کہ حافظ اسحاق کے ساتھ اکرام اللہ ساجد کیلانی (سابق مدیر معاون ماہنامہ محدث، لاہور) بھی ملا ہوا تھا جس نے اس متن پر اس کی تسوید و تصحیح کا فریضہ انجام دیا ہے

امیر المومنین معاویہ کو قتل کی دھمکی

راویوں نے بیان کیا کہ دور معاویہ میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا قتل کی دھمکی دیتی تھیں۔کتاب الاحاد و المثانی از ابن ابی عاصم کی ہے

أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، نا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ، قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِينَةَ فَاسْتَأْذَنَ عَلَى عَائِشَةَ فَأَذِنَتْ لَهُ وَحْدَهُ، وَلَمْ يَدْخُلْ مَعَهُ أَحَدٌ، فَلَمَّا دَخَلَ قَالَتْ عَائِشَةُ: «أَكُنْتَ تَأْمَنُ أَنْ أُقْعِدَ لَكَ رَجُلًا فَيَقْتُلَكَ كَمَا قَتَلْتَ أَخِي مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ؟» قَالَ: مَا كُنْتِ تَفْعَلِينَ ذَلِكَ. قَالَتْ: «لِمَ؟» قَالَ: إِنِّي فِي بَيْتِ أَمْنٍ. قَالَتْ: ««أَجَلْ

معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملنے گئے۔ان کے ساتھ کوئی اندر نہ گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کونسی چیز اس بات سے امن میں رکھے گی کہ میں ایک شخص کو لا کر نہ بیٹھاؤں جو تمہارا قتل کر دے جیسا کہ تم نے میرے بھائی محمد بن ابو بکر کا کیا۔اس پر معاویہ نے کہا کہ آپ ایسا نہیں کریں گی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیوں؟ معاویہ نے کہا کہ میں امن والے گھر میں داخل ہو چکا ہوں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ٹھیک ہے

کتاب جامع التحصیل از صلاح الدین ابو سعید خلیل بن کیکلدی بن عبد اللہ الدمشقی العلائی (المتوفی: 761ھ-) کے مطابق امام ابن معین کہتے ہیں کہ راوی معمر بن راشد نے امام الزہری سے نہیں سنا

يقول فيه معمر أخبرت عن الزهري يعني لم يسمعه منه

وہ معمر کے لئے کہتے کہ یہ الزہری کی خبر بھی دیتا ہے یعنی معمر نے ان سے نہیں سنا

معمر مدلس تھے اور یہ روایت بھی عن سے ہے لہذا قابل رد ہے

مستدرک حاکم کی روایت 8038 ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَتَّابٍ الْعَبْدِيُّ بِبَغْدَادَ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ النَّرْسِيُّ، ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ مُعَاوِيَةَ، عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: يَا مُعَاوِيَةُ، قَتَلْتَ حُجْرًا وَأَصْحَابَهُ وَفَعَلْتَ الَّذِي فَعَلْتَ أَمَا تَخْشَى أَنْ أَخْبَأَ لَكَ رَجُلًا فَيَقْتُلَكَ؟ قَالَ: لَا إِنِّي فِي بَيْتِ أَمَانٍ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ «صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «الْإِيمَانُ قَيْدُ الْفَتْكِ، لَا يَفْتِكُ مُؤْمِنٌ

مروان بن حکم کہتے ہیں کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ انہوں نے کہا کہ اے معاویہ تم نے حجر اور اس کے ساتھیوں کو مار ڈالا، اور وہ کیا جو کیا۔ کیا تم اس سے خوفزدہ نہیں کہ میں کسی کو بلالوں تاکہ تم کو قتل کر دے۔ معاویہ نے کہا نہیں میں امن والے گھر میں ہوں۔ اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ایمان بربادی کو قید کر لیتی ہے۔ مومن بربادی یا تباہی نہیں کرتا

سند میں علی بن زید بن جدعان ہے جس کو دار قطنی ضعیف کہتے ہیں المعلمی فوائد میں ضعیف کہتے ہیں

ابن معین اور احمد لیس بشی کہتے ہیں۔

ہیثمی نے مجمع الزوائد میں ۳۴۵ حدیث کے تحت اس کا ذکر کیا اور راوی کو ضعیف قرار دیا ہے

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، إِلَّا أَنَّ الطَّبَرَانِيَّ قَالَ: عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ مَرْوَانَ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ مُعَاوِيَةَ عَلَى عَائِشَةَ، وَفِيهِ عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، وَهُوَ ضَعِيفٌ

الغرض یہ روایات ضعیف ہیں

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِمَاسَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنْ شَيْءٍ، فَقَالَتْ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ، فَقَالَتْ: كَيْفَ كَانَ صَاحِبُكُمْ لَكُمْ فِي غَزَاتِكُمْ هَذِهِ؟ فَقَالَ: مَا نَقَمْنَا مِنْهُ شَيْئًا، إِنْ كَانَ لَيَمُوتُ لِلرَّجُلِ مِنَّا الْبَعِيرُ فَيُعْطِيهِ الْبَعِيرَ، وَالْعَبْدُ فَيُعْطِيهِ الْعَبْدَ، وَيَحْتَاجُ إِلَى النَّفَقَةِ، فَيُعْطِيهِ النَّفَقَةَ، فَقَالَتْ: أَمَا إِنَّهُ لَا يَمْنَعُنِي الَّذِي فَعَلَ فِي مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَخِي أَنْ أُخْبِرَكَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ فِي بَيْتِي هَذَا: «اللهُمَّ، مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَاشْقُقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ، فَارْفُقْ بِهِ»،

عبد الرحمان بن شماسہ نے کہا میں عائشہ کے پاس پہنچا ان سے کسی چیز کا پوچھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا تم کہاں سے ہو؟ میں بولا مصر سے وہ بولیں تمھارے صاحب کیسے ہیں جنگوں میں؟ میں نے عرض کیا ہم نے اس میں کوئی ناگوار بات نہیں پائی اگر ہم میں سے کسی آدمی کا اونٹ مر جائے تو وہ اسے اونٹ عطا کرتا ہے اور غلام کے بدلے غلام عطا کرتا ہے اور جو خرچ کا محتاج ہو اسے خرچہ عطا کرتا ہے سیدہ نے فرمایا مجھے وہ معاملہ اس حدیث کے بیان کرنے سے نہیں روک سکتا جو اس نے میرے بھائی محمد بن ابی بکر سے کیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے میں نے سنا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے

میرے اس گھر میں فرمایا اے اللہ میری اس امت میں سے جس کو ولایت دی جائے اور وہ ان پر سختی کرے تو تو اس پر سختی کر اور میری امت میں سے جس کو کسی معاملہ کو والی بنایا جائے وہ ان سے نرمی کرے تو تو بھی اس پر نرمی کر۔

اس کی سند منقطع ہے

قال أَبُو حاتم: روى عن عائشة رضي الله عنها مرسل

امام ابو حاتم کہتے ہیں کہ عبد الرحمان بن شماسہ کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت مرسل ہے

یہ روایت مصری پروپیگنڈے پر مشتمل ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا، معاویہ سے خوش نہیں تھیں- یاد رہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین مصر سے نکلے تھے-اسی مصری راوی عبد الرحمان بن شماسہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر بھی روایت بیان کی کہ وہ اپنے قصاص کے مطالبہ پر شرمندہ تھے

ابن شماسہ المہری نے بیان کیا کہ ہم جناب عمرو بن العاصؓ کے پاس اس وقت گئے جب کہ ان کی وفات کا وقت قریب تھا وہ بہت دیر تک روتے رہے اور دیوار کی طرف منہ پھیر لیا۔ بیٹے نے کہا ابا جان کیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں فلاں بشارت نہیں دی؟ پھر آپ اس قدر کیوں روتے ہیں؟ تب انہوں نے اپنا منہ ہمارے طرف کیا اور فرمایا ہمارے لئے بہترین توشہ تو اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں (پھر فرمایا) میں تین ادوار سے گزرا ہوں۔ ایک دور تو وہ تھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی سے بغض نہ تھا اور کوئی چیز میری نظر میں اتنی محبوب نہ تھی جتنی یہ بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قدرت حاصل ہو جائے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالوں (معاذ اللہ) پھر دوسرا دور وہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کا خیال میرے دل میں پیدا کیا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ہاتھ پھیلایئے تا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ پھیلایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرو کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا میں شرط رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا شرط ہے؟ میں نے عرض کیا کہ شرط یہ ہے کہ میرے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں۔ فرمایا عمروؓ کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام تمام سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت تمام پہلے گناہوں کو ختم کر دیتی ہے اور حج تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے (چنانچہ میں نے بیعت کر لی) اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھے کسی سے محبت نہ تھی اور نہ میری آنکھوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی صاحب جلال تھا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و جلال کے باعث آنکھ بھر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکتا تھا اور چونکہ پورے طور پر چہرہ مبارک نہ دیکھ سکتا تھا اس لئے مجھ سے ان کا حلیہ دریافت کیا جائے تو میں بیان نہیں کر سکتا۔ اگر میں اسی حالت میں مر جاتا تو امید تھی کہ جنتی ہوتا۔ اس کے بعد ہم بہت سی باتوں کے ذمہ دار بنائے گئے۔ معلوم نہیں میرا ان میں کیا حال رہے گا۔ جب میں مر جاؤں تو کوئی نوحہ کرنے والی میرے ساتھ نہ جائے اور نہ آگ ساتھ لے جائی جائے اور جب مجھے دفن کرنا تو اچھی طرح مٹی ڈال دینا پھر میری قبر کے چاروں طرف اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم کیا جائے تا کہ میں تم سے انس حاصل کر سکوں اور دیکھوں کہ اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ (صحیح مسلم جلد ا ص ۷۶ مسند احمد جلد ۴ ص ۱۹۹)

یہ روایت منکر ہے اور عمرو رضی اللہ عنہ سے منسوب الفاظ بھی بدعت پر مبنی ہیں—ایسا ممکن نہیں ہے کہ عمرو نے ایسا کہا ہو - ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصری پروپیگنڈا اصحاب رسول کی وفات کے بعد بھی جاری رہا- عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایسا کوئی کام نہیں کیا تھا جو شرمندگی والا ہو -

طبقات ابن سعد اور سیر الاعلام النبلاء میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات کا ذکر موجود ہے

إِسْرَائِيْلُ: عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ المخْتَارِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بنِ قُرَّةَ، حَدَّثَنِي أَبُو حَرْبِ بنُ أَبِي الأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرٍو أَنَّ أَبَاهُ أَوْصَاهُ: إِذَا مِتُّ، فَاغْسِلْنِي غَسْلَةً بِالمَاءِ، ثُمَّ جَفِّفْنِي فِي ثَوْبٍ، ثُمَّ اغْسِلْنِي الثَّانِيَةَ بِمَاءٍ قَرَاحٍ، ثُمَّ جَفِّفْنِي، ثُمَّ اغْسِلْنِي الثَّالِثَةَ بِمَاءٍ فِيْهِ كَافُوْرٌ، ثُمَّ جَفِّفْنِي، وَأَلْبِسْنِي الثِّيَابَ، وَزِرَّ عَلَيَّ، فَإِنِّي مُخَاصَمٌ – ثُمَّ إِذَا أَنْتَ حَمَلْتَنِي عَلَى السَّرِيْرِ، فَامْشِ بِي مَشْياً بَيْنَ المِشْيَتَيْنِ، وَكُنْ خَلْفَ الجَنَازَةِ، فَإِنَّ مُقَدَّمَهَا لِلْمَلاَئِكَةِ، وَخَلْفَهَا لِبَنِي آدَمَ، فَإِذَا أَنْتَ وَضَعْتَنِي فِي القَبْرِ، فَسُنَّ عَلَيَّ التُّرَابَ سَنّاً ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ أَمَرْتَنَا فَأَضَعْنَا، وَنَهَيْتَنَا فَرَكِبْنَا، فَلاَ بَرِيْءٌ فَأَعْتَذِرَ، وَلاَعَزِيْزٌ فَأَنْتَصِرَ، وَلَكِنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ وَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتَّى مَاتَ

شعیب الأرناؤوط کہتے ہیں اس کی سند قوی ہے

.إسناده قوي، وهو في " طبقات ابن سعد " 4 / 260، و" ابن عساكر " 13 / 269 / آ

عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں میرے باپ نے وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے پانی سے غسل دینا پھر.. پھر جب مجھ کو کھاٹ پر لے کر چلو... میرے جنازے کے پیچھے رہنا اس اس اگلا فرشتوں کے لئے ہے اور پچھلا بنی آدم کے لئے ہے پس جب قبر میں رکھو تو مجھ پر مٹی ڈالنا پھر کہا اے اللہ تو نے حکم کیا ہم کمزور ہوئے تو نے منع کیا ہم اس کی طرف گئے میں بے قصور نہیں کہ معذرت کر سکوں میں طاقت والا نہیں کہ نصرت والا ہوں لیکن اے اللہ تیرے سوا کوئی الہ نہیں ہے اور وہ یہ کہتے رہے یہاں تک کہ وفات پا گئے

اس روایت میں وہ اختلافی وبدعتی الفاظ سرے سے نہیں جو صحیح مسلم کی روایت میں ہیں

وفات ام المومنین

سن وفات میں بہت اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ۵۰ ہجری، بعض نے ۵۳ ہجری کہا اور بعض نے ۵۷ ہجری کہا ہے ۔ لیکن یہ تمام دور معاویہ ہے—ابن ابی شیبہ کی روایت کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ مجھ کو رسول اللہ کی دیگر بیویوں کے ساتھ دفن کرنا کیونکہ مجھ سے نیا کام ہوا

أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَّا حَضَرَتْهَا الْوَفَاةُ: " ادْفِنُونِي مَعَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنِّي كُنْتُ أَحْدَثْتُ بَعْدَهُ حَدَثًا

اس کی سند میں وہی قیس بن ابی حازم ہے جو کہتا ہے میں عائشہ رضی اللہ کے لشکر میں تھا اور پھر حواب کی روایت بیان کرتا ہے اور علی کے ساتھ صفین میں لڑا-اب یہ کوفہ سے واپس ام المومنین کے پاس پہنچ گیا ہے اور ان کی وفات کے وقت ساتھ ہے (یہ راقم کا قیس پر طنز ہے) -کتاب المختلطین از العلائی (المتوفی: 761ھ-) کے مطابق یہ اختلاط کا شکار ہوا- قال يحيىٰ بن سعيد: منكر الحديث .

وقال إسماعيل بن أبي خالد: كبر قيس بن أبي حازم حتى جاوز المائة بسنين كثيرة حتى خرف وذهب عقله.

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں منکر الحدیث ہے اور کوفہ کے اسمٰعیل بن ابی خالد کہتے ہیں اس کی سو سال سے اوپر عمر ہوئی حتی کہ عقل چلی گئی

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت کو بھی اسماعیل بن ابی خالد نے اس سے سنا ہے جو اختلاط کا عالم لگتا ہے کیونکہ ام المومنین اگر حجرہ عائشہ میں دفن ہوتیں تو کسی اور کے لئے جگہ نہ رہتی، ہم کو معلوم ہے کہ ام المومنین نے یہ

حجرہ ال زبیر کو دیا اور ولید بن عبد الملک کے دور تک ان کے پاس رہا- دوم دیگر احادیث میں ان کی وفات کے وقت الفاظ موجود ہیں جن میں یہ والے نہیں

البانی اپنی کتاب سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ و شیء من فقھا و فوائدھا میں حدیث ۴۷۴ کے تحت اپنا عقیدہ بیان کرتے ہیں

ولا نشك أن خروج أم المؤمنين كان خطأ من أصله ولذلك همت بالرجوع حين علمت بتحقق نبؤة النبي صلى الله عليه وسلم عند الحوأب، ولكن الزبير رضي الله عنه أقنعها بترك الرجوع

اس میں ہم شک نہیں کرتے کہ اِم المؤمنین نے اصل میں غلطی کی لہذا انہوں نے رجوع کرنے کی ہمت کی اس حواب کے کتوں کی خبر پر تحقیق کے بعد لیکن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے ترک رجوع کروادیا

مزید لکھا: قال اِیضا: " إسماعيل بن أبي خالد عن قيس قال: قالت عائشة وكانت تحدث نفسها أن تدفن في بيتها، فقالت: إني أحدثت بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثا، ادفنوني مع أزواجه، فدفنت بالبقيع رضي الله عنها.

قلت: تعني بالحدث مسيرها يوم الجمل، فإنها ندمت ندامة كلية، وتابت من ذلك.

قیس بن ابی حازم کے قول پر البانی نے کہا میں کہتا ہوں نیا کام کیا یعنی ان کا جمل کے دن نکلنا پس ان کو شرمندگی ہوئی اور اس سے توبہ کی

راقم کہتا ہے یہ ان لوگوں کی جہالت ہے ایک منکر روایت سے دلیل لینا بھی گمراہی ہے

اہل شام کا ام المومنین پر تنقید کرنا؟

کہا جاتا ہے کہ اہل شام عائشہ رضی اللہ عنہا کی برائی کرتے تھے۔المصنف عبد الرزاق میں ہے

أخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن الزهري قال: كنت عند الوليد بن عبد الملك، فكأنه تناول عائشة، فقلت له: يا أمير المؤمنين!ألا أحدثك عن رجل من أهل الشام كان قد أوتي حكمة؟ قال: من هو؟قلت: هو أبو مسلم الخولاني، وسمع أهل الشام كأنهم يتناولون من عائشة، فقال: أخبركم بمثلكم ومثل أمكم هذه، كمثل عينين (1) في رأس تؤذيان صاحبهما، ولا يستطيع أن يعاقبهما إلا بالذي هو خير لهما، قال: فسكت.قال الزهري: أخبرنيه أبو إدريس عنه أبي مسلم الخولاني

حدثني سَلَمَةُ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ فَكَأَنَّهُ تَنَاوَلَ مِنْ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَلَا أُحَدِّثُكَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ كَانَ قَدْ أُرِيَ حِكْمَةً. قَالَ: من هو؟(118 ب) قُلْتُ أَبُو مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ.

امام زہری نے کہا میں الولید بن عبد الملک کے پاس تھا پس انہوں نے گویا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر جرح کی – میں نے کہا امیر المومنین کیا میں اس کی خبر دو اہل شام میں سے جس کو حکیم سمجھا جاتا ہو –الولید نے کہا کون؟ میں نے کہا ابو مسلم خولانی

دوسری میں ہے

سَمِعَ أَهْلَ الشَّامِ يَنَالُونَ مِنْ عَائِشَةَ فَقَالَ: أَلا أُخْبِرُكُمْ بِمَثَلِي وَمَثَلِ أُمِّكُمْ هَذِهِ، كَمَثَلِ عَيْنَيْنِ فِي رَأْسٍ يُؤْذِيانِ صَاحِبَهُمَا، وَلا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُعَاقِبَهُمَا إِلا بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ لهما، فَسَكَتَ

میں نے اہل شام کو سنا وہ عائشہ پر جرح کرتے۔میں زہری نے ان سے کہا میں نے کہا تم کو خبر دوں کہ تم اور تمہاری ماں ایسے ہی ہیں جسے دو آنکھیں سر میں ہوں اور اس کے صاحب کو تکلیف ہو اور وہ قدرت نہ رکھتا ہو کہ اس کو ختم کر سکے سوائے اس کے کہ جو خیر ان آنکھوں میں ہو وہ لے۔پس الولید چپ ہوا

اغلبًا ابو مسلم کا قول حکمت زہری نے الولید کو سنا کر سمجھایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر کلام کرنا بے کار ہے

راقم کہتا ہے اس میں عبد الرزاق شیعہ کا اختلاط کا معاملہ لگ رہا ہے—امام زہری کی یہ روایت کسی اور سند سے نہیں ہے

اعتقادی مباحث

لاالنبی بعدی کا مطلب

ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال تک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ رہا۔ میں نے خود سنا کہ وہ یہ حدیث بیان فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عن أَبي هريرةَ قَالَ: قالَ رَسُول اللَّه : كَانَت بَنُو إسرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبياءُ، كُلَّما هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبيٌّ، وَإِنَّهُ لا نَبِيَّ بَعدي، وسَيَكُونُ بَعدي خُلَفَاءُ فَيَكثُرُونَ، قالوا: يَا رسول اللَّه، فَما تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: أَوفُوا بِبَيعَةِ الأَوَّلِ فالأَوَّلِ، ثُمَّ أَعطُوهُم حَقَّهُم، وَاسأَلُوا اللَّه الَّذِي لَكُم، فَإِنَّ اللَّه سائِلُهم عمَّا استَرعاهُم

بنی اسرائیل کی قیادت ان کے انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، اُن کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی رعیت کے متعلق اُن سے سوال کرے گا

دوسری طرف بعض نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے قول منسوب کیا کہ وہ اپنے شاگردوں کو کہتیں

لا تقولوا لا النبی بعدی

یہ نہ کہو کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا

راقم کوام المومنین سے منسوب اس قول کی دو سندیں ملی ہیں۔مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ ، عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ قُولُوا " خَاتَمُ النَّبِيِّينَ , وَلا تَقُولُوا لا نَبِيَّ بَعْدَهُ

راقم کہتا ہے اس کی سند میں انقطاع ہے۔جریر بن حازم کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں ہے۔کتب حدیث میں جریر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان بعض اوقات دو دو راوی ہیں مثلا جریر بن حَازِم عَن یحیٰی بن سعید عَن عُرْوَةَ عَن عَائِشَةَ

اس قول کی ایک اور سند ہے

الرَّبِيعُ بْنُ صُبَيْحٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لا تَقُولُوا لا نَبِيَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ، وَقُولُوا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ ، فَإِنَّهُ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلا وَإِمَامًا مُقْسِطًا ، فَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ ، وَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ ، وَتَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا

راقم کہتا ہے اس سند میں الربیع بن صبیح ضعیف ہے اور محمد بن سیرین کا سماع عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں ہے

اِنیس الساری میں ابن حجر نے ایک روایت پر لکھا ہے

إسناده منقطع لأنّ ابن سيرين لم يسمع من عائشة، قاله ابن معين وأبو حاتم

إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من اطراف العشرة میں ابن حجر نے ایک روایت پر حکم لگایا لکھا

منقطع، يعني أن ابن سيرين لم يسمع من عائشة

المطالبُ العَالِيَةُ بِزَوَائِدِ المَسَانِيد الثَّمَانِيَةِ از ابن حجر میں ہے

أن محمَّد بن سيرين لم يسمع من عائشة كما في جامع التحصيل

ابن قتیبہ نے تأویل مختلف الحدیث میں (ص 272) میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب اس قول کی تاویل کی ہے

وَأَمَّا قَوْلُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا "قُولُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، وَلَا تَقُولُوا لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ"؛ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ إِلَى نُزُولِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَلَيْسَ هَذَا مِنْ قَوْلِهَا، نَاقِضًا لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَبِيَّ بَعْدِي" لِأَنَّهُ أَرَادَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، يَنْسَخُ مَا جِئْتُ بِهِ، كَمَا كَانَتِ الْأَنْبِيَاءُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَسَلَّمَ تَبْعَثُ بِالنُّسَخِ، وَأَرَادَتْ هِيَ "لَا تَقُولُوا إِنَّ الْمَسِيح لَا ينزل بعده

اور جہاں تک عائشہ کے قول کا تعلق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہو یہ مت کہو ان کے بعد نبی نہیں تو ان کا مذھب ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام پر اور یہ اس قول سے متنا قص نہیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد نبی نہیں

یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا ثابت ہی نہیں لہذا اس کو دلیل میں پیش نہیں کیا جا سکتا

معراج ایک خواب تھا؟

بعض لوگوں نے کہا معراج ایک خواب تھا مثلا امیر المومنین فی الحدیث الدجال من الدجاجلہ محمد بن اسحاق کہتے تھے کہ معراج ایک خواب ہے تفسیر طبری میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثنا سَلَمَةُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ثني بَعْضُ آلِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ عَائِشَةَ، كَانَتْ تَقُولُ: مَا فُقِدَ جَسَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنَّ اللَّهَ أَسْرَى بِرُوحِهِ

محمد نے کہا کہ اس کو بعض ال ابی بکر نے بتایا کہ عائشہ کہتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد نہیں کھویا تھا بلکہ روح کو معراج ہوئی

ابن اسحاق اس قول کو ثابت سمجھتے تھے لہذا کہتے

حدثنا ابن حميد، قال: ثنا سلمة، قال ابن إسحاق: فلم ينكر ذلك من قولها الحسن أن هذه الآية نزلت (وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إلا فِتْنَةً لِلنَّاسِ) ولقول الله في الخبر عن إبراهيم، إذ قال لابنه (يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى) ثم مضى على ذلك، فعرفت أن الوحي يأتي بالأنبياء من الله أيقاظا ونياما، وكان رسول صلى الله عليه وسلم يقول: "تَنَامُ عَيْنِي وَقَلْبِي يَقْظَانُ" فالله أعلم أيّ ذلك كان قد جاءه وعاين فيه من أمر الله ما عاين على أيّ حالاته كان نائما أو يقظانا كلّ ذلك حقّ وصدق.

ابن اسحاق نے کہا: عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کا انکار نہیں کیا...انبیاء پر الوحی نیند اور جاگنے دونوں میں اتی ہے اور رسول اللہ کہتے میری آنکھ سوتی ہے دل جاگتا ہے

کتاب السیرۃ النبویۃ علی ضوء القرآن والسنۃ از محمد بن محمد بن سویلم اِبو شُہبۃ (المتوفی: 1403ھ) کے مطابق

وذهب بعض أهل العلم إلى أنهما كانا بروحه- عليه الصلاة والسلام- ونسب القول به إلى السيدة عائشة- رضي الله عنها- وسيدنا معاوية- رضي الله عنه- ورووا في هذا عن السيدة عائشة أنها قالت: «ما فقدت «1» جسد رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، ولكن أسري بروحه» وهو حديث غير ثابت، وهّنه القاضي عياض في «الشفا» «2» سندا ومتنا، وحكم عليه الحافظ ابن دحية بالوضع

اور بعض اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ معراج روح سے ہوئی اور اس قول کی نسبت عائشہ اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے کی جاتی ہے رضی اللہ عنہم اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد کہیں نہیں کھویا تھا بلکہ معراج روح کو ہوئی اور یہ حدیث ثابت نہیں ہے اس کو قاضی عیاض نے کمزور کیا ہے الشفا میں سندا اور متنا اور اس پر ابن دحیہ نے گھڑنے کا حکم لگایا ہے

اگر یہ روایت گھڑی ہوئی ہے تو اس کا بار امیر المومنین فی الحدیث، الدجال من الدجاجلہ محمد بن اسحاق پر ہے کہ نہیں؟ ابن اسحٰق باوجود اس کے کہ اس میں انہوں نے نام تک نہیں لیا جس سے سنا اس قول کا دفاع کرتے تھے لگتا ہے اس دور میں اصول حدیث ہی الگ تھے۔ بعض لوگوں نے ابن اسحاق کو چھپا کر اس میں نام محمد بن حمید بن حیان کر دیا جو بہت بعد کا ہے اور خود تفسیر طبری میں اس روایت کے تحت ابن اسحاق کا نام لیا گیا ہے

الضعفاء لأبي زرعة الرازی میں ہے

حدثني محمد بن إدريس قال: سمعت محمد بن المنهال الضرير قال: سمعت يزيد "بن زريع يقول: "كان محمد بن إسحاق معتزلياً

"فی میزان الاعتدال ج 469/3 قال إبو داود عن محمد بن إسحاق: "قدری معتزلی

محمد بن إسحاق قدری معتزلی تھا

قاضی عیاض نے کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ میں ام المومنین سے منسوب اس قول پر تبصرہ کیا

وَاِنَّا قَوْلُ عَائِشَةَ مَا فَقَدَتْ جَسَدَهُ فَعَائِشَةُ لَمْ تُحَدِّثْ بِهِ عَنْ مُشَاهَدَةٍ فَاِنَّهَا لَمْ تَكُنْ حِينَئِذٍ زَوْجَهُ وَلَا فِي سِنِّ مَنْ يَضْبِطُ

اور جہاں تک عائشہ کا قول ہے کہ نبی کا جسم نہیں کھویا تھا تو یہ چیز عائشہ رضی اللہ عنہا نے مشاہدہ سے نہیں کہی ہے کیونکہ ان دنوں وہ بیوی نہیں تھیں اور نہ اتنی عمر تھی کہ ضبط و یاد رکھ سکتیں

میت پر اس کے اہل کا رونا

صحیح بخاری حدیث نمبر (1287-1288) صحیح مسلم حدیث نمبر (929). میں حدیث ہے کہ

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ تُوُفِّيَتْ ابْنَةٌ لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِمَكَّةَ، وَجِئْنَا لِنَشْهَدَهَا وَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ، وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، وَإِنِّي لَجَالِسٌ بَيْنَهُمَا – أَوْ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى أَحَدِهِمَا، ثُمَّ جَاءَ الآخَرُ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِي – فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ أَلاَ تَنْهَى عَنِ البُكَاءِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «إِنَّ المَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ»،فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَدْ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ بَعْضَ ذَلِكَ، ثُمَّ حَدَّثَ، قَالَ صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ مَكَّةَ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ إِذَا هُوَ بِرَكْبٍ تَحْتَ ظِلِّ سَمُرَةٍ، فَقَالَ اذْهَبْ، فَانْظُرْ مَنْ هَؤُلاَءِ الرَّكْبُ، قَالَ فَنَظَرْتُ فَإِذَا صُهَيْبٌ، فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ادْعُهُ لِي، فَرَجَعْتُ إِلَى صُهَيْبٍ فَقُلْتُ ارْتَحِلْ فَالحَقْ أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ، فَلَمَّا أُصِيبَ عُمَرُ دَخَلَ صُهَيْبٌ يَبْكِي يَقُولُ وَا أَخَاهُ وَا صَاحِبَاهُ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا صُهَيْبُ، أَتَبْكِي عَلَيَّ، وَقَدْ قَالَ ،«رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِنَّ المَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ

ابن ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی بیٹی مکہ میں فوت ہو گئی اور ہم اس کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے گئے، اور وہاں ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے اور میں ان دونوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا کہ گھر سے آواز آنے لگی تو ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے عمرو بن عثمان کو کہا کیا تم رونے سے منع نہیں کرتے ؟ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی بنا پر عذاب دیا جاتا ہے تو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا عمر رضی اللہ تعالی عنہ بھی بعض ایسا کہا کرتے تھے، پھر انہوں نے بیان کیا کہ ..... جب عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو خنجر سے زخمی کیا گیا تو صہیب روتے ہوئے ان کے پاس آئے اور وہ یہ کلمات کہہ رہے تھے ہائے میرے بھائی، ہائے میرے دوست تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ اسے کہنے لگے اے صہیب کیا تم مجھ

پر روہ رہے اور حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے یقینا میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ رَحِمَ اللَّهُ عُمَرَ، وَاللَّهِ مَا حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِنَّ اللَّهَ لَيُعَذِّبُ المُؤْمِنَ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ»، وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «إِنَّ اللَّهَ لَيَزِيدُ الكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ»، وَقَالَتْ حَسْبُكُمُ القُرْآنُ {وَلاَ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى} [الأنعام 164] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا «عِنْدَ ذَلِكَ وَاللَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى» قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ «وَاللَّهِ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا «شَيْئًا

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ تعالی عنہ وفات پا گئے تو میں نے اس کا عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ذکر کیا تو وہ فرمانے لگیں اللہ تعالی عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، اللہ کی قسم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان نہیں فرمایا کہ تھا کہ مومن کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے یقینا اللہ تعالی کافر کو اس کے گھر والوں کے رونے کی بنا پر زیادہ عذاب دیتا ہے اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا تمہارے لیے قرآن کافی ہے اور کوئی بھی کسی دوسرے شخص کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائیگا . ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں اللہ کی قسم ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے بھی کچھ (اعتراض میں) نہ کہا

التمہید لما فی الموطأ من المعانی والأسانید میں ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمری القرطبی (المتوفی 463ھ-) میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول پر لکھا ہے

فَأَمَّا إنْكَارُ عَائِشَةَ عَلَى ابْنِ عُمَرَ فَقَدْ رُوِيَ مِنْ وُجُوهٍ مِنْهَا مَا رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ

بِبُكَاءِ أَهْلِهِ وَذُكِرَ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ وَهَلَ ابْنُ عُمَرَ إنما مَرَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى يَهُودِيٍّ فَقَالَ إِنَّ صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ يُعَذَّبُ وَأَهْلُهُ يَبْكُونَ عَلَيْهِ وَرَوَى أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّكُمْ لَتُحَدِّثُونِ عَنْ غَيْرِ كَاذِبَيْنِ عُمَرَ وَابْنِهِ وَلَكِنَّ السَّمْعَ يُخْطِئُ قَالَ أَبُو عُمَرَ لَيْسَ إِنْكَارُ عَائِشَةَ بِشَيْءٍ وَقَدْ وَقَفَ ابْنُ عُمَرَ عَلَى مِثْلِ مَا نَزَعَتْ بِهِ عَائِشَةُ فَلَمْ يَرْجِعْ وَثَبَتَ عَلَى مَا سَمِعَ وَهُوَ الْوَاجِبُ كَانَ علیه

جہاں تک انکار عائشہ کا تعلق ہے جو انہوں نے ابن عمر کے قول کا کیا ہے تو اس کی وجوہات کو ان سے روایت کیا گیا ہے جس میں ہے وہ جو ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے انہوں نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو اس کے گھر والوں کے رونے پر عذاب دیا جاتا ہے اور اس قول کا ذکر عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا پس عائشہ نے کہا ابن عمر کو وہم ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک یہودی پر ہوا پس آپ نے فرمایا اس قبر کے صاحب کو عذاب دیا جا رہا ہے اس کے اہل رو رہے تھے اور ایوب نے ابن ابی ملیکہ عن القاسم کی سند سے روایت کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تم نے ان سے روایت کیا ہے جو جھوٹے نہیں ہیں یعنی عمر اور ان کے بیٹے لیکن سننے میں غلطی ہو جاتی ہے—ابن عبد البر نے کہا انکار عائشہ میں کوئی چیز نہیں ہے (یعنی کوئی دلیل نہیں) اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے توقف کیا ان مسائل میں جن میں عائشہ ان سے نزاع کرتی ہیں اور انہوں نے کوئی رجوع نہ کیا اور یہ ثابت ہے جو ابن عمر نے سنا اور یہ واجب ہے جس پر وہ پہلے تھے

ابن حجر فتح الباری ج 3 ص ۱۵۴ پر قرطبیؒ کے قول کا ذکر کرتے ہیں جس کو پڑھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے کہ کس قدر بے باک تھے یہ نام نہاد علماء جن کے نزدیک فہم ام المومنین رضی اللہ عنہا کا کوئی درجہ نہ تھا

وَقَالَ الْقُرْطُبِيُّ إِنْكَارُ عَائِشَةَ ذَلِكَ وَحُكْمُهَا عَلَى الرَّاوِي بِالتَّخْطِئَةِ أَوِ النِّسْيَانِ أَوْ عَلَى أَنَّهُ سَمِعَ بَعْضًا وَلَمْ يَسْمَعْ بَعْضًا بَعِيدٌ لِأَنَّ الرُّوَاةَ لِهَذَا الْمَعْنَى مِنَ الصَّحَابَةِ كَثِيرُونَ وَهُمْ جَازِمُونَ فَلَا وَجْهَ لِلنَّفْيِ مَعَ إِمْكَانِ حَمْلِهِ عَلَى مَحْمَلٍ صَحِيحٍ

القرطبیؒ کہتے ہیں : عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا انکار کرنا اور راوی پر غلطی اور بھولنے کا حکم لگانا، یا یہ کہ اس نے کلام کا بعض حصہ سنا ہے اور باقی حصہ نہیں سنا، یہ بعید ہے، کیونکہ صحابہ کرام میں سے اس معنی کو روایت کرنے والے بہت ہیں، اور وہ بالجزم روایت کرتے ہیں، تو اس کی نفی کوئی وجہ اور گنجائش نہیں، اور پھر اس کو صحیح چیز پر محمول کرنا بھی ممکن ہے انتہی

المنہل العذب المورود شرح سنن الإمام أبي داود از محمود محمد خطاب السبکی میں ہے میت کو رونے پر عذاب ہوتا ہے پر ابن قیم کا کہنا ہے

قال ابن القيم إنكار عائشة رضي الله تعالى عنها لذلك بعد رواية الثقات لا يعوّل عليه, فإنهم قد يحضرون ما لا تحضره ويشهدون ما تغيب عنه واحتمال السهو والغلط بعيد جدًا اهـ

ابن قیم نے کہا ثقات کی روایات کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس پر انکار معتبر نہیں ہے کیونکہ ثقات وہاں موجود تھے جہاں عائشہ موجود نہیں تھیں اور انہوں نے دیکھا جو عائشہ رضی اللہ عنہا پر چھپا رہا اور غلطی اور سہو کا احتمال بہت بعید ہے

راقم کہتا ہے اصحاب رسول میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ثابت ہی نہیں کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو جاننے کے بعد بھی اپنی رائے رکھی ہو لہذا قرطبیؒ، ابن عبد البر اور ابن قیم کا قول باطل ہے اور بلا دلیل ہے

قرآن میں موجود ہے کہ محشر میں کوئی بھی کسی اور کا بوجھ اٹھانے پر تیار نہ ہوگا لیکن قرآن میں یہ بھی موجود ہے کہ کفار پر ان کے متبعین کے گناہوں کا بوجھ ڈال دیا جائے گا– سورہ عنکبوت میں ہے

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ وَمَا هُم بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُم مِّن شَيْءٍ ۖ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ (12) عنکبوت –

اور جو کافر ہیں وہ مومنوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے طریق کی پیروی کرو ہم تمہارے گناہ اُٹھالیں گے۔ حالانکہ وہ اُن کے گناہوں کا کچھ بھی بوجھ اُٹھانے والے نہیں۔ کچھ شک نہیں کہ یہ جھوٹے ہیں

وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ ۖ وَلَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ (13) عنکبوت

اور یہ اپنے بوجھ بھی اُٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور (لوگوں کے) بوجھ بھی۔ اور جو بہتان یہ باندھتے رہے قیامت کے دن اُن کی اُن سے ضرور پرسش ہوگی

عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول اس آیت کے تحت بھی صحیح ہے کیونکہ انہوں نے اصحاب رسول کے لئے اصلا بولا ہے کہ اصحاب رسول کو ان کے اہل کے عمل کا عذاب نہیں جائے گا اور ساتھ ہی یہودی پر اہل کے عمل کا بوجھ کا اثبات کیا ہے – یعنی یہ میت کی تربیت کا معاملہ ہے کہ اس نے اپنے اہل کو کیا حکم دیا تھا اگر یہ حکم دیا کہ اس پر رویا جائے تو اس میت کو عذاب ہوگا اور اگر یہ حکم دیا کہ مجھ پر مت رونا تو عذاب نہ ہوگا

شارحین نے اس حوالے سے بعض ضعیف اثار بھی پیش کیے ہیں مثلا ابن ماجہ کی حدیث ۱۵۹۴ ہے

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِي، حَدَّثَنَا أَسِيدُ بْنُ أَبِي أَسِيدٍ، عَنْ مُوسَى الْأَشْعَرِي عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ، إِذَا قَالُوا وَاعَضُدَاهُ، وَاكَاسِيَاهُ، وانَاصِرَاهُ، واجَبَلَاهُ، وَنَحْوَ هَذَا، يُتَعْتَعُ وَيُقَالُ أَنْتَ كَذَلِكَ؟ أَنْتَ كَذَلِكَ؟ .قَالَ أَسِيدٌ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ {وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى} [الإسراء 15] قَالَ وَيْحَكَ، أُحَدِّثُكَ أَنَّ أَبَا مُوسَى حَدَّثَنِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، فترَى أَنَّ أَبَا مُوسَى كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -؟ أَوْ ترَى أَنِّي كَذَبْتُ عَلَى أَبِي مُوسَى؟

اسید بن ابو اسید، موسی بن ابو موسی اشعری سے بیان کرتے ہیں اور موسی اپنے باپ ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زندہ کے رونے سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے، جب زندہ کہتے ہیں ہائے میرے بازو، ہائے میرے پہنانے والے، ہائے میری مدد کرنے والے، ہائے میرے پہاڑ، اور اس طرح کے جملے تو اسے شدت سے کھینچ کر کہا جاتا ہے تو اس طرح تھا؟ تو ایسا تھا؟ اسید کہتے ہیں میں نے کہا سبحان اللہ اللہ تعالی تو یہ فرماتا ہے اور کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائے گا. تو وہ کہنے لگے تیرے لیے افسوس میں تجھے بتا رہا ہوں کہ مجھے ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی ہے، تو کیا تیرے خیال میں ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ جھوٹ باندھا ہے یا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں نے ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ پر جھوٹ بولا ہے؟

سند میں موسی بن ابی موسی الأشعری، الکوفی مجہول الحال ہے جس کو صرف ابن حبان نے حسب روایت ثقات میں شمار کیا ہے سند لائق اعتبار نہیں ہے

اسی سند سے سنن ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَسِيدُ بْنُ أَبِي أَسِيدٍ، أَنَّ مُوسَى بْنَ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيَّ، أَخْبَرَهُ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ بَاكِيهِ، فَيَقُولُ وَاجَبَلَاهْ وَاسَيِّدَاهْ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ، إِلَّا وُكِّلَ بِهِ مَلَكَانِ يَلْهَزَانِهِ أَهَكَذَا كُنْتَ؟ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنِي عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ أُغْمِيَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ، فَجَعَلَتْ

أُخْتُهُ عَمْرَةُ تَبْكِي وَاجَبَلاَهْ، وَاكَذَا وَاكَذَا، تُعَدِّدُ عَلَيْهِ، فَقَالَ حِينَ أَفَاقَ مَا قُلْتِ شَيْئًا إِلَّا قِيلَ لِي آنْتَ كَذَلِكَ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْثَرُ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ،» قَالَ أُغْمِيَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ بِهَذَا فَلَمَّا مَاتَ لَمْ تَبْكِ عَلَيْهِ

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالی عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ان کی بہن نے رونا شروع کر دیا اور کہنے لگی ہائے میرے پہاڑ اور اسی طرح اس نے کئی اور بھی صفات شمار کی اور جب انہیں ہوش آیا تو وہ کہنے لگے تو نے جو کچھ بھی کہا تو مجھے یہ کہا گیا کیا تو اس طرح کا تھا—اور جب وہ فوت ہوئے تو پھر ان کی بہن ان پر نہیں روئی

اس روایت کے متن میں ابہام ہے کہ ان الفاظ پر طنز کیا گیا یا اثبات میں کہا گیا کہ ہاں عبداللہ بن رواحہ ایک اعلام (پہاڑ) کی طرح تھے۔ سند ا اس میں محمد بن فضیل بن غزوان ہے جس پر ابن سعد کا کہنا ہے کہ بعضھم لایحتج بہ بعض محدثین اس سے دلیل نہیں لیتے

قیلۃ بنت مخرمۃ کی سند سے ایک روایت المعجم الکبیر از طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو مُسْلِمٍ الْكَشِّيُّ، ثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ الْحَوْضِيُّ، ح وَحَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَالْفَضْلُ بْنُ الْحُبَابِ أَبُو خَلِيفَةَ، قَالَا ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَوَّارِ بْنِ قُدَامَةَ بْنِ عَنَزَةَ الْعَنْبَرِيُّ، ح وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُخَرِّمِيُّ، ثنا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْغَلَابِيُّ، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْغُدَّانِيُّ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامِ بْنِ أَبِي الدُّمَيْكِ الْمُسْتَمْلِي، ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَائِشَةَ التَّيْمِيُّ، قَالُوا ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ حَسَّانٍ الْعَنْبَرِيُّ أَبُو الْجُنَيْدِ، أَخُو بَنِي كَعْبٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَتْنِي جَدَّتَايْ صَفِيَّةُ

وَدُحَيْبَةُ ابْنَتَا عُلَيْبَةَ وَكَانَتَا رَبِيبَتَيْ قَيْلَةَ، أَنَّ قَيْلَةَ بِنْتَ مَخْرَمَةَ، حَدَّثَتْهُمَا .... فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.... أَتُغْلَبُ إِحْدَاكُنَّ أَنْ

تُصَاحَبَ فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا، فَإِذَا حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَنْ هُوَ أَوْلَى بِهِ اسْتَرْجَعَ، ثُمَّ قَالَ «رَبِّ آسِنِي مَا أَمْضَيْتُ، فَأَعِنِّي عَلَى مَا أَبْقَيْتُ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِحْدَاكُنَّ لَتَبْكِي، فَتَسْتَعِينُ لَهَا صُوَيْحِبَةً، فَيَا عِبَادَ اللهِ لَا تُعَذِّبُوا مَوْتَاكُمْ، ثُمَّ كَتَبَ لَهَا فِي قَطِيعَةِ أَدِيمٍ أَحْمَرَ لِقَيْلَةَ وَالنِّسْوَةِ مِنْ بَنَاتِ قَيْلَةَ

رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کیا تم پر غلبہ پا لیا جاتا ہے کہ تم میں کوئی ایک اپنے ساتھی کے ساتھ دنیا میں اچھا اور بہتر سلوک کرے، اور جب وہ مر جائے تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے تم میں سے کوئی ایک روتا ہے تو اپنے ساتھی پر آنسو بہاتا ہے، تو اے اللہ کے بندو اپنے فوت شدگان کو عذاب سے دوچار مت کرو

اس سند میں عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَسَّانٍ، أَبُو الْجُنَيْدِ الْعَنْبَرِيُّ البصری کا تفرد ہے جو مجہول الحال ہے اس کی دادی دحیبۃ بنت علیبۃ العنبریۃ یا صفیۃ بنت علیبۃ بھی مجہول الحال ہیں

بعض سلفی علماء نے ان احادیث کی وجہ سے عرض عمل کا عقیدہ اختیار کیا ہے کہ میت کو اپنے ورثاء کی حرکتوں کا علم ہوتا ہے—میت کو علم ہوتا ہے کون اس پر رو رہا ہے جس سے میت کو دکھ ہوتا ہے

مجموع فتاوی ابن عثیمین (408/17) کے مطابق وہابی عالم ابن عثیمین سے درج ذیل سوال کیا گیا

ما معنى قول النبي صلى الله عليه وسلم : (إن الميت ليعذب ببكاء أهله عليه) ؟

فأجاب :" معناه أن الميت إذا بكى أهله عليه فإنه يعلم بذلك ويتألم ، وليس المعنى أن الله يعاقبه بذلك لأن الله تعالى يقول : (وَلاَ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ) والعذاب لا يلزم أن يكون عقوبة ألم تر إلى قول النبي صلى الله عليه وسلم : (إن السفر

قطعة من العذاب) والسفر ليس بعقوبة ، لكن يتأذى به الإنسان ويتعب ، وهكذا الميت إذا بكى أهله عليه فإنه يتألم ويتعب من ذلك ، وإن كان هذا ليس بعقوبة من الله عز وجل له ، وهذا التفسير للحديث تفسير واضح صريح ، ولا يرد عليه إشكال ، ولا يحتاج أن يقال : هذا فيمن أوصى بالنياحة ، أو فيمن كان عادة أهله النياحة ولم ينههم عند موته ، بل نقول : إن الإنسان يعذب بالشيء ولايتضرر به " انتهى

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان کا معنی کیا ہے؟

یقینا میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے

ابن عثیمین کا جواب تھا کہ اس کا مطلب ہے

جب میت کے اہل وعیال میت پر روتے ہیں تو اسے اس کا علم ہوتا اور اس سے اسے تکلیف ہوتی ہے، اس کا معنی یہ نہیں کہ اللہ تعالی میت کو اس کی سزا دیتا ہے، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: کوئی بھی جان کسی دوسری جان کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائیگی. عذاب سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسے سزا ہوتی ہے، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے" حالانکہ سفر کوئی سزا نہیں، لیکن اس سے انسان کو تکلیف ہوتی ہے اور تھک جاتا ہے، تو اسی طرح جب میت کے اہل وعیال میت پر روتے ہیں اسے اس سے تکلیف ہوتی ہے اور وہ تھک جاتا ہے، اگرچہ یہ اللہ تعالی کی جانب سے اسے سزا نہیں ہے. حدیث کی یہ شرح واضح اور صریح ہے، اور اس پر کوئی اشکال وارد نہیں ہو سکتا، اور نہ ہی اس شرح میں یہ ضرورت ہے کہ کہا جائے کہ یہ اس شخص کے متعلق ہے جو نوحہ کرنے کی وصیت کرے، یا پھر اس شخص کے متعلق ہے جن کی عادت نوحہ کرنا ہو، اور وہ مرتے وقت انہیں نوحہ کرنے سے منع نہ کرے، بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں: انسان کو کسی چیز کے ساتھ عذاب ہوتا ہے لیکن اسے اس سے کوئی ضرر بھی نہیں پہنچتا" انتہی .

راقم کہتا ہے کہ میت تو لاشعور ہوتی ہے جس کو اپنے ارد گرد ہونے والے عمل کا پتا تک نہیں ہوتا

راقم کہتا ہے کہ ایک یہودی جو زندگی میں اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا تھا وہ مر گیا لیکن چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف تھا اس پر جہنم ثبت ہو گئی –اب گھر والے اس پر رو رہے تھے اور نبی علیہ السلام کا اس کے گھر کے پاس سے گذر ہوا تو فرمایا یہ اس کی موت پر رو رہے ہیں اور اس کو عذاب ہو رہا ہے –اس میں مقصد یہ بتایا نہیں ہے کہ رونے پر میت کو عذاب ہوتا ہے بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ اہل کتاب کا مرنے والا جہنمی ہے چاہے گھر والوں کے ساتھ حسن عمل رکھتا ہو

میت کو عذاب ہوتا ہے، حدیث نہیں ہے

روایات میں آیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث غلط بیان کی کہ کہا میرے والد ابو عبد الرحمان عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ

میت کو عذاب ہوتا ہے جب اس کے گھر والے اس پر روتے ہیں

یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

إِنَّكُمْ لَتُحَدِّثُونِّي عَنْ غَيْرِ كَاذِبَيْنِ، وَلاَ مُكَذَّبَيْنِ، وَلَكِنَّ السَّمْعَ يُخْطِئُ صحيح مسلم

یہ حدیث ان سے روایت کی گئی ہے جو جھوٹ نہیں بولتے تھے لیکن سننے میں غلطی ہو جاتی ہے

صحیح بخاری میں ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا

قَالَتْ: رَحِمَ اللَّهُ عُمَرَ، لاَ وَاللَّهِ مَا حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – بِهَذَا

اللہ عمر پر رحم کرے، اللہ کی قسم ایسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل نہیں فرمایا

علم حدیث میں یہ مثال بن گئی کہ یہ متن درست نہیں کہ میت کو عذاب ہوتا ہے اور کو متعدد کتب میں بیان کیا گیا مثلا

الیواقیت والدرر فی شرح نخبۃ ابن حجر از المناوی القاہری (المتوفی: 1031ھ) میں ہے

وَقع هَذَا عَن الثِّقَات لَا عَن تعمد بل لنسيان كَمَا رُوِيَ أَن ابْن عمر روى أَن الْمَيِّت يعذب ببكاء أَهله فَبلغ ابْن عَبَّاس فَقَالَ: ذهل أَبُو عبد الرَّحْمَن

ثقات سے غلطی ہوتی ہے جان بوجھ کر نہیں بلکہ بھول جانے کی وجہ سے جیسا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ میت کو عذاب ہوتا ہے پس یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو فرمایا ابو عبد الرحمان (صحیح متن) بھول گئے

علوم الحدیث و مصطلحہ – عرضٌ و دراسۃ از د. صبحی إبراہیم الصالح (المتوفی: 1407ھ) کے مطابق

ويروي عبد الله بن عمر عن النبي – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: «إِنَّ المَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ

فتقضي عليه عائشة أم المؤمنين بأنه لم يأخذ الحديث على وجهه، ولم يضبط لفظه،

اور عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا میت کو اس کے اہل کے رونے سے عذاب ہوتا ہے پس ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فیصلہ دیا کہ ابن عمر نے یہ حدیث اس کے اصل پر نہیں لی اور (اصلی) الفاظ کو یاد نہ رکھا

قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث از محمد جمال الدین الحلاق القاسمی (المتوفی: 1332ھ) میں ہے

ومنها: اختلاف الضبط مثاله ما روى ابن عمر أو عمر عنه -صلى الله عليه وسلم- من أن الميت يعذب ببكاء أهله عليه، فقضت عائشة عليه بأنه لم يأخذ الحديث على وجهه

اور حدیث کے الفاظ کو یاد رکھنے میں اختلاف کی مثالوں میں سے ہے وہ جو عمر یا ابن عمر نے رسول اللہ سے روایت کیا کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے پس عائشہ رضی اللہ عنہا نے فیصلہ دیا کہ انہوں نے حدیث کو صحیح رخ سے نہیں لیا

تحریر علوم الحدیث از عبد اللہ بن یوسف الجدیع میں ہے

وعن عروة بن الزبير، قال: ذكر عند عائشة أن ابن عمر يرفع إلى النبي صلى الله عليه وسلم: " إن الميت يعذب في قبره ببكاء أهله عليه "، فقالت: وَهل

ابن زبیر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ابن عمر کی ایک حدیث بیان کی گئی جس کو رفع کرکے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر رہے تھے کہ رسول اللہ نے فرمایا میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے پس عائشہ نے فرمایا بھول گئے

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کے ساتھ کوئی قول نہیں فرمایا کہ میت کو عذاب ہوتا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جب آپ ایک جنازہ پر سے گزرے کہ مرنے والے یہودی کو عذاب ہوتا ہے—اور ہم کو معلوم ہے کہ عذاب کفار کو وہیں ہے جہاں ال فرعون کو عذاب ہوتا ہے جہنم کی اگ کے پاس جیسا کہ قرآن میں وارد ہے

کیا اللہ جانتا ہے جو لوگ چھپاتے ہیں؟

افسوس لوگ ثابت کرتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ اللہ کی قدرت پر بھی صحیح نہیں تھا ان کو معلوم ہی نہیں تھا کہ اللہ تعالی وہ سب جانتا ہے جو لوگ چھپاتے ہیں—ان کی دلیل صحیح مسلم کی ایک منکر روایت ہے

حدیث 2249

حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تُحَدِّثُ فَقَالَتْ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِّي قُلْنَا بَلَى ح و حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ حَجَّاجًا الْأَعْوَرَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ أُمِّي قَالَ فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ أُمَّهُ الَّتِي وَلَدَتْهُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا بَلَى قَالَ قَالَتْ لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا عِنْدِي انْقَلَبَ فَوَضَعَ رِدَائَهُ وَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلَى فِرَاشِهِ فَاضْطَجَعَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنْ قَدْ رَقَدْتُ فَأَخَذَ رِدَائَهُ رُوَيْدًا وَانْتَعَلَ رُوَيْدًا وَفَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ ثُمَّ أَجَافَهُ رُوَيْدًا فَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ عَلَى إِثْرِهِ حَتَّى جَائَ الْبَقِيعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ فَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنْ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ مَا لَكِ يَا عَائِشُ حَشْيَا رَابِيَةً قَالَتْ قُلْتُ لَا شَيْئَ قَالَ لَتُخْبِرِينِي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي قُلْتُ نَعَمْ فَلَهَدَنِي فِي صَدْرِي لَهْدَةً أَوْجَعَتْنِي ثُمَّ قَالَ أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ فَنَادَانِي فَأَخْفَاهُ مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ وَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَكِ وَخَشِيتُ أَنْ

تَسْتَوْحِشِي فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَتْ قُلْتُ كَيْفَ أَقُولُ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ قُولِي السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ

ترجمہ ہارون بن سعید ایلی، عبداللہ بن وہب، ابن جریج، عبداللہ بن کثیر بن مطلب، محمد بن قیس، حضرت محمد بن قیس (رض) بن مخرمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن کہا کیا میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنی اور اپنی ماں کے ساتھ بیتی ہوئی بات نہ سناؤں ہم نے گمان کیا کہ وہ ماں سے اپنی جننے والی ماں مراد لے رہے ہیں ہم نے کہا کیوں نہیں فرمایا نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے پاس میری باری کی رات میں تھے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کروٹ لی اور اپنی چادر اوڑھ لی اور جوتے اتارے اور ان کو اپنے پاؤں کے پاس رکھ دیا اور اپنی چادر کا کنارہ اپنے بستر پر بچھایا اور لیٹ گئے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اتنی ہی دیر ٹھہرے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے گمان کر لیا کہ میں سو چکی ہوں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آہستہ سے اپنی چادر لی اور آہستہ سے جوتا پہنا اور آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر نکلے پھر اس کو آہستہ سے بند کر دیا میں نے اپنی چادر اپنے سر پر اوڑھی اور اپنا ازار پہنا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پیچھے پیچھے چلی یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بقیع میں پہنچے اور کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہونے کو طویل کیا پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے دونوں ہاتھوں کو تین بار اٹھایا پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) واپس لوٹے اور میں بھی لوٹی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیز چلے تو میں بھی تیز چلنے لگی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دوڑے تو میں بھی دوڑی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پہنچے تو میں بھی پہنچی میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سبقت لے گئی اور داخل ہوتے ہی لیٹ گئی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے تو فرمایا اے عائشہ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تمہارا سانس پھول رہا ہے میں نے کہا کچھ نہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تم بتا دو ورنہ مجھے باریک بین خبردار یعنی اللہ تعالیٰ خبر دے دے گا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان پھر پورے قصہ کی خبر میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دے دی فرمایا میں اپنے آگے آگے جو سیاہ سی چیز دیکھ رہا تھا وہ تو تھی میں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرے سینے پر مارا جس کی مجھے تکلیف ہوئی پھر فرمایا تو نے خیال کیا کہ اللہ اور اس کا رسول تیرا حق داب لے گا فرماتی ہیں: (کیا) جب لوگ کوئی چیز چھپاتے ہیں اللہ تو اس کو خوب جانتا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہاں –فرمایا کہ جبرائیل میرے پاس آئے جب تو نے دیکھا تو مجھے پکارا اور تجھ سے چھپایا تو میں نے بھی تم سے چھپانے ہی کو پسند کیا اور وہ تمہارے پاس اس لئے نہیں آئے کہ تو نے اپنے کپڑے اتار دیئے تھے اور میں نے گمان کیا کہ تو سو چکی ہے اور میں نے تجھے بیدار کرنا پسند نہ کیا میں نے یہ خوف کیا کہ تم گھبرا جاؤ گی جبرائیل نے کہا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے رب نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حکم دیا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بقیع تشریف لے جائیں اور ان کے لئے مغفرت مانگیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں کیسے کہوں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا (السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا كُمْ مَا تُوعَدُونَ غَدًا مُؤَجَّلُونَ وَإِنَّاإِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ) کہو سلام ہے ایماندار گھر والوں پر اور مسلمانوں پر اللہ ہم سے آگے جانے والوں پر رحمت فرمائے اور پیچھے جانے والوں پر ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔

تبصرہ : صحیح مسلم میں متن میں نعم کے لفظ کو ام المومنین کے الفاظ کے ساتھ مربوط رکھا گیا ہے جس سے محسوس ہوتا ہے کہ نعم کا لفظ ام المومنین کے جملے کا حصہ ہے۔ صحیح مسلم میں الفاظ کا ترجمہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ ام المومنین کا ایک مربوط جملہ بن جائے یعنی

اللہ اس کو جانتا ہے جو خواہ لوگ چھپائیں (پھر دل میں آیا ہاں ایسا ہی ہے تو زبان سے نکلا) بالکل –

یعنی نعم کا لفظ ام المومنین کے الفاظ ہیں کا حصہ ہیں۔اس طرح صحیح مسلم کی حدیث پر اعتراض ختم ہو جاتا ہے اور یہ سوال نہیں رہتا بلکہ اقرار بن جاتا ہے۔یہ شرح امام نووی نے کی ہے

عثمانی صاحب نے اس واقعہ کو ایک رات واحد کا مخصوص واقعہ قرار دیا ہے (حبل اللہ، مجلّہ نمبر 14، صفحہ 57،58 ، سلسلہ سوال وجواب) جبکہ سنن نسائی اور صحیح مسلم کی دوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ جب بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری آتی تو اس رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان جاتے تھے۔اس وجہ سے راقم نے مزید تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ راوی کا مدعا وہ نہیں جو امام نووی یا ڈاکٹر عثمانی نے سمجھا ہے بلکہ اس کا مدعا یہ ہے کہ ام المومنین نے سوال کیا کہ کیا اللہ جانتا ہے جو لوگ چھپاتے ہیں؟ اور پھر نبی نے فرمایا ہاں۔انہی روایات کی وجہ سے فرقہ پرست یہ دعوی کرتے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا بنیادی عقائد سے لاعلم تھیں کیونکہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا

قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ؟ نَعَمْ

کیا جو بھی لوگ چھپاتے ہیں اللہ تعالی اسے جانتا ھے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا ہاں عائشہ۔

اس منکر روایت سے ان کے نزدیک ثابت ہوتا ہے کہ فقہائے مدینہ کی استاذ عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا یہ بات تک نہیں جانتی تھیں کہ اللہ تعالی ہر اس چیز کو جانتا ھے جو لوگ چھپاتے ہیں۔ قابل غور ہے یہ ایمان کی بنیادی بات ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تو خود قرآن کو شادی سے پہلے یاد کر رہی تھیں اور قرآن ان کے گھر سے متصل مسجد النبی میں دن و رات پڑھا جاتا تھا۔یہ روایت آخری دور کی بتائی جاتی ہے جبکہ اس کا متن منکر ہے اس سے یہ تک نکلتا ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے نبی کی جاسوسی کی ان کا پیچھا رات کے اندھیرے میں کیا

سند میں عبد اللہ بن کثیر بن المطلب بن ابی وداعۃ مجہول ہے اس کو امام مسلم نے قبول کیا ہے لہذا ابن حجر نے اس کو مقبول کہا ہے۔الذھبی نے میزان میں کہا

فعبد الله بن كثير السهمى لا يعرف إلا من رواية ابن جريج عنه، وما رأيت أحدا وثقه ففيه جهالة.

عبد اللہ نہیں جانا جاتا اس سے صرف ابن جریج نے روایت کیا ہے اور کسی اور ثقہ نے میرے خیال میں روایت نہیں کیا ہے اور اس میں جہالت ہے یعنی مجہول ہے۔

اور تاریخ اسلام میں کہا

، وهو فلا يكاد يُعْرَف إلا فِي حديثٍ واحد سَنَدُهُ مضطَّرب، وهو حديث عَائِشَةَ فِي استغفاره لأهل البَقِيع

اس کی کوئی حدیث معلوم نہیں سوائے ایک مضطرب روایت کے جس میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اہل بقیع پر استغفار کا ذکر ہے۔

فرقے کہتے ہیں کہ صحیح مسلم کی شاہد حدیث سنن نسائی ۲۰۲۳۹ ہے

أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ، يَقُولُ

پھر روایت دی جس کا ترجمہ ہے

محمد بن قیس بن مخرمہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہی تھیں کیا میں تمہیں اپنے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں ضرور

بتایئے، تو وہ کہنے لگیں، جب وہ رات آئی جس میں وہ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے تو آپ (عشاء) سے پلٹے، اپنے جوتے اپنے پائتانے رکھے، اور اپنے تہبند کا کنارہ اپنے بستر پر بچھایا، آپ صرف اتنی ہی مقدار ٹھہرے جس میں آپ نے محسوس کیا کہ میں سو گئی ہوں، پھر آہستہ سے آپ نے جوتا پہنا اور آہستہ ہی سے اپنی چادر لی، پھر دھیرے سے دروازہ کھولا، اور دھیرے سے نکلے، میں نے بھی اپنا کرتا، اپنے سر میں ڈالا اور اپنی اوڑھنی اوڑھی، اور اپنی تہبند پہنی، اور آپ کے پیچھے چل پڑی، یہاں تک کہ آپ مقبرہ بقیع آئے، اور اپنے ہاتھوں کو تین بار اٹھایا، اور بڑی دیر تک اٹھائے رکھا، پھر آپ پلٹے تو میں بھی پلٹ پڑی، آپ تیز چلنے لگے تو میں بھی تیز چلنے لگی، پھر آپ دوڑنے لگے تو میں بھی دوڑنے لگی، پھر آپ اور تیز دوڑے تو میں بھی اور تیز دوڑی، اور میں آپ سے پہلے آ گئی، اور گھر میں داخل ہو گئی، اور ابھی لیٹی ہی تھی کہ آپ بھی اندر داخل ہو گئے، آپ نے پوچھا "عائشہ! تجھے کیا ہو گیا، یہ سانس اور پیٹ کیوں پھول رہے ہیں؟" میں نے کہا کچھ تو نہیں ہے، آپ نے فرمایا "تو مجھے بتا دے ورنہ وہ ذات جو باریک بین اور ہر چیز کی خبر رکھنے والی ہے مجھے ضرور بتا دے گی"، میں نے عرض کیا اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، پھر میں نے اصل بات بتا دی تو آپ نے فرمایا "وہ سایہ جو میں اپنے آگے دیکھ رہا تھا تو ہی تھی"، میں نے عرض کیا جی ہاں، میں ہی تھی، آپ نے میرے سینہ پر ایک مکا مارا جس سے مجھے تکلیف ہوئی، پھر آپ نے فرمایا "کیا تو یہ سمجھتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر ظلم کریں گے"، میں نے کہا جو بھی لوگ چھپائیں اللہ تعالیٰ تو اس سے واقف ہی ہے، (وہ آپ کو بتا دے گا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جبرائیل میرے پاس آئے جس وقت تو نے دیکھا، مگر وہ میرے پاس اندر نہیں آئے کیونکہ تو اپنے کپڑے اتار چکی تھی، انہوں نے مجھے آواز دی اور انہوں نے تجھ سے چھپایا، میں نے انہیں جواب دیا، اور میں نے بھی اسے تجھ سے چھپایا، پھر میں نے سمجھا کہ تو سو گئی ہے، اور مجھے اچھا نہ لگا کہ میں تجھے جگاؤں، اور میں ڈرا کہ تو اکیلی پریشان نہ ہو، خیر انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں مقبرہ بقیع آؤں، اور وہاں کے لوگوں کے لیے اللہ سے مغفرت کی دعا کروں"، میں نے پوچھا اللہ کے رسول! میں کیا کہوں (جب بقیع میں

جاؤں)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو «السلام علی اہل الدیار من المؤمنین والمسلمین یرحم اللہ المستقدمین منا والمستأخرین وإنا إن شاء اللہ بکم لاحقون» "سلامتی ہو ان گھروں کے مومنوں اور مسلمانوں پر، اللہ تعالیٰ ہم میں سے اگلے اور پچھلے (دونوں) پر رحم فرمائے، اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے (ہی) والے ہیں

تبصرہ

سندا یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سند کو شعیب نے ضعیف کہا ہے

سنن نسائی جیسی سند سے یہ روایت مسند احمد 25855 موجود ہے

حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ، أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي، وَعَنْ أُمِّي؟ – فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ أُمَّهُ الَّتِي وَلَدَتْهُ – قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ

شعیب الأرنؤوط کا کہنا ہے إسناد ضعیف۔ اس کی اسناد ضعیف ہیں۔

شعیب کی تحقیق کے مطابق سنن نسائی کی سند میں عبد الله بن أبي مليكة کا نام غلطی ہے۔ صحیح ابن حبان ۷۱۱۰ میں اسی سند سے ہے

أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى بْنِ مُجَاشِعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَصَّارُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَثِيرٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ

اور یہ اصلا عبد اللہ بن کثیر ہی ہے جو ایک مجہول ہے۔

نسائی نے اس سند کو اس طرح بھی لکھا ہے

اخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ

اور اپنی دوسری کتاب سنن الکبری میں کہا

خَالَفَهُ حَجَّاجٌ فَقَالَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ

حجاج نے ان کی مخالفت کی اور کہا ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ - یعنی نسائی کے نزدیک یہ غلطی حَجَّاجَ کی وجہ سے آئی ہے۔۔حجاج ثقہ ہیں لیکن عبداللہ سند میں دیکھ کر ان کو مغالطہ ہوا کہ یہ عبد الله ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ہیں جبکہ وہ عبد الله بن كثير بن المطلب بن أبى وداعة تھا

سنن نسائی کی اس روایت میں الٹا لکھا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا

قُلْتُ مَهْمَا يَكْتُمُ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللَّهُ

میں نے کہا جو بھی لوگ چھپائیں اللہ تعالیٰ تو اس سے واقف ہی ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو الزام صحیح مسلم کی روایت کے تحت لگایا گیا ہے اس روایت میں اس کا رد ہے۔ یہاں عائشہ اپنے صحیح عقیدے کا اظہار کر رہی ہیں جبکہ صحیح مسلم میں وہ صحیح عقیدے سے ناواقف ہیں اور سوال کر رہی ہیں۔

قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ؟ نَعَمْ

کیا جو بھی لوگ چھپاتے ہیں اللہ تعالی اسے جانتا ھے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا ہاں عائشہ۔

اس طرح یہ حدیث صحیح مسلم سے الگ ہے۔

سنن نسائی میں اس کے بعد کچھ اور روایات بھی ہیں مثلا

حدیث نمبر: 2040أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ، قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ وَاللَّفْظُ لَهُ، عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ، أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَبِسَ ثِيَابَهُ، ثُمَّ خَرَجَ، قَالَتْ: فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي بَرِيرَةَ تَتْبَعُهُ فَتَبِعَتْهُ، حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ فَوَقَفَ فِي أَدْنَاهُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقِفَ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَسَبَقَتْهُ بَرِيرَةُ فَأَخْبَرَتْنِي، فَلَمْ أَذْكُرْ لَهُ شَيْئًا حَتَّى أَصْبَحْتُ، ثُمَّ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: "إِنِّي بُعِثْتُ إِلَى أَهْلِ الْبَقِيعِ لِأُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ".

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، اپنا کپڑا پہنا پھر (باہر) نکل گئے، تو میں نے اپنی لونڈی بریرہ کو حکم دیا کہ وہ پیچھے پیچھے جائے، چنانچہ وہ آپ کے پیچھے پیچھے گئی یہاں تک کہ آپ مقبرہ بقیع پہنچے، تو اس کے قریب کھڑے رہے جتنی دیر اللہ تعالیٰ نے کھڑا رکھنا چاہا، پھر آپ پلٹے تو بریرہ آپ سے پہلے پلٹ کر آ گئی، اور اس نے مجھے بتایا، لیکن میں نے آپ سے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا یہاں تک کہ صبح کیا، تو میں نے آپ کو ساری باتیں بتائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اہل بقیع کی طرف بھیجا گیا تھا تاکہ میں ان کے حق میں دعا کروں"۔

تبصرہ

یہ متن شاذ ہے کیونکہ اس میں ہے کہ رات کے وقت بھی لونڈی ام المومنین کے پاس تھی جبکہ یہ ممکن نہیں کہ آمد النبی کے بعد کوئی حجرہ عائشہ میں رہ جائے۔ یہ متن بھی صحیح مسلم کی حدیث کے خلاف ہے کیونکہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جاسوسی ایک لونڈی کر رہی ہے جس کو اپنی مالکہ کا خوف ہے لیکن اللہ کا خوف نہیں ہے

سنن نسائی کی ایک تیسری روایت میں ہے

حدیث نمبر: 2041أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ وَهُوَ ابْنُ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَتْ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَخْرُجُ فِي آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ، فَيَقُولُ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا وَإِيَّاكُمْ مُتَوَاعِدُونَ غَدًا أَوْ "مُوَاكِلُونَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری ان کے یہاں ہوتی تو. رات کے آخری (حصے) میں مقبرہ بقیع کی طرف نکل جاتے، (اور) کہتے: «السلام علیکم دار قوم مؤمنین وإنا وإیاکم متواعدون غدا او موالکلون وإنا إن شاء اللہ بکم لاحقون اللہم اغفر لأہل بقیع الغرقد» "اے مومن گھر (قبرستان) والو! تم پر سلامتی ہو، ہم اور تم آپس میں ایک دوسرے سے کل کی حاضری کا وعدہ کرنے والے ہیں، اور آپس میں ایک دوسرے پر بھروسہ کرنے والے ہیں، اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں، اے اللہ! بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرما"۔

تبصرہ

یہ متن بھی غلط وشاذ ہے کیونکہ اس میں ہے کہ جب بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری اتی تو اس رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بقیع جاتے۔ ہر رات قبرستان جانا دیگر روایات سے معلوم ہے کہ نہیں تھا۔

لب لباب یہ ہوا کہ صحیح مسلم کی روایت منکر ہے اور اسی روایت کو شب برات میں قبرستان جانے کی دلیل پر پیش کیا جاتا ہے

وہابی عالم عبد المجید بن سالم لکھتے ہیں جو اصلا ابن تیمیہ کے الفاظ ہیں

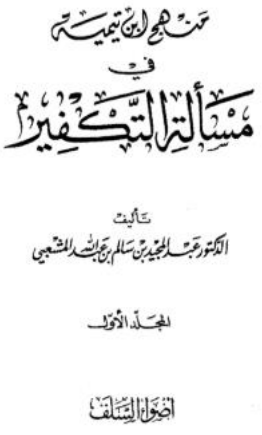

فهذه عائشة ـ رضي اللَّه عنها ـ كانت تجهل بأن اللَّه يعلم بكل ما يكتمه الناس ، ولم تكن بجهلها ذلك كافرة ، قال شيخ الإسلام موضحا ذلك بعد أن سرد هذا الحديث : « فهذه عائشة أم المؤمنين : سألت النبي ﷺ هل يعلم اللَّه كل ما يكتم الناس ؟ فقال لها النبي ﷺ : نعم ، وهذا يدل على أنها لم تكن تعلم ذلك ، ولم تكن قبل معرفتها بأن اللَّه عالم بكل شيء يكتمه الناس كافرة ، وإن كان الإقرار بذلك بعد قيام الحجة من أصول الإيمان ، وإنكار علمه بكل شيء كإنكار قدرته على كل شيء . هذا مع أنها كانت ممن يستحق اللوم على الذنب[٣] . ولهذا لهزها النبي ﷺ ، وقال : أتخافين أن

یہ عائشہ ہیں رضی اللہ عنہا یہ اس سے لاعلم ہیں کہ اللہ وہ جانتا ہے جو لوگ چھپاتے ہیں اور اس لاعلمی پر یہ کافر نہیں ہوئیں شیخ اسلام ابن تیمیہ کہتے ہیں اس حدیث پر یہ عائشہ ہیں رضی اللہ عنہا یہ اس سے لاعلم ہیں کہ اللہ وہ جانتا ہے جو لوگ چھپاتے ہیں ؟ پس اس کا سوال انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا ہاں اور یہ دلیل ہے ہے کہ وہ عائشہ اسکو نہیں جانتی تھیں اور ان کو معرفت نہیں تھی کہ اللہ ہر اس چیز کو جانتا ہے جو لوگ چھپاتے ہیں اس لئے کافر نہیں تھیں

ابن تیمیہ مجموع الفتاوی ج ۱۱ ص ۴۱۲ پر بحث کی ہے اور سنن نسائی کی روایت کے الفاظ نقل کیے ہیں

أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ .... قَالَتْ: مَهْمَا يَكْتُمُ النَّاسُ «فَقَدْ عَلِمَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَ: «نَعَمْ

اور یہ سند وہی ہے جو صحیح مسلم میں ہے

البتہ صحیح مسلم میں متن میں نعم کے لفظ کو ام المومنین کے الفاظ کے ساتھ مربوط رکھا گیا ہے جس سے محسوس ہوتا ہے کہ نعم کا لفظ ام المومنین کے جملے کا حصہ ہے – لیکن راوی کا مدعا اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کہنا ہے جیسا کہ مختلف کتب احادیث میں متن میں دیکھ کر جانا جا سکتا ہے مثلا سنن نسائی، سنن الکبری، مسند احمد وغیرہ

کتاب تاریخ مدینہ از ابن شبہ میں ہے

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ، أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ [ص:88] بْنَ قَيْسٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ .... قَالَتْ: مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللَّهُ قَالَ: «نَعَمْ

یعنی اس جملے کو سوالیہ انداز میں کئی راویوں نے بیان کیا ہے

راوی عَبدِاللَّہِ بْنِ کَثِیرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ کا سیاسی مدعا

راوی کا مدعا یہ ہے کہ آخری دور نبوی تک ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو شک تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ضرور رات کے اندھیرے میں ماریہ قبطیہ سے ملنے گئے ہوں گے اور اس نے سورہ التحریم کی آیت کو ملا کر ایک قصہ گھڑا ہے

سورہ التحریم میں موجود ہے دو امہات المومنین (حدیث کے مطابق عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا) نے مل کر ایک فیصلہ کیا (حدیث کے مطابق ماریہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے جب بھی نبی آئین آئیں تو بولیں گی کہ شہد کی بو آ رہی ہے اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں جانا چھوڑ دیں گے) البتہ اس کی خبر نبی کو اللہ نے دے دی تو کوئی ایک ام المومنین بولیں کس نے خبر دی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ (3)

اور جب نبی نے چھپا کر اپنی کسی بیوی سے ایک بات کہہ دی، اور پھر جب اس بیوی نے وہ بات بتادی اور اللہ نے اس کو نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اس میں سے کچھ بات جتلادی اور کچھ ٹال دی، پس جب پیغمبر نے اس کو وہ بات جتلادی تو بولی آپ کو کس نے یہ بات بتادی، آپ نے فرمایا مجھے خدائے علیم و خبیر نے یہ بات بتلائی۔

راوی نے اس آیت کا استعمال کرکے قصہ گھڑا کہ باوجود اس کے کہ نبی کو اللہ خبر کر دیتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا پھر بھی جاسوسی کرتی ہیں کہ ممکن ہے نبی ان کی باری کے دن ماریہ کے ہاں گئے ہوں اور پھر لاعلمی کا اظہار کیا کہ جو لوگ چھپاتے ہیں کیا اس کو اللہ جانتا ہے؟ اس طرح یہ روایت تنقیص عائشہ سے محمول ہے[18]

18

اس قسم کے قصے اھل تشیع بھی بیان کرتے تھے۔
الکافی از کلینی کی روایت ہے

جماعة من اِصحابنا، عن اِحمد بن محمد بن عیسی، عن الحسین بن سعید، عن القاسم بن محمد، عن علی بن اِبی حمزة، عن اِبی بصیر، عن اِبی جعفر (علیه السلام) قال: کان رسول الله (صلی الله علیه وآله) عند عائشة ذات لیلة فقام یتنفل فاستیقظت عائشة فضربت بیدها فلم تجده فظنت اِنه قد قام اِلی جاریتنا فقامت تطوف علیه فوطئت عنقه (صلی الله علیه وآله) وهو ساجد باک، یقول: "سجد لک سوادی وخیالی وآمن بک فؤادی اِبوء اِلیک بالنعم واِعترف لک بالذنب العظیم عملت سوء او ظلمت نفسی فاغفر لی اِنه لایغفر الذنب العظیم اِلا اِنت، اِعوذ بعفوک من عقوبتک واِعوذ برضاک من سخطک واِعوذ برحمتک من نقمتک واِعوذ بک منک لااِبلغ

ماریہ والا واقعہ کب ہوا معلوم نہیں ہے جس میں شہد رسول اللہ نے اپنے اوپر حرام کیا البتہ شہدائے احد کے لئے بقیع جانا بالکل آخری دور کی بات ہے –اس طرح راوی کا مقصد یہ ہے کہ بیان کیا جائے کہ آخری ایام تک ام المومنین عائشہ اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے شک و شبہ کا شکار رہیں

مدحک والثناء علیک، اِنت کما اِثنیت علی نفسک اِستغفرک واِتوب اِلیک " فلما انصرف قال: یا عائشۃ لقد اِوجعت عنقی اِی شئ خشیت؟ اِن اِقوم اِلی جاریتک؟.

ابو جعفر نے روایت کیا کہ ایک رات رسول اللہ، عائشہ کے ہاں تھے، عائشہ کی انکھ کھلی انہوں نے ہاتھ ٹٹولا تو نبی کو نہیں پایا اور گمان کیا کہ نبی اپنی لونڈی کے پاس چلے گئے لہذا یہ اٹھیں اور حجرے کے چکر لگا رہی تھیں کہ ان کا قدم نبی کی گردن پر پڑا اور وہ سجدے میں تھے... نماز سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ تم نے میری گردن میں درد کر دیا، کس چیز کا ڈر تھا تم کو؟ کہ میں لونڈی کے پاس گیا ہوں؟

سماع الموتی پر موقف

کیا مردے سنتے ہیں ؟ اس طرح کے رسالے بعض علماء چھاپتے ہیں اور عوام کو باور کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ گویا ان کے نزدیک مردے نہیں سنتے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ علماء اس انبوہ میں شامل ہیں جن کے نزدیک نہ صرف مردے سنتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک مردے اتنے پاور فل ہیں کہ قبر پر کھڑے لوگوں سے مانوس بھی ہو سکتے ہیں۔ اس قبیل کے علماء قبر پرستوں کو ان کے عقائد پر سند جواز دیتے ہیں۔قبروں پر جانے کا ایک مقصد صاحب قبر کو سنانا ہوتا ہے کہ وہ عرضداشت رب العالمین تک پہنچا دیں گے

اب قرآن میں اگر ہو کہ

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ سورہ النمل ۸۰ آیت

اے نبی آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو پکار سنا سکتے ہیں جب وہ پلٹ کر جائیں

اسی طرح قرآن میں اگر ہو

وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ وَما أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ [فاطر: 22

اور زندہ مردہ برابر نہیں بے شک اللہ جس کو چاہے سنا دے اور آپ جو قبروں میں ہیں ان کو سنانے والے نہیں

ان آیات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا جا رہا ہے کہ آپ کفار کو ایمان کی طرف نہیں لا سکتے یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے

تو ان کی جانب سے کہا جاتا ہے اس کا مطلب مجازی لینا ہو گا کہ آپ کفار کو نہیں سنا سکتے لیکن قبر میں پڑے مردوں کو سنا سکتے ہیں۔ جبکہ یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ جب مثال بھی دیتا ہے تو حقیقت پر مبنی ہوتی ہے

ابن الجوزی کتاب السر المصون (بحوالہ الفروع از ابن مفلح) میں کہتے ہیں

الذي يوجبه القرآن والنظر أن الميت لا يسمع ولا يحس قال تعالى وما أنت بمسمع من في القبور سورة فاطر 22 ومعلوم أن آلات الحس قد فقدت

جو چیز قرآن و (نقد و) نظر سے واجب ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بے شک میت نہ سنتی ہے نہ محسوس کرتی ہے—اللہ تعالی کہتے ہیں اور آپ جو قبروں میں ہیں ان کو نہیں سنا سکتے سورہ فاطر ۲۲ اور یہ معلوم ہے کہ سننے کے آلات (یعنی کان) ضائع ہو چکے ہوتے ہیں

سماع الموتی کی سب سے اہم دلیل، قلیب بدر کے مردوں کا سماع ہے۔ جنگ بدر میں فتح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کفار کی لاشیں ایک کنواں میں پھینک دی جائیں تین دن بعد آپ اس مقام پر گئے اور کنواں کے اوپر آپ نے ۲۴ سرداران قریش کو پکارا اس وقت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ

يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا تَكَلَّمَ مِنْ أَجْسَادٍ، لَا أَرْوَاحَ لَهَا

یا رسول اللہ آپ ایسے اجسام سے مخاطب ہیں جن میں ارواح نہیں؟

رسول اللہ نے فرمایا

إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُونَ مَا أَقُولُ

بے شک یہ سن رہے ہیں جو میں کہہ رہا ہوں

عائشہ رضی اللہ عنہا سماع الموتی کی انکاری تھیں اور کہتیں تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہنا کہ یہ سنتے ہیں اصل میں علم ہونا ہے اور ایسا وہ کیوں نہ کہتیں جبکہ قرآن میں ہے

ابراہیم علیہ السلام نے بتوں سے کلام کیا اور کہا تم کھاتے کیوں نہیں؟

حدیث میں ہے عمر رضی اللہ عنہ نے حجر الاسود سے کلام کیا

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی سولی پر لٹکتی لاش سے کلام کیا اور اسماء رضی اللہ عنہا سے کہا صبر کریں بے شک ارواح اللہ کے پاس ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مردہ بیٹے سے کلام کیا

وَاِنَّا بِفِرَا قَکَ یَا ابراھیمُ لَمَحْزُنُون (اے ابراہیم ہم تمہاری جدائی پر غمگین ہیں) (بخاری کتاب الجنائز)۔ اس میں خطاب ایک مرنے والے بچہ سے ہے

فرط جذبات میں مردوں سے زندہ مخاطب ہو سکتا ہے لیکن اس میں اس کا مقصد مردے کو سنانا نہیں ہوتا—امام ابو حنیفہ کہتے تھے کہ اگر کوئی قسم کھالے کہ میں کسی سے کلام نہ کروں گا اور مرنے کے بعد اس کے لاشے سے کلام کر بیٹھا تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی

ابن رجب کتاب اہوال القبور میں قبول کرتے ہیں

قال الحافظ ابن رجب: وقد وافق عائشۃ علی نفی سماع الموتی کلام الأحیاء طائفۃ من العلماء

اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے موافقت کی ہے بہت سے علماء نے مردوں کے سننے کی نفی میں

واضح رہے کہ اللہ کی قدرت ومنشا میں بحث نہیں ہے وہ تو جو چاہے کر سکتا ہے سوال انسانوں کا ہے کہ کیا وہ اپنی بات مردوں کو سنا سکتے ہیں کہ نہیں

قرآن میں ہے

وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ سورہ فاطر ۲۲

اور زندے اور مردے برابر نہیں ہیں، بے شک اللہ سناتا ہے جسے چاہے اور آپ انہیں، جو قبروں میں ہیں، سنانے والے نہیں

یعنی انسان قبر والوں کو نہیں سنا سکتا اللہ چاہے تو ایسا ممکن ہے لہٰذا اسی وجہ سے بعض علماء کے نزدیک قلیب بدر کا واقعہ ایک معجزہ تھا

البانی کتاب آیات البینات از نعمان الوسی کی تعلیق میں کہتے ہیں

قلت : ولذلک اورده الخطیب التبریزی فی " باب المعجزات " من "المشکاۃ" ج 3 رقم 5938

میں کہتا ہوں اسی لئے خطیب التبریزی نے مشکاہ میں اس (قلیب بدر والے واقعہ) کو المعجزات کے باب میں ذکر کیا ہے

سماع الموتی کے دلائل کا تضاد

سماع الموتی کے قائلین کہتے ہیں کہ تمام مردے تدفین کے بعد چاپ سنتے ہیں اس سلسلے میں انبوہ غیر مقلدین کی جانب سے کہا جاتا ہے: "یہ ایک استثناء ہے" - جبکہ یہ استثناء تو تمام مردوں کے لئے بولا جارہا ہے تو مخصوص کیسے ہوا

ان میں سے بعض لوگوں کی جانب سے کہا جاتا ہے: "جوتیوں کی دھمک سننے سے بات چیت کے سننے کا اثبات غلط ہے" لیکن پھر یہی لوگ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے منسوب وصیت بھی پیش کرتے ہیں جس کے مطابق انہوں نے کہا کہ مجھ کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اتنی دیر رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کیا جائے تاکہ میں تم لوگوں سے مانوس ہو جاؤں - گویا ان لوگوں کو خود بھی نہیں پتا کہ ان کے اس نام نہاد استثناء میں کیا کیا شامل ہے اور اسکی حدود کیا ہیں

الشِنقیطی ایک وہابی عالم تھے ۱۹۷۴ میں وفات ہوئی — ان کی آراء کو المجموع البہیۃ للعقیدۃ السلفیۃ الّتی ذکرہا العَلامۃ الشِنقیطی مُحمّد الأمین بن مُحمّد المُختار الجَکنی فِی تَفسِیرہ اِضواء البُیان میں جمع کیا گیا جس کو اِبو المنذر محمود بن محمد بن مصطفیٰ بن عبد اللطیف المنیاوی نے جمع کیا ہے اور مکتبۃ ابن عباس، مصر نے چھاپہ ہے - اپنی ایک تقریر میں مسئلہ سماع الموتی پر جرات دکھائی اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے انہوں نے باطل کہا

الشِنقیطی ہَل یسمع المَوتیٰ؟ کیا مردے سنتے ہیں کے سلسلے میں کہتے ہیں

وَأَنَّ قَوْلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّه عَنْهَا وَمَنْ تَبِعَهَا: إِنَّهُمْ لَا يَسْمَعُونَ، اسْتِدْلَالًا بِقَوْلِهِ تَعَالَى: {إِنَّكَ لاَ تُسْمِعُ الْمَوْتَى} ، وَمَا جَاءَ بِمَعْنَاهَا مِنَ الْآيَاتِ غَلَطٌ مِنْهَا رَضِيَ اللَّه عَنْهَا، وَمِمَّنْ تبعها.

اِور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اتباع کرنے والوں کا قول ہے (مردے) نہیں سنتے ہیں جو انہوں نے اللہ تعالی کے قول إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى سے استدلال کیا ہے اور جو انہی معنوں پر آیات آئی ہیں یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی غلطی ہے اور ان کی بھی جنہوں نے ان کی اتباع کی ہے

الشنقیطی سے قبل کچھ یہی انداز ابن تیمیہ کتاب الانتصار للإمام إحمد میں اختیار کیا لکھتے ہیں

إنكار عائشة سماع أهل القليب معذورة فيه لعدم بلوغها النص ، وغيرها لا يكون معذورا مثلها ، لأن هذه المسألة صارت معلومة من الدين بالضرورة

عائشہ کا قلیب بدر کے (مردوں کے) سماع کا انکار کرنے میں معذور ہیں کیونکہ نص ان تک نہیں پہنچی اور دوسرے ان کی طرح معذور نہیں ہیں کیونکہ یہ مسئلہ ضرورت کے تحت دین کی معلومات کی طرح پھیل چکا ہے

عذاب قبر کی روایات

کفار پر عذاب قبر کی خبر مکی دور میں دی گئی جب ال فرعون اور قوم نوح کا قرآن میں ذکر ہوا لیکن مدینہ پہنچ کر بھی مومن پر عذاب قبر کا عقیدہ نہیں تھا—نہ یہ اصحاب بدر کے علم میں تھا نہ اصحاب احد کے بلکہ آخری دور میں وفات سے چار ماہ پہلے مومن پر عذاب قبر کی خبر دی گئی

بخاری اور مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی روایات میں یہ آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر دو یہودی عورتیں آئیں، انہوں نے عذاب قبر کا تذکرہ کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پناہ مانگی اور مسلم کی روایت کے مطابق کہا یہ یہود کے لئے ہے پھر فَلَبِثْنَا لَيَالِيَ کچھ راتوں بعد اپ نے فرمایا أَمَا شَعَرْتِ أَنَّهُ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ کیا تمہیں شعور ہوا مجھے وحی کی گئی ہے کہ تم کو قبروں میں ازمایا جائے گا۔

صحیح مسلم۔ جلد اول۔ مساجد اور نماز پڑھنے کی جگہوں کا بیان۔ حدیث 1314

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ هَارُونُ حَدَّثَنَا وَقَالَ حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ مِنْ الْيَهُودِ وَهِيَ تَقُولُ هَلْ شَعَرْتِ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَالَتْ فَارْتَاعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِنَّمَا تُفْتَنُ يَهُودُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَبِثْنَا لَيَالِيَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ شَعَرْتِ أَنَّهُ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

ہارون بن سعید، حرملہ بن یحییٰ، ہارون، حرملہ، ابن وہب، یونس بن یزید، ابن شہاب، عروہ بن زبیر، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور ایک یہودی عورت میرے پاس بیٹھی تھی اور وہ کہہ رہی تھی کہ کیا تم جانتی ہو کہ تم قبروں میں آزمائی جاؤ گی؟ **رسول اللہ** عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر کانپ اٹھے اور فرمایا کہ یہودی آزمائے جائیں گے** فرماتی ہیں کہ **ہم چند راتیں ٹھہرے** پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتی ہو کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم قبروں میں آزمائی جاؤ گی۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے رہے۔

عمرۃ بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودیہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سوال کرتے ہوئے آئی اور کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ تجھے قبر کے عذاب سے بچائے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا لوگ اپنی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں؟ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائذا باللّٰہ من ذٰلک ۔ میں اس سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔** پھر ایک دن آپ صبح کے وقت اپنی سواری پر سوار ہوئے پھر (اس دن) سورج کو گرہن لگ گیا۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف ادا فرمائی یہاں تک کہ) سورج روشن ہو گیا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

انی قد رایتکم تفتنون فی القبور کفتنۃ الدجال... اسمع رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ذالک یتعوذ من عذاب النار و عذاب القبر

بے شک میں نے دیکھا کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے دجال کے فتنے کی طرح۔... میں نے اس دن کے بعد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب جہنم اور عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔ اور صحیح بخاری میں یہ الفاظ بھی ہیں :

فقال ماشاء اللّٰہ ان یقول ثم امرھم ان یتعوذوا من عذاب القبر

پھر آپ نے (خطبہ میں) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ قبر کے عذاب سے پناہ مانگیں۔

صحیح بخاری کتاب الکسوف باب التعوذ من عذاب القبر فی الکسوف جلد ا صفحہ ۱۴۳ عربی ح: ۱۰۴۹۔ صحیح مسلم کتاب الکسوف ج ا صفحہ ۲۹۷ عربی ح: ۲۰۹۸

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ہاشم بن قاسم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے شیبان ابومعاویہ نے بیان کیا، ان سے زیاد بن علاقہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن اس دن لگا جس دن (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ صاحبزادے) ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا** بعض لوگ کہنے لگے کہ گرہن ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے لگا ہے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گرہن کسی کی موت وحیات سے نہیں لگتا۔ البتہ تم جب اسے دیکھو تو نماز پڑھا کرو اور دعا کیا کرو۔

حدیث نمبر: 1043 صحیح بخاری

سوال یہ ہے کہ ابراہیم کی وفات کس دن ہوئی؟

ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں قول پیش کیا ہے

وذکر الواقدی: إن إبراہیم ابن رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مات یوم الثلاثاء لعشر لیالٍ خلون من شہر ربیع الأول سنۃ عشر ودفن بالبقیع،

اور واقدی نے ذکر کیا بے شک ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیر کے روز ربیع الاول میں دس رات کم دس ہجری میں وفات ہوئی

لیکن واقدی پر جھوٹ تک کا فتوی لگایا جاتا ہے

بغوی شرح السنہ میں لکھتے ہیں

وُلِدَ فِي ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ ثَمَانٍ مِنَ الْهِجْرَةِ، وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا
ابراہیم پسر نبی ذِي الْحِجَّةِ سن ۸ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۶ ماہ زندہ رہے
یعنی ربیع الاول سن ۱۰ ہجری میں وفات ہوئی گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک سال قبل

مسند ابی یعلی میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ادْفِنُوهُ بِالْبَقِيعِ، فَإِنَّ لَهُ مُرْضِعًا تُتِمُّ رَضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ»
[حكم حسين سليم إسد]: إسناده صحيح

انساب کے ماہر ابن حزم الأندلسی القرطبی (المتوفی: 456ھ-) کتاب جمهرة أنساب العرب میں لکھتے ہیں

ومات إبراهيم قبل موت النبي صلى الله عليه وسلم، بأربعة أشهر؛ ودفن بالبقيع
اور ابراہیم کی وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چار ماہ پہلے ہوئی اور بقیع میں دفن ہوئے
یعنی ذیقعد میں ۱۰ ہجری میں وفات ہوئی اور ۱۱ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی

صحیح مسلم میں ہے: عمرو نے کہا: جب ابراہیم کی وفات ہوئی تو رَسُول اللہ صلی اللہ عَلَیہِ وَسلم نے کہا: بے شک ابراہیم میرا بیٹا ہے اور وہ دودھ پیتے بچے کی عمر میں مرا ہے اور بے شک اس کے لئے دودھ پلانے والی ہے جو جنت میں اس کی رضاعت پوری کرائے گی

یعنی مومن کے لئے عقیدہ یہ تھا کہ اسکو عذاب نہیں ہوتا اور روح فوراجنت میں جاتی ہے جہاں اس کو ایک ایسا جسم ملتا ہے جو دودھ پی سکتا ہے اس کے لئے عذاب کی کوئی خبر نہیں تھی

بخاری و مسلم کی ہی بعض روایات سے پتا چلتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابراہیم کی وفات والے دن ۱۰ ہجری میں سورج گرہن کی نماز کے دوران مومن کے لئے عذاب قبر سے مطلع کیا گیا. مشرک عمرو ابن لحیی الخزاعی جو مر چکا تھا اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گرہن کی نماز پڑھاتے ہوئے بیداری میں دیکھا جو دس ہجری کا واقعہ ہے نہ صرف عمرو (ابن لحیی الخزاعی) کو دیکھا بلکہ اپ جہنم کی تپش کی وجہ سے پیچھے ہٹے اور ایک موقعہ پر جنت میں سے انگور کا خوشہ لینے کے لئے آگے بھی بڑھے ایک اور روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو بھی دیکھا جس نے بلی کو باندھ دیا تھا اور بھوک پیاس کی وجہ سے وہ بلی مر گئی. اس کی تفصیل بخاری و مسلم میں کسوف کی روایات میں دیکھی جا سکتی ہیں

لہٰذا انہی ایام میں جبکہ یہودی عورتوں نے مومنوں پر عذاب قبر کا ذکر کیا ابراہیم پسر نبی کی بھی وفات ہوئی اور سورج گرہن کے دن مومن پر عذاب قبر کی خبر دی گئی-اس کے بعد چار ماہ کی قلیل مدت ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجہ الوداع کیا اور غدیر خم کا واقعہ ہوا پھر آپ مدینہ پہنچے اور بالاخر صفر کے مہینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ناساز ہونا شروع ہوئی اور ربیع الاول میں وفات ہوئی[19]-

19

امریکی خلائی ادارہ ناسا کی تحقیق کے مطابق وہ گرہن جو دور نبوی میں ہوا اور مدینہ میں دس ہجری میں دیکھا گیا وہ سن ۶۳۲ ع میں ۲۷ جنوری کو ہوا تھا

https://eclipse.gsfc.nasa.gov/SEcat5/SE0601-0700.html

اس گرہن کو 06270 کا نمبر دیا گیا ہے

یہ گرہن زمین سے عرب میں مکمل دیکھا گیا اور اسی روز روایات کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کی وفات ہوئی اور لوگوں نے کہا کہ ان کی وفات کی وجہ سے سورج گرہن ہوا ہے

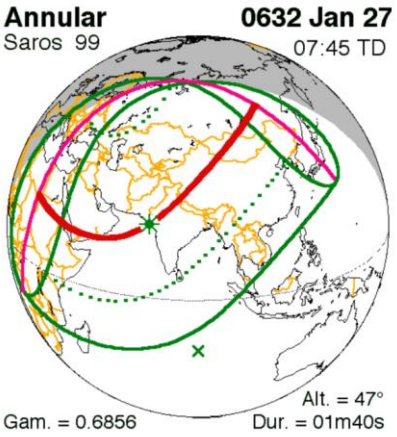

Five Millennium Canon of Solar Eclipses (Espenak & Meeus)

جنوری ۶۳۲ عیسوی کو جب ہجری کنلڈر میں تبدیل کریں تو تاریخ ۲۸ شوال سن ۱۰ ہجری بنتی ہے ۲۷

https://www.islamicity.org/Hijri-Gregorian-Converter/?AspxAutoDetectCookieSupport=1#

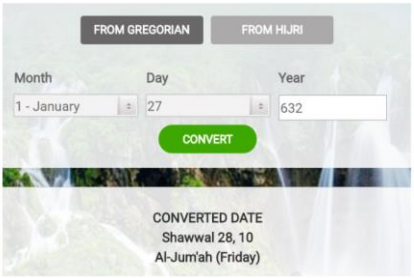

امام ابن حزم کا قول ہے کہ ابراہیم پسر نبی کی وفات ، وفات النبی (سن ۱۱ ہجری ربیع الاول) سے چار ماہ قبل ہوئی—اس طرح ابن حزم کی تحقیق کے مطابق ابراہیم کی وفات ذیقعدہ میں ہوئی اور جدید حساب فلکیات قمر کے مطابق یہ ۲۸ شوال کو وفات ہوئی اور دونوں تواریخ بہت قریب ہیں

راقم نے سافٹ ویئر استالریم کی مدد سے بھی اس کو چیک کیا ہے

عذاب قبر کی روایات تعداد میں اتنی زیادہ ہیں کہ چار ماہ کی قلیل مدت اس کے تمام مسائل اور دوسری طرف – عذاب قبر کی روایات کا انبار- اس میں تطبیق کی صورت نہیں ہے

ابن تیمیہ کتاب التوسل والوسیلہ میں کہتے ہیں

وقال الحافظ بن تَيْمِيَةَ فِي كِتَابِ التَّوَسُّلِ وَالْوَسِيلَةِ ... وَأَنَّهُ لَمْ يُصَلِّ الْكُسُوفَ إلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً يَوْمَ مَاتَ إبْرَاهِيمُ

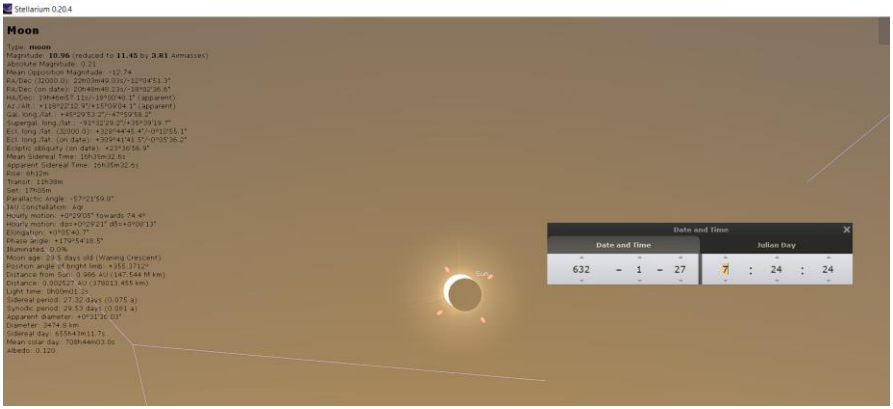

جس سے ظاہر ہے کہ یہ گرہن مدینہ میں دیکھا گیا اور ۷ ۲ جنوری سن ۶۳۲ ھ میں ہوا
اس سے معلوم ہوا کہ کسوف میں جو مومن پر عذاب قبر کی خبر دی گئی وہ صرف وفات النبی سے چار ماہ قبل کی تھی اور دوسری طرف عذاب قبر کی روایات کا انبار ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ ان روایات کو گھڑا گیا– مثلا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جن کی شہادت جنگ خندق کے فورا بعد ہوئی ان تک پر عذاب قبر کی خبر راویوں نے دے دی ہے

ابن تیمیہ کتاب التوسل والوسیلہ میں کہتے ہیں کہ **نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک بار گرھن کی نماز پڑھی جس دن ابراہیم کی وفات ہوئی**

یہی بات مبارک پوری نے مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح میں دہرائی ہے ج ۵ ص ۱۲۸ پر

وإنه لم يصل الكسوف إلا مرة واحدة يوم مات إبراهيم

اور بلا شبہ گرہن نہیں ہوا سوائے ایک مرتبہ اس روز جس دن ابراہیم کی وفات ہوئی

حاشیۃ السندی علی سنن النسائی میں ابن کثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں

فَإِن رَسُول اللہ صلی اللہ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُصَلِّ الْكُسُوفَ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً بِالْمَدِينَةِ فِي الْمَسْجِدِ بَدًا

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرہن نہیں ملا سوائے ایک دفعہ مدینہ میں اس مسجد (النبی) میں

تیسیر العلام شرح عمدۃ الأحکام میں البسام لکھتے ہیں

إن الخسوف لم يقع إلا مرة واحدة في زمن النبي صلى الله عليه وسلم

بے شک گرہن نہیں ہوا سوائے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں

محمد بن صالح بن محمد العثیمین شرح ریاض الصالحین میں لکھتے ہیں

إن الكسوف لم يقع في عهد النبي صلى الله عليه وسلم إلا مرة واحدة

بے شک گرہن واقع نہیں ہوا عہد نبوی میں سوائے ایک دفعہ

سلفی مقلد اہل حدیث عالم ابو جابر دامانوی عذاب قبر الناشر مدرسۃ اُمّ المؤمنین حفصہ بنت عمر فاروق کراچی میں لکھتے ہیں

بخاری و مسلم کی تفصیلی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیہ کے عذاب قبر کے ذکر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب قبر کی تفصیلات صلوۃ کسوف کے بعد بتائیں اور سورج کو گرہن ۱۰ھ میں لگا تھا اور اسی دن آپ کے صاحبزادے جناب ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات بھی ہوئی تھی۔ گویا آپ کو بھی اسی سال عذاب قبر کا تفصیلی علم ہوا اور آپ نے اپنی امت کو اس اہم مسئلہ سے آگاہ فرمایا۔

مسند احمد کی حدیث جسے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بخاری کی شرط پر صحیح کہا ہے جس میں ہے کہ شروع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہود کو جھوٹا قرار دیا تھا حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

كَذَّبَتْ يَهُودُ وَهُمْ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ كَذِبٌ لَا عَذَابَ دُونَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

(مسند احمد ج ٦ ص ٨١، فتح الباری ج ٣ ص ٢٣٦)

یہود نے جھوٹ کہا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹی بات کہی ہے کیونکہ قیامت سے قبل کوئی بھی عذاب نہیں ہے"۔ لیکن " کچھ دنوں بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے عذاب قبر کی حقیقت کا پتہ چلا تو آپ بے حد غمگین تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری باتوں کے علاوہ یہ بھی فرمایا: فَإِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ حَقٌّ "بے شک قبر کا عذاب حق ہے" اور مسلم کی روایت میں ہے: (اے عائشہ) کیا تجھے معلوم ہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے کہ تمہاری قبروں میں آزمائش ہو گی؟ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس دن سے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (نماز میں) عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔ (صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ باب استحباب التعوذ من عذاب القبر (حدیث نمبر ۱۳۱۹) مسند احمد ج ٦ ص ٨٩)۔

لہٰذا ایک طرف چار ماہ کی قلیل مدت اور دوسری طرف عذاب قبر کی روایات کا انبار اب بس ایک ہی رستہ تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا جائے کہ وہ عقائد بھول جاتی تھیں

ایک عرب محقق عکاشہ عبد المنان کتاب **المسند الصحیح فی عذاب القبر و نعیمہ** میں لکھتے ہیں

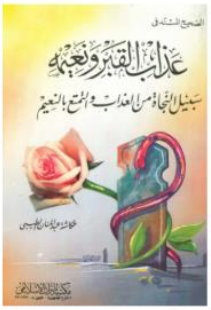

والظاهر من حادثة العجوزتين وإنكار عائشة رضى الله عنها أن عائشة قد نسيت ما قد حَدَثَ معها سابقاً فما أن سألت النبى ﷺ حتى رفع يديه وأخذ يدعوا بأن يُعيذَه اللهُ من عذاب القبر ، فإجابةُ النبى ﷺ دلّت على أنَّ الوحى قد استقرَّ فى قلبه فلم ينسه كما أخبر الله عز وجل ﴿سَنُقرِئُك فلا تنسى﴾ [الأعلى : ٦] وأما عائشة فقد نسيت كباقى البشر ، وهذا ليس بعيب .

ووجه آخر : أن الفترة التى لم ينزل فيها الوحى لإخبار النبى ﷺ عن وجودِ عذابِ القبر حدثت فى بعض الحوادث من كلام بعض اليهوديات وإخبار عائشة رضى الله عنها النبى ﷺ فكانت إجابته إثباته لليهود دون غيرهم حتى نزلَ الوحى على الرسول ﷺ فأخبرَه بأنّه لاحقٌ كل ميت استحقه فأخبرها ثم خرج يخبر الناس عن ما أُوحى إليه . والله أعلم .

اور جو ظاہر ہے یہودی بوڑھی عورتوں کے واقعہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے انکار (عذاب قبر) سے کہ بے شک وہ بھول گئیں جو ان سے پہلے بیان ہوا تھا پس جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہاتھ بلند کیے اور عذاب سے پناہ مانگی ۔پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ رضی اللہ عنہا کو جواب دلالت کرتا ہے کہ وحی رسول اللہ کے دل میں تھی وہ نہیں بھولے تھے جیسا کہ اللہ نے خبر دی ہم تم پر پڑھیں گے تم نہیں بھول پاؤ گے (سورہ الاعلی) اور جہاں تک عائشہ کا تعلق ہے تو وہ بے شک بھول گئیں جیسے اور بشر اور یہ کوئی عیب نہیں ہے

اور دوسری وجہ ہے: وہ دور جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب قبر کے وجود کی خبر دینے کے لئے وحی نہیں آئی اس کے بعد آپ کو بتایا گیا یہودیوں کے کلام کا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی خبر کا پس آپ نے جواب دیا آوروں کی بجائے یہود کے اثبات میں یہاں تک کہ وحی آئی اور خبر دی گئی کہ یہ حق ہے ہر میت اسکی مستحق ہے پس اسکی خبر لوگوں کو باہر نکل کر دی جو وحی ہوئی تھی واللہ اعلم

یہ تاویل سراسر لغو ہے اور ذہن سازی ہے ۔عائشہ رضی اللہ عنہا اگر عذاب قبر جیسے مسئلہ کو بھول گئیں تو پتا نہیں دین کا کتنا حصہ بھول گئی ہوں؟ صحیح مسلم کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پناہ مانگی

عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی کہ عذاب ہوتا ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی راتوں کے بعد لیکن کو مومن پر عذاب قبر کی خبر دس ہجری میں دی گئی اس سے قبل اس کا ذکر نہیں تھا

وفات شدہ لوگوں سے پردہ کرنا

امام احمد مسند میں روایت بیان کرتے ہیں

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا حماد بن أسامة قال أنا هشام عن أبيه عن عائشة قالت : كنت أدخل بيتي الذي دفن فيه رسول الله صلى الله عليه و سلم وأبي فاضع ثوبي فأقول إنما هو زوجي وأبي فلما دفن عمر معهم فوالله ما دخلت إلا وأنا مشدودة على ثيابي حياء من عمر

حماد بن اِسامۃ (ابو اِسامۃ المتوفی ۲۰۱ھ) بیان کرتے ہیں کہ ان سے ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں، وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا میں گھر میں داخل ہوتی تھی جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے باپ مدفون ہیں، پس میں (اپنے اپ سے) کہتی یہ تو میرے شوہر اور باپ ہیں پس کپڑا

لیتی (بطور حجاب) لیکن جب سے عمر کی انکے ساتھ تدفین ہوئی ہے، اللہ کی قسم! میں داخل نہیں ہوتی لیکن اپنے کپڑے سے چمٹی رہتی ہوں، عمر سے شرم کی وجہ سے

امام احمد کے علاوہ اس کو حاکم المستدرک ۳ ص ۶۳، ابن سعد، الطبقات ج ۲ ص ۲۹۴، ابن شبۃ، تاریخ المدینۃ ج ۳ ص ۱۶۲، الخلال، السنۃ ص 297 میں روایت کرتے ہیں حماد بن اِسامۃ کے تفرد کے ساتھ

اس روایت کا مفہوم ہے کہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا، عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی حجرے میں تدفین کے بعد ہر وقت اپنا حجاب لیتیں کیونکہ انکو عمر سے شرم اتی تھی۔اس روایت میں عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے تصرف کا ذکر ہے کہ وہ بعد وفات، قبر کی مٹی کی دبیز تہہ سے باہر بھی دیکھ لیتے تھے اس روایت کا مطلب ہے کہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا ، نعوذ باللہ، مردے کے قبر سے باہر دیکھنے کی قائل تھیں۔اس روایت میں حماد بن اسامہ کا تفرد ہے

کتاب إكمال تهذيب الكمال فی إسماء الرجال کے مطابق

. قال إبو داود: قال وكيع: نهيت إبا إسامۃ إن يستعير الكتب وكان دفن كتبه

ابو داود کہتے ہیں وکیع نے کہا میں نے اِبا اِسامۃ کو (دوسروں کی حدیث کی) کتابیں مستعار لینے سے منع کیا اور اس نے اپنی کتابیں دفن کر دیں تھیں

عموما راوی اپنی کتابیں دفن کرتے یا جلاتے کیونکہ ان کو یہ یاد نہیں رہتا تھا کہ انہوں نے کیا کیا غلط روایت کر دیا ہے پھر پشیمانی ہوتی تو ایسا کام کرتے مثلا ابو اسامہ اور ابن لھیعۃ وغیرہ

اسکی وجہ شاید تدلیس کا مرض ہو

کتاب المدلسین از ابن العراقی (المتوفی: 826ھ-) کے مطابق

حماد بن اِسامۃ اِبو اِسامۃ الکوفی الحافظ قال الأزدی: قال المعیطی: کان کثیر التدلیس ثم بعد ترکہ

حماد بن اِسامۃ اِبو اِسامۃ الکوفی الحافظ ہیں الأزدی کہتے ہیں کہ المعیطی کہتے ہیں یہ بہت تدلیس کرتے پھر اس کو ترک کر دیا

کتاب تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس از ابن حجر کے مطابق

کان کثیر التدلیس ثم رجع عنہ

بہت تدلیس کرتے پھر اس کو کرنا چھوڑ دیا

صحیحین میں حماد بن اِسامۃ موجود ہیں جن کے بارے میں ظاہر ہے کہ امام مسلم اور امام بخاری نے تحقیق کی ہے لیکن زیر بحث روایت صحیحین میں نہیں۔ محدثین کے مطابق روایت کے سارے راوی ثقہ بھی ہوں تو روایت شاذ ہو سکتی ہے

کہا جاتا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے

امام حاکم اس کو مستدرک میں روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں

ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین - یہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے

امام الذھبی نے اس پر سکوت کیا ہے۔ محدثین کے نزدیک ابو اسامہ کی ساری روایات صحیح نہیں ہیں

یعقوب بن سفیان بن جوان الفارسی الفسوی، اِبو یوسف (المتوفی: 277ھ) کتاب المعرفۃ والتاریخ میں لکھتے ہیں

قَالَ عُمَرُ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: كَانَ أَبُو أُسَامَةَ ِذَا رَأَى عَائِشَةَ فِي الْكِتَابِ حَكَّهَا فَلَيْتَهُ لَا يَكُونُ إِفْرَاطٌ فِي الْوَجْهِ الْآخَرِ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ يُوهِنُ أَبَا أُسَامَةَ، ثُمَّ قَالَ يُعْجَبُ لِأَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَمَعْرِفَتِهِ بِأَبِي أُسَامَةَ ثُمَّ هُوَ يُحَدِّثُ عَنْهُ

عمر بن حفص بن غیاث المتوفی ۲۲۲ھ کہتے ہیں میں نے اپنے باپ کو کہتے سنا ابو اسامہ جب کتاب میں عائشہ لکھا دیکھتا تو اس کو مسخ کر دیتا یہاں تک کہ اس (روایت) میں پھر کسی دوسری جانب سے اتنا افراط نہیں آ پاتا

یعقوب بن سفیان کہتے ہیں میں نے مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ کو سنا وہ ابو اسامہ کو کمزور قرار دیتے تھے پھر کہا مجھے (مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ کو) ابی بکر بن ابی شیبہ پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ اس ابو اسامہ کو جانتے ہیں لیکن پھر بھی اس سے روایت لیتے ہیں

عمر بن حفص بن غیاث المتوفی ۲۲۲ھ، ابو اسامہ کے ہم عصر ہیں. زیر بحث روایت بھی اپنے متن میں غیر واضح اور افراط کے ساتھ ہے. محدثین ایسی روایات کے لئے منکر المتن کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں

ابن القیسرانی (المتوفی: 507ھ-) کتاب ذخیرۃ الحفاظ (من الکامل لابن عدی) میں ایک روایت پر لکھتے ہیں

وَهَذَا الحَدِيث وَإِن كَانَ مُسْتَقِيم الْإِسْنَاد؛ فَإِنَّهُ مُنكر الْمَتْن، لَا أعلم رَوَاهُ عَن ابْن عَيَّاش غير سُلَيْمَان بن أَيُّوب الْحِمصِي.

اور یہ حدیث اگر اس کی اسناد مستقیم بھی ہوں تو یہ منکر المتن ہے اس کو ابن عَيَّاش سے سوائے سُلَيْمَان بن اَيُّوب الْحِمصِي کے کوئی روایت نہیں کرتا

راقم کے نزدیک عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حجرے میں مسلسل حالت حجاب میں رہنے والی روایت منکر المتن ہے جس کو حماد بن اسامہ کے سوا کوئی اور روایت نہیں کرتا

پہلی شرح

اس روایت کا مطلب، روایت پرست اس طرح سمجھاتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلی پر سے کپڑا ہٹا ہوا تھا ابو بکر اور عمر آئے لیکن اپ نے نہیں چھپایا لیکن جب عثمان آئے تو اپ نے چھپالیا اور کہا میں اس سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں. یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم سب زندہ تھے. اس روایت کو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی منقبت میں تو پیش کیا جا سکتا ہے لیکن زیر بحث روایت سے اسکا کوئی تعلق نہیں

دوسری شرح

ایک دوسری روایت بھی تفہیم میں پیش کی جاتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المومنین رضی اللہ تعالی عنہا کو نابینا صحابی ابن مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ سے پردے کا حکم دیا اِحْتَجِبَا مِنْهُ ان سے حجاب کرو اس کو نسائی ابو داود نے روایت کیا ہے

نسائی کی سند ہے

أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ نَبْهَانَ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ

نسائی کہتے ہیں

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: مَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى عَنْ نَبْهَانَ غَيْرَ الزُّهْرِيِّ

ہم نہیں جانتے کہ نَبْہَانَ سے سوائے الزُّہْرِیِّ کے کسی نے روایت کیا ہو

کتاب ذیل دیوان الضعفاء والمتروکین از الذھبی کے مطابق

.نبهان، كاتب أم سلمة: قال ابن حزم: مجهول: روى عنه الزهري

نبہان، ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے کاتب تھے ابن حزم کہتے ہیں مجھول ہے الزہری ان سے روایت کرتے ہیں

ابن عبد البر کہتے ہیں نبہان مجہول لایُعرف إلا بروایۃ الزہری عنہ ہذا الحدیث، نبہان مجھول ہے اور صرف اسی روایت سے جانا جاتا ہے

کتاب المغنی لابن قدامہ کے مطابق

فَأَمَّا حَدِيثُ نَبْهَانَ فَقَالَ أَحْمَدُ: نَبْهَانُ رَوَى حَدِيثَيْنِ عَجِيبَيْنِ. يَعْنِي هَذَا الْحَدِيثَ، وَحَدِيثَ: «إذَا كَانَ لِإِحْدَاكُنَّ مُكَاتَبٌ، فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ» وَكَأَنَّهُ أَشَارَ إلَى ضَعْفِ حَدِيثِهِ

پس جہاں تک نَبْہَانَ کی حدیث کا تعلق ہے تو احمد کہتے ہیں کہ نَبْہَانَ نے دو عجیب حدیثیں روایت کی ہیں یہ (ابن مکتوم سے پردہ) والی اور... پس انہوں نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا

البانی اور شعیب الأرناؤوط اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں

لہذا یہ دونوں روایت اس زیر بحث روایت کی شرح میں پیش نہیں کی جا سکتیں

اس روایت پر حکم

یہ روایت منکر المتن ہے

اول زیر بحث روایت میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک مدفون میت سے حیا کرنے کا ذکر ہے. عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا ایک فقیہہ تھیں اور ان کے مطابق میت نہیں سنتی تو وہ میت کے دیکھنے کی قائل کیسے ہو سکتی ہیں وہ بھی قبر میں مدفون میت

دوم یہ انسانی بساط سے باہر ہے کہ مسلسل حجاب میں رہا جائے. یہ ناممکنات میں سے ہے. خیال رہے کہ امہات المومنین چہرے کو بھی پردے میں رکھتی تھیں-اہل شعور اس روایت کو اپنے اوپر منطبق کرکے سوچیں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک چھوٹے سے حجرہ میں مسلسل چہرے کے پردے میں رہا جائے

سوم عائشہ رضی اللہ تعالی عنہآ کی وفات ۵۷ھ میں ہوئی. عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت ۲۳ھ میں ہوئی. اس پردے والی ابو اسامہ کی روایت کو درست مانا جائے تو اسکا مطلب ہے کہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا ۳۴ سال حجرے میں پردے میں رہیں یعنی ۳۴ سال تک گھر کے اندر اور باہر پردہ میں رہیں

چہارم عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو اس تکلیف میں دیکھ کر کسی نے ان کو دوسرے حجرے میں منتقل ہونے کا مشورہ بھی نہیں دیا. انسانی ضروریات کے تحت لباس تبدیل کرنا کیسے ہوتا ہوگا؟ کسی حدیث میں نہیں اتا کہ وہ اس وجہ سے دوسری امہات المومنین کے حجرے میں جاتی ہوں کیونکہ تدفین تو حجرہ عائشہ میں تھی

بحر الحال یہ روایت غیر منطقی ہے اور ایک ایسے عمل کا بتا رہی ہے جو مسلسل دن و رات ۳۴ سال کیا گیا اور یہ انسانی بساط سے باہر کا اقدام ہے

روایت کے مسلکی دفاع کا ایک اور انداز

مسلک پرست روایت کو صحیح ثابت کرنے کے لئے سنن ابو داود کی روایت پیش کرتے ہیں

حدَّثنا أحمدُ بن صالح، حدَّثنا ابنُ أبي فُدَيك، أخبرني عَمرو بن عثمانَ بن هانىء عن القاسمِ، قال: دخلتُ على عائشةَ، فقلتُ: يا أُمَّهْ، اكشِفِي لي عن قبرِ رسول الله - صلَّى الله عليه وسلم- وصاحبَيه، فكشفتْ لي عن ثلاثةِ قُبورٍ، لا مُشْرِفةٍ ولا لاطِئةٍ، مَبْطوحةٍ بِبَطحاءِ العَرْصة الحمراء

قاسم کہتے ہیں میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس داخل ہوا ان سے کہا اماں جان مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے دو صاحبوں کی قبریں دکھائیں، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے میرے لئے تین قبروں پر سے پردہ ہٹایا

اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے کہ

ان تین قبروں (کے حجرہ) کا دروازہ کھولا

حالانکہ اس روایت میں کہیں نہیں کہ کوئی دروازہ بھی تھا. دوم البانی اس کو ضعیف کہتے ہیں کیونکہ اس کا راوی عَمرو بن عثمانَ بن ہانیء مستور ہے

ایک ضعیف روایت کو بچانے کے لئے ایک دوسری ضعیف روایت سے استدلال باطل ہے کہتے ہیں

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

مسلک پرست عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسلسل پردہ والی روایت کو صحیح ثابت کرنے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ مکان جس میں وہ رہتیں تھیں اور جس میں نماز پڑھتیں تھیں الگ الگ تھے اس سلسلے میں ان کی دلیل، الطبقات ابن سعد کی یہ روایت ہے

أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ يَقُولُ: قُسِمَ بَيْتُ عَائِشَةَ بِاثْنَيْنِ: قِسْمٌ كَانَ فِيهِ الْقَبْرُ. وَقِسْمٌ كَانَ تَكُونُ فِيهِ عَائِشَةُ. وَبَيْنَهُمَا حَائِطٌ. فَكَانَتْ عَائِشَةُ رُبَّمَا دَخَلَتْ حَيْثُ الْقَبْرُ فُضُلا. فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ لَمْ تَدْخُلْهُ إلا وهي جامعة عليها ثيابها

موسی بن داود کہتے ہیں امام مالک کہتے ہیں ام المومنین رضی اللہ عنہا کا گھر دو حصوں پر مشتمل تھا ایک میں قبر تھی اور ایک میں عائشہ رضی اللہ عنہ خود (رہتیں) تھیں... پس جب عمر اس میں دفن ہوئے تو وہ دوسرے حصے میں نہیں جاتیں الا یہ کہ کپڑا لے کر

اس کی سند میں مُوسی بن داود الضَّبِّیُّ، ابو عبد اللہ الطَّرَسُوسیُّ المتوفی ۲۱۷ھ ہے جس کو کتاب میزان الاعتدال فی نقد الرجال از الذھبی کے مطابق ابو حاتم کہتے ہیں فی حدیثہ اضطراب. اس کی حدیث میں اضطراب ہوتا ہے. مسلم نے اس کی روایت کتاب الصلاہ میں ایک جگہ لی ہے. اس سے عقیدے میں روایت نہیں لی گئی.

میزان الاعتدال کے مطابق الکوفی ثم البغدادی یہ کوفی تھے پھر بغدادی اور کتاب تاریخ بغداد کے مطابق کوفی الأصل سکن بَغْدَاد یہ اصلا کوفی تھے پھر بغداد منتقل ہوئے

الطبقات الکبری از ابن سعد کے مطابق

وَكَانَ قَدْ نَزَلَ بَغْدَادَ، ثُمَّ وَلِيَ قَضَاءَ طَرَسُوسَ، فَخَرَجَ إِلَى مَا هُنَاكَ، فَلَمْ يَزَلْ قَاضِيًا بِهَا إِلَى أَنْ مَاتَ بِهَا

یہ بغداد پھنچے پھر طَرَسُوسَ کے قاضی ہوئے پھر..... وہاں کے قاضی رہے اور وہیں وفات ہوئی

امام مالک المتوفی ۱۷۹ھ سے مدینہ جا کر کب روایت سنی لہذا یہ روایت منقطع ہے

یہ امام مالک کا قول نقل کرتے ہیں جو ان کی موطا تک میں موجود نہیں ہے اور یہ کسی صحابی کا قول بھی نہیں لہذا دلیل کیسے ہو گیا؟

مسلک پرستوں کی طرف سے مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت بھی پیش کی جاتی ہے

حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «مَا عَلِمْنَا بِدَفْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَمِعْنَا صَوْتَ الْمَسَاحِي مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ لَيْلَةَ الْأَرْبِعَاءِ

محمد بن اسحاق، فاطمہ بنت محمد سے وہ عمرہ سے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ کے دفن کر دئے جانے کا علم بدھ کی رات کے آخر میں کھدائی کے آوزاروں کی آواز سے ہوا

اس سے دلیل لی جاتی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کمرہ میں نہیں تھیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا گویا ایک چھوٹے سے حجرے میں اب دو حجرے بنادے گئے وہ بھی ایسے کہ ایک حجرے میں جو کچھ ہو رہا ہو وہ دوسرے حجرے والے کو علم نہ ہو سکے حتی کہ کھدال کی آواز آئے اگر اس روایت کو دلیل سمجھا جائے تو اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ وفات النبی کے روز ہی دو حجرے تھے جبکہ دوسری روایت کے مطابق دو حجرے عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد ہوئے

افسوس اس کی سند بھی ضعیف ہے محمد بن اسحاق مدلس ہے عن سے روایت کر رہا ہے فاطمہ بنت محمّد ہے جو اصل میں فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدِ بْنِ عِمَارَةَ ہے. کہا جاتا ہے کہ اس نام کی عبد اللہ بن ابی بکر کی بیوی تھی لیکن جو بھی ہو ان کا حال مجھول ہے

دیگر اسناد سے بھی یہ متن آتا ہے—طبقات ابن سعد میں ہے

طبقات الکبری از ابن سعد اور **جمل من أنساب الأشراف** میں ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ الْمَدَنِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَغَيْرِهِمَا عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَنْصَارِيَّةِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا زِلْتُ أَضَعُ خِمَارِي وَأَتَفَضَّلُ فِي

ثِيَابِي فِي بَيْتِي حَتَّى دُفِنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيهِ. فَلَمْ أَزَلْ مُتَحَفِّظَةً فِي ثِيَابِي حَتَّى بَنَيْتُ بَيْنِي وَبَيْنِ الْقُبُورِ جِدَارًا فَتَفَضَّلْتُ بَعْدُ.

اسمٰعیل بن عبداللہ بن ابی اویس نے اپنے باپ سے روایت کیا .... عمرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ حجرہ میں تدفین عمر بن خطاب سے پہلے میں اپنا دوپٹہ نہیں لیتی تھی اور ایک ہی لباس میں رہتی تھی[20] پھر

20

تفضلت المراۃ، لبست ثوباً واحداً. (لسان العرب 536/11)

تفضلت عورت کا کرنا یعنی ایک کپڑا پہننا

دوسری طرف دوسرے محقق عبدالمنعم کا کہنا ہے تفضلت مطلب ارتحت یعنی ہے حالت آرام میں آنا ہے

﴿عائشة تتحفظ فی ثیابها فی حَضْرة عُمر فی قبره﴾

٣٠٧٧ ـ وعن عَمرة بنت عبد الرحمن الأنصارية، عن عائشة رضي الله عنها قالت : ما زلتُ أضعُ خمارى وأتفضّل فى ثيابى فى بيتى حتى دُفِن عمر بن الخطاب فيه، فلم أزَلْ متحفظة فى ثيابى حتى بَنَيْتُ بينى وبين القبور جداراً فتفضّلتُ بعد . ـ ووصفت لنا قبر النبىّ ﷺ ، وقبر أبى بكر ، وقبر عمر . وهذه القبور فى سَهْوة بيت عائشة. (ابن سعد).

(وقولها تفضلتُ يعنى ارتحتُ؛ وسهوة البيت وسطه؛ والخمار ما يغطى الرأس ويدار حوله حتى الحنك).

میں محفوظ تصور نہیں کرتی تھی جب تک کہ قبروں اور میرے درمیان دیوار نہ بنادی گئی پھر میں ایک لباس میں رہنے لگی

ابن معین کہتے ہیں اس کی سند میں إسماعیل بن اِبی اِویس اور اس کا باپ حدیث چور ہے

.وقال ابن عدي: قال أحمد بن أبي يحيى: سمعت ابن معين يقول: هو وأبوه يسرقان الحديث

.قال ابن أبي خيثمة، عن يحيى: صدوق، ضعيف العقل، ليس بذاك

.وقال النسائي: ضعيف

.قال أحمد بن أبي يحيى: سمعت أحمد بن حنبل يقول: ابن أبي أوس، ليس به بأس، وأبوه ضعيف الحديث.

الطبقات الکبری کی ایک اور سند بھی پیش کرتے ہیں

أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ. أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ قَالَ: كَانَتْ عَائِشَةُ تَكْشِفُ قِنَاعَهَا حَيْثُ دفن أبوها مع رسول الله فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ تَقَنَّعَتْ فَلَمْ تَطْرَحِ الْقِنَاعَ

عثمان بن ابراہیم کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہ عمر کی تدفین کے بعد شدت کرتیں اور نقاب نہ ہٹاتیں

اس کی سند میں عبد الرحمٰن بن عُثْمَانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبِ الحاطبيُّ المدنيُّ ہے جس کے لئے ابو حاتم کہتے ہیں۔قال أبو حاتم: ضعيف الحديث يهولني كثرة ما يُسْنِد ۔ابو حاتم کہتے ہیں ضعیف الحدیث ہے بحوالہ تاریخ الاسلام از الذہبی

ایک اشکال پیدا کرتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس حجرے میں کیسے رہ سکتی ہیں جس میں قبریں ہوں

اور وہ نماز کہاں پڑھتیں تھیں تو اس کا جواب ہے کہ صحیح بخاری کی احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک وقت تھا جب حجرہ بہت چھوٹا تھا کہ جب رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے اور سجدہ کرنے لگتے تو عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے پیر سمیٹ لیتیں ۔ لیکن مرض وفات کی روایات قرطاس اور دوا پلانے والی سے ظاہر ہوتا ہے کہ حجرہ کو وسیع کیا گیا تھا جس میں کافی افراد آ سکتے تھے قبروں کو باقی حجرے سے الگ کرنے کے لئے یقینا کوئی دیوار پردہ یا چق یا لکڑی کی دیوار ہو گی

وہابی عالم صالح بن عبد العزیز بن محمد بن إبراہیم آل الشیخ درس میں کہتے ہیں بحوالہ التمہید لشرح کتاب التوحید

ولما دفن عمر – رضي الله عنه – تركت الحجرة رضي الله عنها، ثم أغلقت الحجرة، فلم يكن ثم باب فيها يدخل منه إليها وإنما كانت فيها نافذة صغيرة، ولم

تكن الغرفة كما هو معلوم مبنية من حجر، ولا من بناء مجصص، وإنما كانت من البناء الذي كان في عهده عليه الصلاة والسلام؛ من خشب ونحو ذلك

پس جب عمر رضی اللہ عنہ دفن ہوئے تو اپ (عائشہ) رضی اللہ عنہا نے حجرہ چھوڑ دیا پھر اس حجرے کو بند کر دیا پس اس میں کوئی دروازہ نہیں تھا جس سے داخل ہوں بلکہ ایک چھوٹی سی کھڑکی (یا دریچہ) تھا. اور یہ حجرہ نہ پتھر کا تھا نہ چونے کا بلکہ یہ لکڑی کا تھا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہوتا تھا

صالح بن عبد العزیز کے مطابق تو دو حجرے عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین پر ہوئے اور ان کے درمیان دروازہ ہی نہیں تھا بلکہ کھڑکی تھی لہذا وہ اس سے دوسرے حجرے میں میں داخل کیسے ہوتیں؟

حجرہ اور قبر مطہرہ کے درمیان لکڑی کی دیوار تھی جس میں صرف ایک دریچہ تھا لہذا عائشہ رضی اللہ عنہا یا

کسی اور کا قبروں پر داخل ہونا ثابت نہیں ہوتا

عائشہ رضی اللہ عنہا کے مسلسل پردہ والی روایت کے مطابق انہوں نے حجرہ نہیں چھوڑا تھا بلکہ جب

عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی تو اس کو گھر ہی کہتیں ہیں اور وہ داخل پردہ میں ہوتیں جبکہ اس کا دفاع کرنے والوں کے مطابق اب دو حجرے ہو چکے ہیں. اگر دو حجرے تھے تو وہ تو داخل ہی اس حجرے میں ہوتی ہوں گی جس میں قبر سرے سے ہے ہی نہیں تو پردے کی ضرروت؟ یہ روایت کسی بھی زاویے سے صحیح نہیں

اب یہ بھی دیکھئے

عائشہ رضی اللہ عنہا کے مسلسل پردہ والی روایت سے دلیل لیتے ہوئے تھذیب الکال کے مولف امام المزی کہا کرتے تھے

قال شيخنا الحافظ عماد الدين بن كثير ووجه هذا ما قاله شيخنا الإمام أبو الحجاج المزي أن الشهداء كالأحياء في قبورهم و هذه أرفع درجة فيهم

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اسی وجہ سے ہمارے شیخ المزی کہتے ہیں کہ شہداء اپنی قبروں میں زندوں کی طرح ہیں اور یہ ان کا بلند درجہ ہے

الاجابۃ فیما استدرکتہ عائشۃ علی الصحابۃ للامام الزرکشی

منصور بن يونس بن صلاح الدين ابن حسن بن إدريس البهوتي الحنبلي (المتوفى: 1051ھ) اپنی کتاب کشاف القناع عن متن الاقناع میں لکھتے ہیں

قَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ: وَاسْتَفَاضَتْ الْآثَارُ بِمَعْرِفَةِ الْمَيِّتِ بِأَحْوَالِ أَهْلِهِ وَأَصْحَابِهِ فِي الدُّنْيَا وَأَنَّ ذَلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ وَجَاءَتْ الْآثَارُ بِأَنَّهُ يَرَى أَيْضًا وَبِأَنَّهُ يَدْرِي بِمَا فُعِلَ عِنْدَهُ وَيُسَرُّ بِمَا كَانَ حَسَنًا وَيَتَأَلَّمُ بِمَا كَانَ قَبِيحًا وَكَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُولُ " اللَّهُمَّ إنِّي أَعُوذُ بِك أَنْ أَعْمَلَ عَمَلًا أُجْزَى بِهِ عِنْدَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَوَاحَةَ وَكَانَ ابْنَ عَمِّهِ وَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ عِنْدَ عَائِشَةَ كَانَتْ تَسْتَتِرُ مِنْهُ، وَتَقُولُ " إنَّمَا كَانَ أَبِي وَزَوْجِي فَأَمَّا عُمَرُ فَأَجْنَبِيٌّ " وَيَعْرِفُ الْمَيِّتُ زَائِرَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ قَالَهُ أَحْمَدُ.

ابن تیمیہ کہتے ہیں اور جو اثار ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ میت اپنے احوال سے اور دنیا میں اصحاب سے باخبر ہوتی ہے اور اس پر (زندوں کا عمل) پیش ہوتا ہے اور وہ دیکھتی اور جانتی ہے جو کام اس کے پاس ہو اور اس میں سے جو اچھا ہے اس پر خوش ہوتی اور اس میں سے جو برا ہو اس پر الم محسوس کرتی ہے اور ابو الدرداء کہتے تھے اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں اس عمل سے جس سے میں عبد الرحمان بن رَوَاحَۃ کے آگے شرمندہ ہوں اور وہ ان کے چچا زاد تھے اور جب عمر دفن ہوئے تو عائشہ ان سے پردہ کرتیں اور کہتیں کہ یہ تو میرے باپ اور شوہر تھے لیکن عمر تو اجنبی ہیں اور امام احمد کہتے ہیں کہ میت زائر کو جمعہ کے دن طلوع سورج سے پہلے پہچانتی ہے

البہوتی حنابلہ کے مشہور امام ہیں۔

ابن تیمیہ اپنے فتوی میں کہتے ہیں

وقد استفاضت الأخبار بمعرفة الميت بحال أهله وأصحابه في الدنيا، وأن ذلك يعرض عليه، وأنه يرى ويدري بما يفعل عنده، ويسر بما كان حسنا ويتألم بما كان قبيحا. وروي عن عائشة رضي الله عنها بعد أن دفن عمر رضي الله عنه: «كانت تستتر وتقول: «كان أبي وزوجي، فأما عمر فأجنبي» تعني أنه يراها.

اور روایات سے معلوم ہو گیا ہے کہ میت اپنے دنیا کے گھر والوں اور اصحاب سے باخبر ہوتی ہے اور ان کا عمل اس پر پیش ہوتا ہے اور وہ دیکھتی ہے اور جانتی ہے جو اس کے ساتھ ہوتا ہے اور اچھے پر خوش اور برے ور غم زدہ ہوتی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا گیا ہے کہ عمر بن خطاب کے دفن ہونے کے بعد وہ اپنے آپ کو چھپاتی تھیں اور کہتیں پہلے تو باپ اور شوہر تھے اب عمر ہیں پس میں اجتباب کرتی ہوں یعنی وہ ان کو دیکھ سکتے تھے

افسوس اس روایت سے قبر پرستی ہی پھیلی ہے

ضعیف روایات کو محدثین نے اپنی کتابوں میں صحیح سمجھ کر نہیں لکھا بلکہ انہوں نے ایسا کہیں دعوی نہیں کیا جو بھی وہ روایت کریں سب صحیح سمجھا جائے اگر کسی کو پتا ہو تو پیش کرے۔ بہتر یہی ہے کہ محدثین جو کہہ گئے ہیں اس کو تسلیم کر لیا جائے

یعقوب بن سفیان بن جوان الفارسی الفسوی، ابو یوسف (المتوفی: 277ھ) کتاب المعرفۃ والتاریخ میں لکھتے ہیں کہ:

قَالَ : عُمَرُ : سَمِعْتُ أَبِي ، يَقُولُ : كَانَ أَبُو أُسَامَةَ إِذَا رَأَى عَائِشَةَ فِي الْكِتَابِ حَكَّهَا فَلَيْتَهُ لَا يَكُونُ إِفْرَاطٌ فِي الْوَجْهِ الْآخَرِ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ يُوهِنُ أَبَا أُسَامَةَ ، ثُمَّ قَالَ : يُعْجَبُ لِأَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَمَعْرِفَتِهِ بِأَبِي أُسَامَةَ ، ثُمَّ هُوَ يُحَدِّثُ عَنْهُ

عمر بن حفص بن غیاث (المتوفی: ۲۲۲ھ) کہتے ہیں میں نے اپنے باپ کو کہتے سنا ابو اسامہ جب کتاب میں عائشہ لکھا دیکھتا تو اس کو مسخ کر دیتا یہاں تک کہ اس (روایت) میں پھر کسی دوسری جانب سے اتنا افراط نہیں آ پاتا یعقوب بن سفیان کہتے ہیں میں نے محمد بن عبد اللہ بن نمیر کو سنا وہ ابو اسامہ کو کمزور قرار دیتے تھے پھر کہا مجھے (محمد بن عبداللہِ بن نمیر کو) ابی بکر بن ابی شیبہ پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ اس ابو اسامہ کو جانتے ہیں لیکن پھر بھی اس – سے روایت لیتے ہیں

(المعرفۃ والتاریخ لیعقوب بن سفیان: مَاجَاءَ فِی الْکُوفَۃِ)

جس کو یہ روایت پسند ہو وہ سن لے کہ ہماری ماں عائشہ رضی اللہ عنہا ایک مجتہد تھیں وہ صحابہ تک کے اقوال قرآن پر پرکھ کر رد و قبول کرتی تھیں لہذا وہ مردہ میت سے شرم کیسے کر سکتیں ہیں؟

السنن للنسائی از ابو عبد الرحمٰن النسائی (المتوفی: 303ھ-) کی روایت بَابُ : مَسْحِ الْمَرْاَۃِ رَاْسَہَا باب: عورت اپنے سر کا مسح کیسے کرے حدیث نمبر: 100 میں ہے کہ ام المومنین اپنے غلام ابو عبد اللہ سالم سبلان سے پردہ نہیں کرتیں تھیں

غیر مقلد مولوی زبیر علی زئی کا کہنا تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس لئے پردہ کرتیں تھیں کیونکہ وہاں حجرے میں عمر رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار آتے تھے- جبکہ یہ اس روایت کے متن میں موجود ہی نہیں ہے– پھر اس تاویل سے یہ روایت مردے کے دیکھنے کا انکار کرتی ہے لیکن فرقوں والے اس کو پیش کرتے رہتے ہیں

معراج پر دیدار الٰہی کے حوالے سے موقف

تابعین میں یہ بحث شروع ہوئی کہ کیا معراج پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا تھا؟ اس کا ذکر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا تو آپ نے شہرہ آفاق الفاظ میں عقیدہ بیان کیا

صحیح بخاری میں ہے

عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ – رضى الله عنها -: يَا أُمَّتَاهْ! هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ – صلى الله عليه وسلم – رَبَّهُ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ قَفَّ شَعَرِى مِمَّا قُلْتَ، أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلاَثٍ مَنْ حَدَّثَكَهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ، مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا – صلى الله عليه وسلم – رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ: {لاَ تُدْرِكُهُ الأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ}، {وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللهُ إِلاَّ وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ} , وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِى غَدٍ؛ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ: {وَمَا تَدْرِى نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا} (وفي روايةٍ: (لا يَعْلَمُ الغَيْبَ إِلَّا اللهُ) 8/ 166)، وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَتَمَ [شَيئاً مِمَا أَنْزَلَ إِليهِ 5/ 188} [مِنَ الوَحْي 8/ 210]؛ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ، {يَا أَيُّها الرسولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ [وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالاَتِهِ]} الآية. [قالَ: قلت: فإنَّ قَوْلَهُ: {ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى. فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى}. قالَتْ:] ولكنَّهُ [قَدْ 4/ 83] رَأَى جِبْرِيلَ – عَلَيْهِ السَّلاَمُ – (وفى روايةٍ: ذَاكَ جِبْرِيلُ كَانَ يَأْتِيهِ فِى صُورَةِ الرَّجُلِ، وَإِنَّهُ أَتَاهُ هَذِهِ الْمَرَّةَ) فِى صُورَتِهِ [الَّتِى هِىَ صُورَتُهُ فَسَدَّ الأُفُقَ]؛ مَرَّتَيْنِ

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مسروق نے پوچھا کہ اے اماں کیا محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ تمہاری اس بات نے میرے رونگٹے کھڑے کر دے تم سے جو کوئی تین باتیں کہے اس نے جھوٹ بولا جو یہ کہے کہ محمّد نے اپنے رب کو دیکھا اس نے جھوٹ بولا پھر آپ نے قرات کی {لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَيُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَاللَّطِيفُ الْخَبِيرُ} نگاہیں اس تک نہیں پہنچ سکتیں لیکن وہ نگاہوں تک پہنچ جاتا ہے اور وہ باریک بین اور جاننے والا ہے، {وَمَاكَانَ لِبَشَرٍ اِنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْمِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ} اور کسی بشر کا یہ مقام نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے سوائے وحی سے یا پردے کے پیچھے سے آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ

جو یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ کل کیا ہوگا اس نے جھوٹ بولا پھر آپ نے تلاوت کی {وَمَا تَدْرِی نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا} اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا (وفی روایۃ: (لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ) 166/8) اور ایک روایت کے مطابق کوئی نہیں جانتا غیب کو سوائے اللہ کے. اور اس نے بھی جھوٹ بولا جو یہ کہے کہ آپ نے وحی میں سے کچھ چھپایا پھر آپ نے تلاوت کی، {يَاأَيُّهَا الرسولُ بَلِّغْ مَاأُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ [وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَاتِهِ]} اے رسول جو اللہ نے آپ پر نازل کیا ہے اس کو لوگوں تک پہنچے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے رسالت کا حق ادا نہ کیا. مسروق کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ اللہ تعالی کا قول ہے {ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى. فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْاَدْنَى} پھر قریب آیا اور معلق ہوا اور دو کمانوں اور اس اس سے کم فاصلہ رہ گیا. عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جبریل تھے وہ آدمی کی شکل میں اتے تھے اور اس دفعہ وہ اپنی اصلی شکل میں آئے یہ وہی صورت تھی جو افق پر دیکھی تھی دو دفعہ

قاضی عیاض کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ میں لکھتے ہیں کہ چونکہ معراج کا واقعہ ہجرت سے پہلے ہوا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہجرت کے بعد ہوئی ہے، لہٰذا اس معاملے میں ان کی خبر معتبر نہیں ہے۔
راقم کہتا ہے قاضی عیاض کا قول باطل ہے

فقہی مباحث

نامحرم کو دودھ پلانا

امام الزہری کی منکرات میں سے ہے انہوں نے ام المومنین سے الفاظ منسوب کیے ہیں

سنن ابی داؤد: کِتَابُ

النِّكَاحِ (بَابُ مَنْ حَرَّمَ بِهِ) سنن ابو داؤد: کتاب: نکاح کے احکام و مسائل

2061 (باب: رضاعت کبیر سے حرمت کے قائلین کا استدلال)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ كَانَ تَبَنَّى سَالِمًا،وَأَنْكَحَهُ ابْنَةَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، كَمَا تَبَنَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا، وَكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ, دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ، وَوُرِّثَ مِيرَاثَهُ، حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فِي ذَلِكَ: {ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ- إِلَى قَوْلِهِ- فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ}[الأحزاب: 5]، فَرُدُّوا إِلَى آبَائِهِمْ، فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ لَهُ أَبٌ, كَانَ مَوْلًى وَأَخًا فِي الدِّينِ، فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ، ثُمَّ الْعَامِرِيِّ -وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي حُذَيْفَةَ-، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا، وَكَانَ يَأْوِي مَعِي وَمَعَ أَبِي حُذَيْفَةَ فِي بَيْتٍ وَاحِدٍ، وَيَرَانِي فُضْلًا، وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِمْ مَا قَدْ عَلِمْتَ، فَكَيْفَ تَرَى فِيهِ؟ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: >أَرْضِعِيهِ<.

فَأَرْضَعَتْهُ خَمْسَ رَضَعَاتٍ، فَكَانَ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَبِذَلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَأْمُرُ بَنَاتِ أَخَوَاتِهَا، وَبَنَاتِ إِخْوَتِهَا، أَنْ يُرْضِعْنَ مَنْ أَحَبَّتْ عَائِشَةُ

أَنْ يَرَاهَا، وَيَدْخُلَ عَلَيْهَا -وَإِنْ كَانَ كَبِيرًا- خَمْسَ رَضَعَاتٍ، ثُمَّ يَدْخُلُ عَلَيْهَا، وَأَبَتْ أُمُّ سَلَمَةَ، وَسَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُدْخِلْنَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، حَتَّى يَرْضَعَ فِي الْمَهْدِ، وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ وَاللَّهِ مَا نَدْرِي, لَعَلَّهَا كَانَتْ !رُخْصَةً مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَالِمٍ دُونَ النَّاسِ

امہات المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس نے سالم کو اپنا متبنی (منہ بولا بیٹا) بنایا ہوا تھا اور اس سے اپنی بھتیجی ہند دختر ولید بن عتبہ بن ربیعہ کا نکاح کر دیا تھا۔ وہ ایک انصاری خاتون کا آزاد کردہ غلام تھا جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو اپنا متبنی بنایا تھا اور جاہلیت کا یہ دستور تھا کہ جسے کوئی اپنا متبنی بنالیتا تو لوگ اس کو اسی کی نسبت سے پکارا کرتے تھے اور وہ (اپنے منہ بولے باپ کا) وارث بھی بنتا تھا، حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے اس بارے میں یہ حکم نازل فرمایا کہ «ادعوہم لآبائہم إلی قولہ : فإخوانکم فی الدین ومواليكم» "انہیں ان کے حقیقی باپوں کی نسبت سے پکارا کرو۔ اگر وہ معلوم نہ ہوں تو یہ تمہارے دینی بھائی اور مولیٰ ہیں۔ چنانچہ انہیں ان کے باپوں کی طرف لوٹا دیا گیا اور جس کا باپ معلوم نہ ہوا وہ مولیٰ اور دینی بھائی کہلانے لگا۔ الغرض ! (ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی) سہلہ بنت سہیل بن عمرو قرشی، عامری (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول ! ہم سالم کو اپنا بیٹا ہی سمجھتے رہے ہیں۔ یہ میرے اور ابوحذیفہ کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا رہا

ہے اور مجھے (گھر میں عام حالت میں) ایک کپڑے میں دیکھتا رہا ہے۔ (کبھی سر کھلا، تو کبھی پنڈلیاں بھی کھل گئیں وغیرہ) اور اللہ عزوجل نے ایسے لوگوں کے بارے میں جو حکم نازل فرمایا ہے وہ آپ جانتے ہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس صورت میں کیا فرماتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا" اس کو (اپنا) دودھ پلا دو۔" چنانچہ اس نے اس کو پانچ رضعے (پانچ بار) دودھ پلا دیا۔ اور وہ اس طرح اس کے رضاعی بیٹے کی

طرح ہو گیا۔ سو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس واقعہ کی بنا پر اپنی بھانجیوں اور بھتیجیوں سے کہا کرتی تھیں کہ فلاں کو پانچ رضعے (پانچ بار) دودھ پلا دو۔ جس کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خواہش ہوتی کہ وہ ان کو دیکھ سکے اور ان کے سامنے آ سکے۔ خواہ وہ بڑی عمر کا بھی ہوتا۔ چنانچہ وہ اس کے بعد ان کے سامنے آ جایا کرتا تھا۔ (اور یہ اس سے پردہ نہ کرتیں) مگر ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور دیگر تمام امہات المؤمنین نے اس کو قبول نہیں کیا کہ ایسی رضاعت کی بنا پر کوئی شخص ان کے سامنے آئے (اور وہ اس سے پردہ نہ کریں) الا یہ کہ اس نے پالنے میں (دو سال کی عمر کے دوران میں) دودھ پیا ہوتا۔ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: قسم اللہ کی ہمیں نہیں معلوم، شاید یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سالم کے لیے بمقابلہ دوسرے لوگوں کے خاص رخصت تھی۔

صحیح مسلم :كِتَابُ الرِّضَاعِ (بَابُ رِضَاعَةِ الْكَبِيرِ) صحیح مسلم : کتاب : رضاعت کے احکام و مسائل (باب : بڑے کی رضاعت)

3603 . وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ، لِعَائِشَةَ، إِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْكِ الْغُلَامُ الْأَيْفَعُ، الَّذِي مَا أُحِبُّ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيَّ، قَالَ :

فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَمَا لَكِ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسْوَةٌ؟ قَالَتْ: إِنَّ امْرَأَةَ أَبِي حُذَيْفَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ سَالِمًا يَدْخُلُ عَلَيَّ وَهُوَ رَجُلٌ، وَفِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْهُ شَيْءٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَرْضِعِيهِ حَتَّى يَدْخُلَ عَلَيْكِ

شعبہ نے حُمید بن نافع سے حدیث بیان کی، انہوں نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، انہوں نے کہا: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا آپ کے پاس (گھر میں) ایک

قریب البلوغت لڑکا آتا ہے جسے میں پسند نہیں کرتی کہ وہ میرے پاس آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: کیا تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی زندگی) میں نمونہ نہیں ہے؟ انہوں نے (آگے) کہا: ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے عرض کی تھی: اے اللہ کے رسول! سالم میرے سامنے آتا ہے اور (اب) وہ مرد ہے، اور اس وجہ سے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے دل میں کچھ ناگواری ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسے دودھ پلادو تاکہ وہ تمہارے پاس آسکے۔

راقم کہتا ہے سالم والے واقعہ کو خاص کہا جاتا ہے اور خاص جب متعین ہوتا ہے تو روایت میں لکھا نہیں ہوتا قرائن سے اندازہ لگا کر فقہاء خاص یا عام کرتے ہیں۔ لیکن راقم کہتا ہے روایت کے الفاظ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس واقعہ کی بنا پر اپنی بھانجیوں اور بھتیجیوں سے کہا کرتی تھیں کہ فلاں کو پانچ رضعے (پانچ بار) دودھ پلادو۔ جس کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خواہش ہوتی کہ وہ ان کو دیکھ سکے اور ان کے سامنے آسکے۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا کی ذات اقدس پر افترا ہے

سنن الکبری البیہقی میں ہے

كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَأْمُرُ بَنَاتِ أَخِيهَا أَنْ يُرْضِعْنَ مَنْ أَحَبَّتْ عَائِشَةُ أَنْ يَرَاهَا وَيَدْخُلُ عَلَيْهَا خَمْسَ رَضَعَاتٍ فَيَدْخُلُ عَلَيْهَا وَأَبَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُدْخِلْنَ عَلَيْهِنَّ مِنَ النَّاسِ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ حَتَّى يُرْضِعْنَ فِي الْمَهْدِ وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَاللهِ مَا نَرَى لَعَلَّهَا رُخْصَةٌ لِسَالِمٍ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُونَ النَّاسِ

عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی بھتیجیوں کو حکم کرتیں کہ وہ (کسی شخص کو) پانچ بار دودھ پلادیں جس کو وہ چاہتیں کہ ان کے پاس آئیں اور حجرہ میں داخل ہوں، پس وہ داخل ہوتے اور ام سلمہ اور باقی ازواج رسول اس پر کہتیں کہ یہ رضاعت تو پالنے (پنگوڑے) میں (پیدائش سے دو سال کی مدت) ہی ہو سکتی ہے اور عائشہ سے کہتیں کہ ہم نہیں سمجھتیں کہ یہ رخصت سالم کے سوا رسول اللہ نے کسی اور کو دی

یہ الفاظ سنن الکبری از البیہقی، مسند احمد اور سنن ابو داود میں بیان ہوئے ہیں- یہ اضافہ راوی امام الزہری یا عروہ بن زبیر کا جملہ ہے- یہ اضافہ باقی راوی بیان نہیں کرتے

سنن الکبری از البیہقی کی سند اللیث بن سعد عن عقیل بن خالد الأیلی عَنِ ابْنِ شِہَابٍ سے ہے

کتاب میزان الاعتدال فی نقد الرجال از الذھبی کے مطابق

وقال أحمد بن حنبل: ذكر عند يحيى القطان إبراهيم بن سعد وعقيل، فجعل كأنه يضعفهما

احمد کہتے ہیں یحییٰ القطان سے عقیل اور ابراہیم بن سعد کا ذکر ہوا انہوں نے ایسا کیا کہ گویا دونوں ضعیف ہیں

ابو داود میں بھی یہ اضافہ بیان ہوا ہے جہاں اسکی سند میں عنبسۃ بن خالد الأموی ہے امام احمد کہتے

أي شئ خرج علينا من عنبسة؟ هل روى عنه غير أحمد بن صالح

کوئی سی ایسی چیز ہے جو عنبسۃ نے بیان کی اور اس سے احمد بن صالح کے سوا اور کون ہے جو روایت کرے؟

یحییٰ بن بکیر عنبسۃ کو مجنون اِحمق کہتے ہیں (میزان الاعتدال فی نقد الرجال از الذھبی) اور تاریخ الاسلام از الذھبی کے مطابق یحییٰ بن بکیر کہتے ماکَانَ اِہلا للأخذ عَنْہُ اس قابل نہیں کہ اس سے اخذ کیا جائے

یہ اضافہ مسند احمد میں ابن اِخی الزہری کی سند سے بھی آیا ہے جس کا نام محمد بن عبد اللہ بن مسلم ہے جو مختلف فیہ ہے ابن معین اس کو ضعیف کہتے ہیں اور المروذی کے مطابق امام احمد ضعیف گردانتے تھے

یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب یہ عمل صرف امام الزہری کی سند سے ہے جو تین راویوں نے بیان کیا ہے اور تینوں اتنے مظبوط نہیں کہ اس کو قبول کیا جائے –البتہ لوگوں نے اس اضافہ کو شروحات میں بیان کیا ہے اس کی تاویلات کی ہیں لیکن یہ اضافہ اوٹ پٹانگ قسم کی بات ہے

صحیح مسلم :كِتَابُ الرِّضَاعِ (بَابُ رِضَاعَةِ الكَبِيرِ) صحیح مسلم :کتاب : رضاعت کے احکام ومسائل (باب : بڑے کی رضاعت)

3603 . وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ، لِعَائِشَةَ، إِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْكِ الْغُلَامُ الْأَيْفَعُ، الَّذِي مَا أُحِبُّ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيَّ، قَالَ:

فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَمَا لَكِ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسْوَةٌ؟ قَالَتْ: إِنَّ امْرَأَةَ أَبِي حُذَيْفَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ سَالِمًا يَدْخُلُ عَلَيَّ وَهُوَ رَجُلٌ، وَفِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْهُ شَيْءٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

«وَسَلَّمَ: «أَرْضِعِيهِ حَتَّى يَدْخُلَ عَلَيْكِ

اس کو حمید بن نافع الأنصاری اِبو اِفلح، المدنی کی سند سے روایت کیا گیا ہے

حمید بن نافع کی ثقاہت پر سوائے نسائی کوئی اور نہیں ملا

اس راوی کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ دو لوگ ہیں یا ایک-امام بخاری نے تاریخ الکبیر میں اس کا ذکر کیا ہے

.قَالَ أَبو عَبد اللهِ: يُقال، عَنْ شُعبة: إن هذا هو حُميد صَفيرا، هو الأول

وہ جس سے شعبہ نے روایت لی ہے وہ حُمید صَفیرا ہے

قَالَ علی: ہما اثنان امام علی کا کہنا ہے یہ دو الگ الگ ہیں

. شعبہ کا خود کہنا ہے قَالَ شعبۃ. وکان عاصم یری إنہ قدمات منذ مائۃ سنۃ

عاصم الاحوال کا دیکھنا تھا کہ حمید تو سن ۱۰۰ میں مر چکا ہے

یعنی شعبہ نے کسی اور سے سنا اس کو حمید بن نافع سمجھا جبکہ وہ مر چکا تھا اور دیگر محدثین کا کہنا ہے وہ حمید ابن صفیراء تھا

اس طرح محدثین کا اختلاف ہے کہ یہ کون ہے-روایت کی سند میں اس ابہام پر اس کو صحیح نہیں کہا جا سکتا

متاخرین نے اس سب کو ملا کر واپس ایک راوی کر دیا ہے

یہ روایت موطا میں ۶۲۷ ہے

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، وَسُئِلَ عَنْ رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ؟ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهِدَ بَدْرًا، وَكَانَ تَبَنَّى سَالِمًا الَّذِي يُقَالُ لَهُ: مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، كَمَا كَانَ

تَبَنَّى رَسُولُ اللَّهِ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ، فَأَنْكَحَ أَبُو حُذَيْفَةَ سَالِمًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ ابْنُهُ أَنْكَحَهُ ابْنَةَ أَخِيهِ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَهِيَ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الأُوَلِ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ مِنْ أَفْضَلِ أَيَامَى قُرَيْشٍ، فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِي زَيْدٍ مَا أَنْزَلَ: {ادْعُوهُمْ لآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ} [الأحزاب: 5] رُدَّ كُلُّ [ص:212] أَحَدٍ تُبُنِّيَ إِلَى أَبِيهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ يُعْلَمُ أَبُوهُ رُدَّ إِلَى مَوَالِيهِ، فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ امْرَأَةُ أَبِي حُذَيْفَةَ وَهِيَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا بَلَغَنَا، فَقَالَتْ: كُنَّا نُرَى سَالِمًا وَلَدًا، وَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيَّ وَأَنَا فُضْلٌ وَلَيْسَ لَنَا إِلا بَيْتٌ وَاحِدٌ، فَمَا تَرَى فِي شَأْنِهِ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا بَلَغَنَا: «أَرْضِعِيهِ خَمْسَ رَضَعَاتٍ، فَيَحْرُمَ بِلَبَنِكِ، أَوْ بِلَبَنِهَا» ، وَكَانَتْ تَرَاهُ ابْنًا مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَأَخَذَتْ بِذَلِكَ عَائِشَةُ فِيمَنْ تُحِبُّ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ، فَكَانَتْ تَأْمُرُ أُمَّ كُلْثُومٍ، وَبَنَاتِ أَخِيهَا يُرْضِعْنَ مَنْ أَحْبَبْنَ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا، وَأَبَى سَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِمْ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ، وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ: وَاللَّهِ مَا نَرَى الَّذِي أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ إِلا رُخْصَةً لَهَا فِي رَضَاعَةِ سَالِمٍ وَحْدَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لا يَدْخُلُ عَلَيْنَا بِهَذِهِ الرَّضَاعَةِ أَحَدٌ، فَعَلَى هَذَا كَانَ رَأْيُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ

یہ حدیث اس متن سے صحاح ستہ میں ہے البتہ اس میں آگے کا متن جو امام الزہری نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کا حکم عام لیتی تھیں وہ میرے نزدیک منکر ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو من جانب اللہ بعض احکام میں مخصوص حکم دینے کی اجازت تھی

مثلا عید کی نماز میں ایک شخص نے نماز سے پہلے قربانی کر دی آپ نے اس کو جائز کیا لیکن کہا صرف تیرے لئے ہے

اسی طرح قرآن یاد ہونے پر ایک غریب صحابی کا ایک عورت سے نکاح کر دیا

یہ مخصوص واقعات ہیں عموم سے الگ ہیں

ایسا ہی اس واقعہ میں ہے جو صرف ان لوگوں ابوحذیفہ کی بیوی اور سالم رضی اللہ عنہما کے لئے خاص کیا گیا ہے

یہ بات فقہاء اور شارحین حدیث نے بیان کی ہے اس کو عموم کوئی نہیں کہتا

صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تو میرے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا عائشہ یہ کون ہے؟ تو میں نے عرض کیا: یہ میرا رضاعی بھائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اے عائشہ دیکھو کہ تمہارے بھائی کون ہیں، کیونکہ رضاعت بھوک سے ہوتی ہے

جب عائشہ رضی اللہ عنہ خود روایت کریں کہ رضاعت بھوک سے ہے تو ایک بڑی عمر کے شخص کے لئے اس کا حکم کیسے کر سکتی ہیں؟ رضاعت کی شرائط بچے کی دو سال کے عمر کے اندر کی ہے اس کے بعد ممکن نہیں ہے یہی فتوی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مصنف عبدالرزاق میں بیان ہوا ہے[21]

21

الکافی میں امام ابو عبداللہ سے منسوب ہے کہ رضاعت نہ ہو گی حتی کہ

غلام سے پردہ نہ کرنا

بَابُ : مَسْحِ الْمَرْأَةِ رَأْسَهَا باب: عورت اپنے سر کا مسح کیسے کرے۔ حدیث نمبر: 100

اخبرنا الحسين بن حريث ، قال : حدثنا الفضل بن موسى ، عن جعيد بن عبد الرحمن ، قال : اخبرني عبد الملك بن مروان بن الحارث بن ابي ذناب ، قال : اخبرني ابو عبد الله سالم سبلان ، قال : وكانت عائشة تستعجب بامانته وتستاجره ، فارتني كيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضا " فتمضمضت واستنثرت ثلاثا ، وغسلت وجهها ثلاثا ، ثم غسلت يدها اليمنى ثلاثا واليسرى ثلاثا ، ووضعت يدها في مقدم راسها ثم مسحت راسها مسحة واحدة إلى مؤخره ، ثم امرت يديها باذنيها ، ثم مرت على الخدين " . قال سالم : كنت آتيها مكاتبا ما تختفي مني فتجلس بين يدي وتتحدث معي حتى جئتها ذات يوم ، فقلت : ادعي لي بالبركة يا ام المؤمنين ، قالت : وما ذاك ؟ قلت : اعتقني الله ، قالت : بارك الله لك ، وارخت الحجاب دوني فلم ارها بعد ذلك اليوم

ابو عبداللہ سالم سبلان کہتے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی امانت پر تعجب کرتی تھیں، اور ان سے اجرت پر کام لیتی تھیں، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نے مجھے دکھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے وضو کرتے

حتی بلغ عشر رضعات

دس بار تک دودھ پلانا نہ ہو جائے

. عن ابی عبداللہ (ع) قال: لا بأس بالرضعۃ والرضعتین والثلاث

ایک بار، دو بار، تین بار دودھ پلانے میں کوئی حرج نہیں ہے

اہل تشیع اور اہل سنت میں اس طرح رضاعت بڑی عمر میں ممکن نہیں ہے

تھے؟ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نے تین بار کلی کی، اور ناک جھاڑی اور تین بار اپنا چہرہ دھویا، پھر تین بار اپنا دایاں ہاتھ دھویا، اور تین بار بایاں، پھر اپنا ہاتھ اپنے سر کے اگلے حصہ پر رکھا، اور اپنے سر کا اس کے پچھلے حصہ تک ایک بار مسح کیا، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں پر پھیرا، پھر دونوں رخساروں پر پھیرا، سالم کہتے ہیں: میں بطور مکاتب کے ان کے پاس آتا تھا اور آپ مجھ سے پردہ نہیں کرتی تھیں، میرے سامنے بیٹھتیں اور مجھ سے گفتگو کرتی تھیں، یہاں تک کہ ایک دن میں ان کے پاس آیا، اور ان سے کہا: ام المؤمنین ! میرے لیے برکت کی دعا کر دیجئیے، وہ بولیں: کیا بات ہے؟ میں نے کہا: اللہ نے مجھے آزادی دے دی ہے، انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت سے نوازے، اور پھر آپ نے میرے سامنے پردہ لٹکا دیا، اس دن کے بعد سے میں نے انہیں نہیں دیکھا۔

ابو عبد اللہ سالم سبلان ایک غلام تھا اور لونڈی غلام سے کوئی پردہ نہیں کیا جاتا تھا۔ روایت صحیح ہے

غسل کے حوالے سے روایت

صحیح مسلم کی روایت ہے

باب: اس بارے میں کہ ایک صاع یا اسی طرح کسی چیز کے وزن بھر پانی سے غسل کرنا چاہیے

حدیث نمبر: 251

حدثنا عبد الله بن محمد، قال حدثني عبد الصمد، قال حدثني شعبة، قال حدثني أبو بكر بن حفص، قال سمعت أبا سلمة، يقول دخلت أنا وأخو، عائشة على عائشة فسألها أخوها عن غسل النبي، صلى الله عليه وسلم فدعت بإناء نحوا من صاع، فاغتسلت وأفاضت على رأسها، وبيننا وبينها حجاب. قال أبو عبد الله قال يزيد بن هارون وبهز والجدي عن شعبة قدر صاع.

ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا کہ ہم سے عبدالصمد نے، انھوں نے کہا ہم سے شعبہ نے، انھوں نے کہا ہم سے ابوبکر بن حفص نے، انھوں نے کہا کہ میں نے ابوسلمہ سے یہ حدیث سنی کہ میں (ابوسلمہ) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عائشہ کی خدمت میں گئے۔ ان کے بھائی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے بارے میں سوال کیا۔ تو آپ نے صاع جیسا ایک برتن منگوایا۔ پھر غسل کیا اور اپنے اوپر پانی بہایا۔ اس وقت ہمارے درمیان اور ان کے درمیان پردہ حائل تھا۔ امام ابوعبداللہ (بخاری) کہتے ہیں کہ یزید بن ہارون، بہز اور جدی نے شعبہ سے قدر صاع کے الفاظ روایت کئے ہیں۔

تشریح: یہ ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف، عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھانجے تھے اور آپ کے محرم تھے۔ ان صاحب کو دودھ اُمِّ کُلثُومٍ بنت ابی بکر نے پلایا تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردہ سے خود غسل فرما کر ان کو طریقہ غسل کی تعلیم فرمائی۔ دوسرے شخص کے لئے کہا جاتا ہے یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے یا عبداللہ بن یزید تھے

عبد الرحمن بن أبي بكر رضي الله عنهما وقيل هو عبد الله بن يزيد أخوها من الرضاع

سنداً اس کو صرف عبداللہ بن حفص بن عمر بن سَعد بن اِبی وقاص الزہری نے بیان کیا ہے

. بہت سے محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں ابن عبد البر کی طرف سے کہا جاتا ہے والثقۃ اجمعوا علی ذلک

لیکن امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں لیسوا بشَیْءٍ کوئی چیز نہیں الکامل از ابن عدی

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ علی، حَدَّثَنا عثمان بن سعد قلّت لیحیی فعبد اللہ بن حفص بن عُمَر بن سعد وعمار وعمر اِخواہ عن آبائھم عن اِجداد ہم کیف حال ہؤلاء قال لیسوا بشَیْءٍ

عائشہ رضی اللہ عنہا نے صرف یہ سمجھانے کے لئے کہ وہ خود کم از لم ایک صاع پانی سے غسل کی قائل ہیں انہوں نے اس کو بہا کر دیکھایا کہ یہ کیا جا سکتا ہے جب ان دونوں نے پردے کے نیچے سے پانی بہتا دیکھا تو جان گئے کہ یہی عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے ہے۔

عراق و شام کا صاع الگ الگ تھا۔ لوگوں کو اغلبًا اشتباہ تھا کہ کتنا پانی لیا جائے۔ شیعہ کتب میں روایت ہے

حديث زرارة عن ابي جعفر عليه السلام يقال: كان الرسول صلى اللّٰه عليه وسلم يتوضأ بمد ويغتسل بصاع والمد رطل ونصف والصاع ستة ارطال يعني رطل المدينة ا هـ.

امام ابو جعفر نے کہا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مد کے برابر پانی سے وضو کرتے تھے ، ایک صاع سے غسل کرتے - مد ایک رطل یا نصف ہے اور صاع ، چھ رطل برابر ہے

اور شرح میں لکھا ہے وہو تسعۃ بالعراقی شامی صاع عراق کے چھ صاع برابر ہے

ام المومنین بتارہی ہیں کہ کتنا پانی لگے گا کیونکہ صاع الگ ہونے سے لوگوں کو سمجھنے میں مشکل ہو رہی تھی

قول نبوی پر تبصرہ کیا؟

مسند احمد میں ہے

رقم الحدیث: 23987

(حديث مرفوع) حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ ، قَالَ : حَدَّثَنَا صَفْوَانُ ، قَالَ : حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ إِلَّا الْحِمَارُ ، وَالْكَافِرُ ، وَالْكَلْبُ ، وَالْمَرْأَةُ " فَقَالَتْ عَائِشَةُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، لَقَدْ قُرِنَّا بِدَوَابِّ سُوءٍ

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز نہ ٹوٹے گی الا یہ کہ گدھا یا کافر یا کتا یا عورت گزر جائے –پس عائشہ نے کہا میں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے تو ہمیں بد چوپایوں میں کر دیا

نیل الأوطار میں محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ الشوکانی الیمنی المتوفی: 1250ھ-لکھتے ہیں کہ

وَعَنْ عَائِشَةَ عِنْدَ أَحْمَدَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: «لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ إلَّا الْحِمَارُ وَالْكَافِرُ وَالْكَلْبُ وَالْمَرْأَةُ، لَقَدْ قُرِنَّا بِدَوَابِّ السُّوءِ» . قَالَ الْعِرَاقِيُّ: وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ

مسند احمد کی روایت صحیح نہیں ہے

شعيب الأرنؤوط کہتے ہیںإسناده ضعيف وفي متنه نكارة، راشد بن سعد – وهو المَقْرَئي الحُبْراني الحمصي – قد عنعن في روايته عن عائشة، وقد قال الحافظ في "التقريب": كثير ـــ.الإرسال، وذكر الحاكم فيما نقل مغلطاي وابن حجر أن الدارقطني ضعفه

سند کے رجال ثقہ بھی ہوں تو ان کا ارسال و تدلیس کا معاملہ رہتا ہے

فتح الباری ابن رجب میں ہےوخرج الإمام أحمد ثنا أبو المغيرة: ثنا صفوان: ثنا راشد بن سعد، عن عائشة، قالت: قال رسول الله – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – ((لا يقطع صلاة المسلم شيء، إلا الحمار والكافر والكلب والمرأة)) . قالت عائشة: يا رسول الله، لقد قرنا بدواب سوء.هذا منقطع؛ راشد لَمْ يسمع من عَائِشَة بغير شك.

یہ روایت منقطع ہے اس میں کوئی شک نہیں راشد کا سماع عائشہ سے نہیں ہے

حالت حیض کے حوالے سے

قرآن سورہ البقرۃ ۲۲۲ میں ہے

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ

لوگ آپ سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ دیجئے کہ حیض ایک قسم کی اذیت ہے، اس لیے دوران حیض میں بیویوں سے دور رہیے اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب مت جایئے اور پاک ہونے کے بعد ان کے پاس جایئے جیسا کہ اللہ نے حکم کیا ہے

آیت میں جیسا کہ اللہ نے حکم کیا ہے اور قرب کے الفاظ کنایہ ہیں جماع کے لئے –آیت میں حالت حیض میں جماع کی ممانعت ہے –بوسہ لینے پر پابندی نہیں ہے۔قرآن نے جب کہا عورتوں سے دور رہو تو اس کا

مطلب یہ نہیں کہ ان کو گھر سے نکال دیا جائے –کہنے کا مقصد ہے قرب کا تعین کیسے ہو گا کہ یہ قرب ہے یہ قرب نہیں ہے؟ آیت میں قرب کہنا کنایہ ہے کہ فرج کو استعمال نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہاں سے خون اتا ہے غور طلب ہے کہ کیا مباشرت کا مطلب عربی میں اصلا چھونا ہے یا جماع کرنا؟

صحیح بخاری حدیث ۳۰۰ میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

وَكَانَ يَأْمُرُنِي، فَأَتَّزِرُ، فَيُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تہ پوش پہننے کا حکم دیتے اور اس کے بعد مجھے چھوتے تھے اور میں حائضہ ہوتی

مباشرت کا مطلب عربی میں اصل میں ملامس کرنا، چھونا ہے جماع کرنا ہمیشہ اس کا مطلب نہیں ہے بلکہ جماع کرنا اب اس لفظ کا فقہی مفہوم ہے جو قرآن و حدیث سے استنباط کرکے لیا گیا ہے

شرح الطیبی علی مشکاۃ المصابیح المسمی میں ہےفيباشرني)) أي يضاجعني، ويواصل بشرته بشرتي دون جماع فيباشرني یعنی ساتھ لیٹتے اور چھوتے، جماع کے بغیر

قسطلانی شرح بخاری میں لکھتے ہیں(فيباشرني) عليه الصلاة والسلام أي تلامس بشرته بشرتييعنی چھوتے

شارحین کا ایسا ہی کہنا ہے

قرآن میں ہےوَلا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِاور عورتوں کومت چھوناجب تم مسجدوں میں معتکف ہو

اردو میں مباشرت کنایہ نہیں ہے یہ بطور لفظ جماع کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے لہٰذا اردو میں ترجمہ کرتے ہیں اور عورتوں سے جماع مت کرناجب تم مسجدوں میں معتکف ہو مقصد کے حساب سے ترجمہ درست ہے لیکن یہ عربی الفاظ کاترجمہ نہیں ہے الفاظ کا فقہی مطلب سمجھ کر اردو میں کیا گیاترجمہ ہے

لسان عرب از ابن منظور میں ہےاِراد بالمباشَرَةِالمُلامَسَةَواِصلہ مِنْ لَمْس.بَشَرَةِالرَّجُلِ.بَشَرَةَالمراٰةِ، مباشرت سے ارادہ ملامس کرنا (چھونا) ہےاور اس کااصل ہے کہ مرد عورت کی جلد کو چھوتا ہے

والبَشَرَةُوالبَشَرُ: ظَاہِرُجِلدِ الاِنسانانسان کی ظاہر جلد کو البشر یا البشرہ کہا جاتا ہے

عربی لغت لمطلع علی اِلفاظ المقنع میں ہے قال الجوہری: مباشرۃالمراۃ: ملامستہا. لغوی الجوہری نے کہا عورت سے مباشرت ہےاس کو چھونا

لب لباب ہے کہ عربی میں مباشرت کالفظی مطلب چھونا ہے لیکن اس کااب فقہی مطلب ہوا ہے جماع کرنا کیونکہ قرآن میں جب مباشرت یا چھونے سے منع کیاتواصل میں یہ کنایہ تھاجماع کرنے پر۔لیکن یہ عربی کاارتقاء ہے دور نبوی کی عربی میں مباشرت لغواچھوناہی تھاجس میں لوگ جانتے تھے کہ کہاں کہاں آیات میں اس کو کس مقصد کے تحت بولا گیاہے۔جب مسلمانوں نے یہ سمجھ لیاکہ اللہ تعالی جب قرآن مجامعت یاوطی کے عربی الفاظ کی بجائے صرف چھونا کہتا ہے تووہاں مباشرت سے اس کی مراد جماع کرنا ہوتا ہے تولفظ مباشرت کے مفہوم میں جماع کرنا بھی آگیا۔واضح رہے کہ یہ مطلب اصحاب رسول نے سمجھا تھاجوان کو قرآن پر غور سے ملا